امیر شام اور اہل بیت
علیہم السلام
حصہ اول
مؤلف : الحاج حکیم علامہ محمد عبدالخالق مجددی
مبلغ نسبت رسولی ﷺ یورپ خلیفہ مجاز مرکزی دربار
عالیہ موہڑہ شریف تحصیل کوہ مری ضلع راولپنڈی

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امیر شام واہل بیت علیہم السلام

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الحاج حکیم علامہ محمد عبدالخالق مجددی

کتابت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوالزُہیر قاری محمد زبیر رشیدی

تعداد صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔286

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین — صفحہ نمبر

فہرست مضامین | صفحہ نمبر

فہرست مضامین — صفحہ نمبر

فہرست مضامین | صفحہ نمبر

فہرست مضامین | صفحہ نمبر

صفحہ نمبر

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

میں نے ناصبی فرقہ کے چھ سوالوں کے جوابات اور بنو امیہ کے سیاہ کارناموں کے متعلق اس مقالہ کو لکھا ہے اور اسے اپنے پیر و مرشد مبلغ اعظم سلسلہ نسبت رسولی ﷺ غوث زماں قطب دوراں شیر شاہ غازی سلطان العارفین اعلیٰ حضرت الحاج خواجہ پیر ہاروں رشید صاحب سجادہ نشین مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف مدّظلہ کے نام گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔ جن کے قدموں میں بیٹھنے سے نسبت رسولی ﷺ فیض اور اہل بیت اطہار کا ادب نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسی پر خاتمہ عطا فرمائے

(خادم طریقت نسبت رسولی ﷺ العاجز محمد عبدالخالق مجددی)

تعارف مصنف

الحاج علامہ محمد عبد الخالق مجددی خلیفہ مجاز مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف کوہ مری و خطیب اعظم برطانیہ 1360ھ بمطابق 1941ء میں حضرت سائیں عمر دینؒ خلیفہ مجاز دربار عالیہ موہڑہ شریف کے ہاں بمقام باڑیاں شریف اوچھاہ نزد کوہالہ ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ جس وقت آپ کی عمر 9سال کی ہوئی 15 اگست 1949ء شوال 1368 کو آپ کے والد مکرم اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے۔

ابتدائی تعلیم: حضرت علامہ محمد عبدالخالق مجددی نے ابتدائی تعلیم ناظرہ قرآن پاک، فارسی کی ابتدائی کتب اپنی والدہ ماجدہ اور بڑے بھائی مولانا محمد عزیزؒ اور گاؤں اوچھاہ کے استاد مولانا غلام سیدؒ اور اس علاقہ کے مفتی اعظم مولنا یوسف دینؒ امام پوٹھیاں سے حاصل کی 1951ء میں آپ کی والدہ آپ کو ساتھ لے کر غوث المعظم رہبر اعظم طریقت نسبت رسولی ﷺ الحاج خواجہ پیر نظیر احمد سرکار موہڑویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس وقت آپ کی عمر 11سال تھی۔ سرکار موہڑویؒ نے توجہ فرمائی اور علوم دینیہ حاصل کرنے کی تلقین فرما کر دعا فرمائی۔ 1952 سے 1956 تک پانچ سال آپ نے رجوعیہ شریف ضلع ہزارہ پاکستان میں میں حضرت مولنا قاضی عبدالواحد صاحب سے

صرف ونحو، منطق، فقہ، ترجمہ قرآن اور فارسی کتب سکندر نامہ تک کی تعلیم حاصل کی 1956 کے اواخر میں آپ موضع بھوٹی نزد ٹیکسلا تشریف لے گئے، وہاں آپؒ نے حضرت مولانا فرید الدینؒ اور شیخ الجامع مولانا محب النبیؒ سے منطق، شرح تہذیب، کافیہ، شافیہ، صرف ونحو کنز الدقائق وغیرہ کتب کی تعلیم حاصل کی۔1957 میں سرکار موہڑویؒ نے آپ کو لاہور جانے کا حکم دیا۔ سرکار موہڑویؒ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے 1957 میں حضرت علامہ مجددی صاحب لاہور تشریف لے گئے اور حزب الاحناف لاہور میں تمام علوم اسلامیہ 1961 تک حاصل کئے۔اور دورہ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد 1961 میں آپ کی دستار بندی حضرت ابو البرکاتؒ نے فرمائی۔1958 میں تھوڑا عرصہ آپ نے محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد صاحبؒ سے سماع حدیث کیا۔دار العلوم جامعہ نعیمیہ سے بھی آپ کو سند حدیث عطا کی گئی۔

1962 میں آپ نے فاضل عربی کی تیاری اورنٹل کالج پنجاب یونیورسٹی سے کر کے امتحان دیا اور 1963 میں فاضل عربی کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔

طبیہ کالج انجمن حمایت اسلام لاہور : 1963 میں آپ نے طبیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور 1965 میں حکمت کا تین سالہ کورس پاس کر کے زبدۃ الحکماء کا ایک سالہ کورس بھی طبیہ کالج میں پاس کیا۔ پورے طبیہ کالج زبدہ کے امتحان

میں آپ سیکنڈ آئے۔اور 1966 میں آپ علوم اسلامیہ اور علوم طبیہ سے فارغ ہو کر تدریس علوم اسلامیہ میں مصروف ہو گئے۔

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم کا آغاز

1966 میں علامہ محمد عبدالخالق مجددی صاحب شکر گڑھ تشریف لے گئے جہاں آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم کی بنیاد رکھی اور 1971 تک وہاں تمام علوم اسلامیہ کی تدریس دورہ حدیث تک فرمائی اور 1971 دسمبر میں آپ شکر گڑھ سے اسلام آباد تشریف لائے اور جامعہ مسجد النور جی سیون کی مسجد میں حکومت کی طرف سے خطیب مقرر ہوئے۔

اسلام آباد میں آپ نے 1973 میں جامعہ اسلامیہ نظیریہ کی بنیاد رکھی اور 1981 تک آپ اسی جامعہ کے صدر رہے اور شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا اسحاق نظیری صاحبؒ ناظم اعلیٰ رہے۔حضرت علامہ مولانا حکیم محمد عبدالخالق مجددی صاحب نے جب تبلیغ اسلام کیلئے برطانیہ جانے کی تیاری کی تو جامعہ اسلامیہ نظیریہ کا انتظام شیخ الحدیث حضرت علامہ مولنا اسحاق نظیری صاحبؒ کے حوالے کر دیا جو انہوں نے بہت ہی احسن طریقہ سے چلایا اللہ پاک آپؒ کی مرقد انور پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے آمین۔

شہادۃ العالمیہ ایم اے اسلامیات

1984 میں آپ کو شہادۃ العالمیہ کی سند جو ایم اے اسلامیات کے مساوی ہے علامہ سید احمد سعید کاظمی کے دستخط سے برطانیہ بھیجی گئی۔

روحانی خلافت اور یورپ میں تبلیغ اسلام

1981 میں آپ کو غوث زماں قطب دوراں شیر شاہ غازی اعلحضرت الحاج خواجہ پیر ہارون رشید صاحب نے سلسلہ نسبت رسولی ﷺ کی خلافت و اجازت سے نواز کر اشاعت اسلام کیلئے برطانیہ جانے کا حکم دیا۔اور فرمایا کہ بیرونی ممالک میں محض رضائے الٰہی کیلئے سلسلہ نسبت رسولی ﷺ کی تبلیغ و اشاعت کی جائے۔چنانچہ آپ برطانیہ تشریف لے گئے اور ارشاد مرشدی کے مطابق تبلیغ اسلام میں مصروف ہو گئے۔

حضور شیر شاہ غازی اعلحضرت پیر ہارون رشید صاحب مدظلہ کی برطانیہ تشریف آوری: 1983 سے

1998 تک حضور والا شان اعلیٰ حضرت الحاج خواجہ پیر ہارون رشید صاحب مرکزی سجادہ نشین دربار عالیہ موہڑہ شریف نے یو کے کے 13 دورے فرمائے۔ان تمام تبلیغی دوروں

کا انتظام و انصرام حضرت علامہ عبدالخالق مجددی صاحب نے اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر کیا۔الحمداللہ تمام دورے نہایت کامیاب ہوئے ۔اور ہزاروں لوگوں کو سلسلہ میں داخل کر کے نسبت رسولی ﷺ سے نوازا گیا۔ان نسبت رسولی ﷺ کے دوروں کے دوران گلاسکو تک ہزاروں نسبت رسولی ﷺ کے حلقہ ذکر تبلیغ ہوئے تھے۔اور پیر صاحب نے لوگوں کو اپنے ارشادات سے اور دعاؤں سے نوزا۔اس دوران برطانیہ میں نسبت رسولی ﷺ کے سنٹر قائم کئے گئے۔جن کے معاملات اور نگرانی کی ذمہ داری سرکار پیر صاحب نے حضرت علامہ عبدالخالق مجددی صاحب کے سپرد کی الحمداللہ یہ مراکز نسبت رسولی ﷺ احسن طریقہ سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔لندن، برمنگم۔ بریڈ فورڈ، راچڈیل ڈربی، گلاسگو وغیرہ کے یہ مراکز نسبت رسولی ﷺ کی خدمات میں پیش پیش ہیں۔

تصنیفات

حضرت علامہ محمد عبدالخالق مجددی صاحب نے مصروفیات کے باوجود تصنیفات کی طرف بھی توجہ فرمائی آپ کی تصنیفات جو کمپوزر ہو چکی ہیں اور انشاءاللہ جلد منظر عام پر آئیں گی مندرجہ ذیل ہیں۔

1: ترجمہ وتفسیر کشف الاسرار

2: شرح اوراد نظیریہ شریف وتذکرہ بزرگان سلسلہ

3: مقالات مجددی جلد اوّل، دوم

4: امیر معاویہ پر خصوصی مقالہ

5: تذکرہ خواجہ عبداللہ الفارسی ہروی

ان کے علاوہ تصنیفات کے مسوّدات تیار ہیں مالک کو منظور ہوا تو وہ بھی شائع کئے جائیں گے۔

(خاکپائے مرشدی ابوالزُہیر قاری محمد زبیر رشیدی خادم دربار عالیہ موہڑہ شریف کوہ مری)

عرض مصنف

امیر معاویہ پر مقالہ کی ضرورت

1958ء میں ایک ناصبی محمود میں احمد عباسی نے خلافت معاویہ ویزید کتاب شائع کی جس میں یزید اور معاویہ کو خلیفہ راشد ثابت کیا گیا۔ناصبیت کا یہ فتنہ بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ اہل سنت کے کچھ علماء بھی اس باطل نظریہ کے قائل ہو کر اسی طنبورہ کو بجانے لگے اور اہل بیت کی شان میں توہین کے مرتکب ہوئے حالانکہ حب اہل بیت ایمان کا جز ہے۔

اس مقالہ کی بنیاد یہ ہے کہ معاویہ سے لے کر 132ھ تک آخری بنی امیہ کے کے ظالم مروان الحمار تک علی اور آل علی علیہ السلام پر معاذاللہ سب شتم جاری رہا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دوسال کے دوران معاویہ کی اس بدعت سئیہ کو ختم کیا اور آیت ان اللہ یامر بالعدل خطبہ میں جاری فرمائی جو آج تک پڑھی جارہی ہے۔ناصبی فرقہ کے تمام مزعومات باطلہ کو میں نے رد کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس خدمت کو اہل بیعت کے وسیلہ سے قبول فرمائے۔اور مجھے مزید دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خادم طریقت نسبت رسولی ﷺ العاجز محمد عبدالخالق مجددی)

تمہید

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

نحمده و نصلی و نسلم علیٰ رسوله الکریم و علیٰ آله و اصحابه اجمعین

اما بعد

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ کا سچا دین اسلام جو کہ جبل نور سے 1500 سال قبل رسول احمد سیّد عالمین باعث تخلیق کائنات سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے توسط سے جلوہ ریز ہوا۔ پورے جوبن سے کائنات عالم کو منور کر رہا ہے۔ اور انشاءاللہ قیامت تک یہ نور پھیلتا ہی جائے گا۔ اور کوئی آندھی کوئی ظلمت اور کوئی ظالم و فاسق قیامت تک اس نور کو نہ بجھا سکے گا۔

خلافت راشدہ کے بعد ظالم بنو امیہ نے اسلام کے مبارک چہرے کو مسخ کرنے کی جو کوشش کی سیّدنا امام حسین علیہ السلام نے خاندان رسالت کے بہتر افراد کا خون دیکر کربلا کی سرزمین کو خون سے لالہ زار کر کے ہمیشہ کیلئے اپنے نانا پاک ﷺ کے دین کو ہرا ابھرا اور شاداب کر دیا ہے اور شجر اسلام کی آبیاری کر کے سنت مصطفیٰ ﷺ کو زندہ کر دیا ہے۔ بقول اقبال!

چوں خلافت رشتہ از قرآن گسیخت، حریت را زہر اندر کام ریخت۔

موج خون او چمن ایجاد کرد، تا قیامت قطع استبداد کرد۔

ترجمہ: جب خلافت اسلامیہ کا رشتہ بنو امیہ کی ریشہ روانیوں سے قرآن سے کٹ گیا اور آزادی اسلام کے حلق میں ظلم کا زہر ڈالا گیا۔ اس وقت حسین علیہ السلام کی لہر نے اسلام کا ایک باغ لگا دیا، اور قیامت تک ظلم و بربریت کی رگ کاٹ کر رکھ دی۔ بنو امیہ نے امیر معاویہ کے دور سے سنت مصطفیٰ ﷺ کے نور کو بجھانے کی کوشش کی تھی اور فتنہ ناصبیت کی جو آب یاری کی تھی تاریخ اسلام نے انکی ناکام مساعی کو اپنے دامن محفوظ رکھا ہے۔ جن کی ہلکی سے جھلک مندرجہ ذیل ہے۔

1: خلافت علی منہاج النبوۃ جس کو اصحاب بیعت رضوان اصحاب بدر، عشرہ مبشرہ، سابقون الاوّلون، مہاجرین، وانصار، اور والذین التبعو ھم باحسان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے مدینہ منورہ میں جو خلافت قائم کی تھی معاویہ بن ابو سفیان نے شام کے نوخیز لوگوں کو ساتھ ملا کر قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی تہمت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لگائی۔ اور جھوٹ فریب اور دھوکا سے خلاف راشدہ کو ختم کرنے کی کوشش کی جس کو ناصبی خطاء اجتہادی کا درجہ دے کر ملوکیت جبر و تشدد اور ظلم کو رائج کرنے کی کوشش کی مگر آج تک اہل اسلام بالاجماع حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد چہارم اور انکے دور حکومت کو خلافت علی منہاج النبوۃ قرار دے کر اس پر کاربند ہیں اور معاویہ سے لے

کر مروان الحمار 132 ہجری تک بنو امیہ کے دور کو ظلم و جبر اور اسلام کے خلاف سمجھتے ہیں۔

2۔امیر معاویہ کے دور سے یہ بدعت سئیہ بھی منبروں پر جاری کی گئی کہ حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیعت پر لعن طعن اور تبرابازی کا طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا۔

تا آنکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ راشد پنجم نے آکر اس ناپاک بدعت کو ختم کیا اور خطبہ میں پارہ نمبر 14 سورۃ النحل کی آیۃ مبارک ان اللہ یامر بالعدل و لاحسان آخر تک رکھی جو آج تک خطبہ جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔

3: امیر معاویہ نے اپنے دور ظلمت میں اپنے گورنروں کے ذریعہ علی اور آل علی پر بے پناہ مظالم ڈھائے اور علی علیہ السلام کے ماننے والوں کو قتل کیا اہل مدینہ کو ذلیل کیا تاریخ کے صفات اس مکروہ عمل پر شاہد عدل ہیں۔معاویہ کے گورنر مروان بن حکم، ابن زیاد وغیرہ کے سیاہ کارنامے تاریخ اسلام نے اپنے دامن میں اس لئے محفوظ رکھے تاکہ ان شرپسندوں اور عشاق صحابہ کرام کے مابین لوگوں کو فرق معلوم ہو سکے۔کہ کون رضی اللہ عنہ کے لقب کا حقدار تھا۔اور کون غضب اللہ علیہم کا سزاوار تھا۔

4: امیر معاویہ نے اپنے دور حکومت میں جو مظالم روا رکھے ان میں امام حسن کو زہر دینا حضرت عبدالرحمٰن بن خالد کو زہر دینا اور خبیث یزید پلید ملعون کو جانشین اور ولی عہد بنانا اور امام حسین، عبدالرحمٰن بن ابو بکر، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو قتل کی دھمکی

دے کر جبراً یزید کی بیعت پر مجبور کرنا اور غلط بیانی کر کے مال و دولت کے ذریعہ یزید پلید کیلئے لوگوں کو مجبور کرنا تھا جس سے آگے چل کر واقعہ کربلا ظہور ہوا۔

5: امیر معاویہ نبی پاک ﷺ کی عظیم سنت شوریٰ اور خلافت راشدہ کو مکمل ختم کر کے دور ملوکیت دور ظلم و جبر کو رائج کیا اور حضور پاک اور خلفائے راشدین کے بے شمار فیصلوں کو مسترد کر کے مکروہ فعل انجام دیا۔ خلیفہ راشد پنجم حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آکر ان سنتوں کو دوبارہ زندہ کیا۔

6: جن لوگوں نے خلافت راشدہ حقہ کی تائید میں آواز بلند کی اور حضرت علی علیہ السلام پر لعنت سے پرہیز کیا جس کی مثال حجر بن عدی اور انکے ساتھی ہیں جنہیں لعن علی پر مجبور کیا گیا۔ مگر انہوں نے لعن علی سے انکار کر کے شہادت کو گلے لگایا۔

یہ وہ مظالم ہیں جن کو رائج کر کے اسلام کے چہرہ مقدسہ کو مسخ کرنے کی کوشش کی حال ہی میں ناصبی فرقہ کی طرف سے چھے سوال کئے گئے جن کے جواب اس عاجز نے محض اسلام کی خدمت اور خلافت راشدہ کی خدمت جان کر نقل کئے۔ کچھ لوگوں نے ناصبیت کے اس فتنہ کو مزید ہوا دینے کیلئے بے گناہ و بے خطا معاویہ معاویہ کے نعرے لگائے۔ اور یہ فتویٰ دیا کہ ہر بچہ کا نام معاویہ رکھا جائے۔ اور ہر مسجد کا نام مسجد معاویہ رکھا جائے۔

ایسے حالات میں مقالہ الحمد اللہ سنت کی عظیم خدمت ثابت ہو گا۔ بظاہر یہ کتاب چھ سوالات کا جواب ہے لیکن ناظرین بغور مطالعہ کے بعد اس کتاب کو پڑھ کر یقیناً یہ نتیجہ اخذ

کریں کہ قتل اہل بیت اور واقعہ کربلا کا ذمہ دار معاویہ بن سفیان تھا۔ لہذا اس مقالہ کو اسی تناظر میں پڑھا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال نمبر ۱ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے میری امت کی اکثریت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی جبکہ مسلمانوں کی اکثریت امیر معاویہ کو صحابی مانتی ہے۔

الجواب : اس سوال کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ امت کی اکثریت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی۔ دوسرا حصہ مسلمانوں کی اکثریت امیر معاویہ کو صحابی مانتی ہے۔ اب امت کی اکثریت سے کیا مراد ہے؟ اس بات کو سمجھنے کے لئے سائل کی پیش کردہ حدیث جو ترمذی باب لزوم الجماعۃ کی حدیث نمبر 2167 ہے سے پہلی دو احادیث مبارکہ نمبر 2165 اور حدیث نمبر 2166 کو ملاحظہ فرمائیں ان دونوں حدیثوں سے امت کی اکثریت کا مفہوم سمجھا جا سکتا ہے۔ حدیث نمبر 2165 میں ہے کہ میرے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اسکے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔ لوگ بغیر پوچھے جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔ اور بغیر سوال کیئے جھوٹی گواہیاں دیں گے۔

پس معلوم ہوا کہ اکثریت سے مراد خیر القرون کی اکثریت ہے۔فساد امت کی اکثریت مراد نہیں۔ہمارا زمانہ فساد امت کا زمانہ ہے۔جس میں ایک سنت کو زندہ کرنا سو شہید کا ثواب بیان ہوا ہے اور یہ بھی حدیث مبارک ہے۔

بدا الاسلام غریبافسوف یعود غریبا.(مشکوۃ باب الاعتصام)

یعنی ایسا دور بھی آئے گا اسلام اپنے گھر میں اجنبی ہو گا۔یہ وہی زمانہ ہے۔حدیث نمبر 2167 کی شرح میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بعد کے زمانے کی اکثریت سے مراد اہل علم کی اکثریت ہے۔اب ہم سوال کے دوسرے حصے کی طرف آتے ہیں۔جب ۳۵ھ میں امیر معاویہ نے حضرت علیؓ پر قتل عثمانؓ کی تہمت لگائی اور بغاوت کا علم بلند کیا تو اس وقت سو فیصد مہاجرین و انصار کی اکثریت نے حضرت علیؓ کی خلافت حقہ پر انکے ہاتھ پر بیعت کی اور امیر معاویہ کو باغی اور باطل قرار دیا۔یہ ایسا اجماع اور اکثریت تھی جو بلکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کے مطابق تھی۔کیونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقع کے چونیتس سال پہلے اپنی بصیرت اور علم غیب کے ذریعہ حضرت عمار بن یاسرؓ کو فرمایا تھا

ویح عمار یقتله الفئة الباغیة یدعوهم الی الجنة و یدعونهم الی النار. (بخاری شریف حدیث نمبر 283 باب التعاون فی بناء المسجد)

افسوس عمار کو باغی لوگ مار ڈالیں گے یہ تو انکو بہشت کی طرف بلائے گا اور وہ اسے دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ جنگ صفین میں حضرت عمار بن یاسرؓ کو شہید کیا گیا اور انکا سر امیر معاویہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ الغرض امت کی اکثریت کا اجماع ہو گیا کہ علیؓ حق پر تھے اور امیر معاویہ باطل پر تھے۔ چنانچہ سب علماء اہل سنت علماء اہل حدیث اور علماء دیوبند کے پیشوا جن پر کسی نے اعتراض نہیں کیا جناب عبد العزیز محدث دہلویؒ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ نمبر 382 اب ہفتم پر لکھتے ہیں کہ اگر امیر معاویہ کے دل میں مہاجرین و انصار کی جو کے دانہ کے برابر بھی عزت ہوتی تو وہ حضرت علیؓ کو تحریروں تقریروں اور مجالس میں برا نہ کہتے۔ اور ان پر قتل عثمانؓ کی تہمت نہ لگاتے۔ مہاجرین و انصار پر طنز نہ کرتے۔ کیونکہ ان سب نے حضرت علیؓ کی بیعت کی تھی جو خلیفہ راشد تھے۔

شاہ عبد العزیزؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں دونوں باتیں واضح کر دیں کہ اکثریت صحابہ کرام کی کدھر تھی اور امیر معاویہ کدھر تھے۔ واضح رہے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی پر اعتراض کرنے کی کسی نے جرأت نہیں کی۔ جبکہ علماء اہل سنت اور علمائے دیوبند اور علمائے اہل حدیث سب کی سند ان سے جا کر ملتی ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ بعد کے اہل علم کی اکثریت امیر معاویہ کو جابر باغی اور صراط مستقیم سے دور ہونے والا یقین رکھتی ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے انھوں نے اجماع امت کی مخالفت کی اور اجماع بھی مہاجرین اور انصار کا جن پر قرآن شاہد ہے کہ رضی اللہ عنھم کا تاج انکے سر پر رکھا گیا ہے۔ امیر معاویہ

کے صحابی ہونے پر کسی نے انکار نہیں کیا لیکن وہ اس قسم کے صحابہ میں سے نہ تھے۔ جن کا ذکر سورت توبہ کی آیت نمبر ۱۰۰ میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے خود عاشقان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے (میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وہ ہیں جو سابقون اولون ہیں اور مہاجرین وانصار ہیں۔ اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے مہاجرین وانصار کی مکمل متابعت اور انکے طریقہ پر رہے۔ اللہ تعالی ان پر راضی ہوا اور وہ اللہ تعالی سے راضی ہوئے۔ اور انکے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔) (پارہ نمبر 11 آیت نمبر 100) اب ہم صحابہ کی اس قرآنی تعریف کے بعد صحیح حدیث اور تاریخ کی روشنی میں امیر معاویہ کی زندگی کو دیکھتے ہیں کہ وہ نہ مہاجرین وانصار میں سے تھے اور نہ انکے متعبین میں سے تھے۔ کیونکہ مہاجرین وانصار اور انکے سب متعبین نے حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد مان کر انکے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ امیر معاویہ طلقا مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی طرف راغب کرنے کیلئے ایک سو اونٹ عطا فرمائے تھے۔ لہذا صحابیت تو تھی لیکن صحابیت پر استقامت نہ تھی۔ اللہ تعالی نے صحابیت کے ساتھ ایک شرط بھی لگائی والذین اتبعوھم باحسان یعنی مہاجرین وانصار سابقون اولون سے جو لوگ نہیں بعد میں مسلمان ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی انکے لئے رضی اللہ عنھم کا تاج اس شرط پر ہے کہ وہ مہاجرین وانصار کی مکمل متابعت کر کے عاشق اور صادق ہونے کا ثبوت

دیں۔اسی طرح سورۃ فتح پارہ نمبر 26 آخری آیت میں بھی صحابہ کرام کی ایک خاص نشانی بیان فرمائی کہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کافروں پر سخت اور آپس میں نہایت مہربان ہیں۔امیر معاویہ نے مجالس میں اپنے گورنروں کو حکم دے کر حضرت علیؓ کو گالیاں دلوائیں جیسے کہ ترمذی کے حدیث میں ہے۔اور تمام اہل سنت کے مؤرخین نے مستند حوالوں سے لکھا ہے۔

لیکن یادرہے کہ امیر معاویہ کے اس طرز عمل سے صحابہ کرام کی شان میں فرق نہیں آتا کیونکہ حضور کے وصال کے وقت پانچ لاکھ صحابہ کرام تھے۔جو سب قرآنی شرائط پر پورے اترتے تھے۔اگر ان پانچ لاکھ سے پانچ آدمی ان شرائط پر نہیں اترتے تو اس میں اسلام کی شان اور صحابہ کرام کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ ان پانچ دس انسانون کی قسمت پر افسوس ہوتا ہے۔اب چند مستند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ قرآن مجید میں صحابہ کرام کا جو مقام بیان ہوا ہے اس سے ہٹ گئے تھے۔

حدیث نمبر 1 : اول من یغیر سنتي رجل من بنی امية سب سے پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا۔(مجموعۃ الاحادیث الصحیحہ حدیث نمبر 1749 جلد نمبر 4) ابن ابی عاصم نے اس حدیث کو الاوائل اس طرح روایت کیا

ہے کہ ابوذر غفاریؓ نے امیر معاویہ کے بھائی یزید بن ابوسفیان سے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میری سنت کو بنو امیہ کا ایک شخص تبدیل کرے گا۔اور حدیث کی شرح میں محدث البانی لکھتا ہے کہ اس سے مراد خلافت کو ملوکیت میں تبدیل کرنا اور ملوکیت کو وراثت بنانا ہے۔(جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 330) اور بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ مروان امیر معاویہ کے حکم سے لوگوں کو یزید کی بیعت کیلئے جمعہ کے دن خطبہ میں تلقین کرتا تھا۔چنانچہ اس کی پوری تفصیل تفسیر ابن کثیر سورۃ احقاف پارہ نمبر 27 میں موجود ہے۔کہ میں مسجد نبوی میں حاضر تھا کہ مروان نے خطبہ میں کہا کہ امیر المؤمنین معاویہ نے بہت ہی عمدہ رائے اختیار کی ہے کہ اپنے بیٹے یزید کو اپنے بعد خلیفہ بنایا ہے۔کیونکہ ابو بکرؓ اور عمرؓ نے بھی اپنے جانشین تجویز کیئے تھے۔حضرت عبد الرحمن بن ابو بکرؓ اٹھے اور کہا یہ ہرقل قیصر روم کا طریقہ ہے ابو بکرؓ کا طریقہ نہیں۔نہ تو انہوں نے اپنے خاندان کو اور نہ اپنے بیٹے کو خلیفہ بنایا۔یہ صرف معاویہ ہی ہے جو یزید کو صرف دنیاوی شان بڑھانے کیلئے خلیفہ بنا رہا ہے۔مروان نے حضرت عبدالرحمن بن ابو بکرؓ کو کہا کہ تیرے حق میں یہ آیت (اف لکما)والی اتری ہے۔حضرت عبدالرحمن بن ابو بکرؓ نے فرمایا کہ تو تو لعین کا بیٹا ہے تیرے باپ حاکم بن عاصی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سن کر فرمایا کہ مروان تو تو جھوٹا ہے یہ جس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔وہ تو ہی ہے۔ مروان منبر چھوڑ کر حضرت ام المؤمنین کے دروازے پر آ کر باتیں کرنے لگا اور پھر چلا گیا۔نسائی کی روایت میں ہے کہ ام المؤمنین نے فرمایا کہ (اف لکما) والی آیت جس کے حق میں نازل ہوئی وہ میں جانتی ہوں مروان جھوٹا ہے۔میرا بھائی اس آیت میں مراد نہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے مروان کے باپ حاکم بن عاصی پر لعنت کی جبکہ مروان اپنے باپ کی پیٹھ میں تھا۔لہذا مروان لعنت کا ٹکڑا ہے۔اس پوری تفصیل کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مفہوم سمجھ میں آجائے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کے متعلق فرمایا کہ بنوامیہ میں ایک شخص سب سے پہلے میری سنت کو تبدیل کرے گا۔اس سے واضح ہو گیا کہ خلافت کو یزیدیت میں تبدیل کر کے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے تبدیل کیا۔

حدیث نمبر 2 : ترمذی شریف کتاب الفتن حدیث نمبر 2236 میں حضرت سعید بن جمہان راوی ہیں کہ میرے سامنے حضرت سفینہؓ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی۔ حضرت سفینہؓ نے فرمایا دو سال حضرت ابو بکرؓ دس سال حضرت عمرؓ بارہ سال حضرت عثمانؓ اور چھ سال حضرت علیؓ کی خلافت پر تیس سال مکمل ہو گئے۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نے

حضرت سفینہؓ سے عرض کیا کہ بنو امیہ بھی اپنے آپ کو خلفاء کہتے ہیں۔ سفینہؓ نے فرمایا امیہ جھوٹ بولتے ہیں وہ بادشاہ ہیں بلکہ برے بادشاہ۔ بل هم ملوك من شر الملوك اس حدیث سے واضح ہوا کہ جو دوسری حدیثوں میں ملکاعضا آیا ہے یعنی کاٹ کھانے والے بادشاہ ہوں گے وہ بنو امیہ تھے کیوں کے وہ منبروں پر حضرت علیؓ کی غیبت اور برائی کرتے تھے۔ اور امیر معاویہ کا عمل اور حکم تھا۔ نیز اس حدیث میں حضرت سفینہؓ نے امیر معاویہ کو شر الملوک کہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ معاویہ صحابیت پر استقامت والے نہ تھے۔

حدیث نمبر 3 : ترمذی شریف کتاب الفتن باب مناقب علیؓ کی حدیث نمبر 3724 میں ہے کہ امیر معاویہ نے حضرت سعدؓ کو کسی مقام کا گورنر بنایا اور حکم دیا کہ تم ابو تراب کو گالیاں کیوں نہیں دیتے حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کی شان میں تین باتیں ایسی سنی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بات بھی میرے اندر ہوتی تو مجھے سرخ انٹوں سے پیاری تھی۔ وہ تین باتیں یہ ہیں۔

نمبر 1 : جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک کیلئے جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو مدینہ شریف میں اپنا جانشین بنایا تو حضرت علیؓ نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم

راضی نہیں کہ تم اس طرح اس معاملہ میں میرے جانشین بنو جس طرح ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جاتے وقت خلیفہ بنے تھے۔

نمبر2 : میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے خُیبر کے دن سنا کہ کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم آگے بڑھ کر دیکھنے لگے کہ یہ کون خوش قسمت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ کو بلاؤ حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا اور انکو جھنڈا دیا تو انکے ہاتھ خیبر فتح ہوا۔

نمبر۳ : جب آیت مباہلہ ندعو ابنأنا و ابناءکم و نسأنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم (ال عمران آیت نمبر 61) نازل ہوئی تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ حضرات حسنینؓ اور حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور فرمایا الھم ھؤلاء اھل بیتي اس حدیث سے واضح ہوا کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ ہیں ۔اب درود ابراہیمی کی جتنی بھی روایتیں ہیں ان میں لفظ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ ہے۔ تو پھر کیا امیر معاویہ یہ حدیث سن کر درود ابراہیمی پڑھ کر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم درود بھی بھیجتے اور ساتھ منبروں پر حضرت علیؓ کو گالیاں بھی دیتے اور اپنے گورنروں سے

بھی دلواتے ہیں۔یہ صحابیت کے مقام سے ہٹ جانے کی وجہ سے تھا۔ورنہ یہ حدیث سن کر وہ توبہ کرتے اور انہوں نے ایسا نہیں کیا اور نہ یہ کہا کہ یہ حدیث غلط ہے۔یہ سب کچھ جان کر کیا وہ صحابیت سے دور ہونے والی بات ہے۔واضح ہو کہ یہ عبادت اور نماز کا معاملہ ہے۔ہماری نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک حضرت علیؑ پر درود نہ پڑھیں اس بات کو صرف وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں نسبت رسولی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

امیر معاویہ کے مقرر کردہ گورنروں کے حرکات و خرافات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ملاحظہ ہو سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ مطبوعہ نفیس اکیڈمی جس میں یہ وضاحت ہے کہ امیر معاویہ کے حکم سے یہ بری بدعت جاری ہوئی جس میں منبروں پر حضرت علیؑ کو گالیاں دی جاتی تھی۔پھر عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس بدعت کو ختم کیا اور آیت پاک ان اللہ یأمر بالعدل و الاحسان .... کو خطبہ میں رکھا جس کو آج تک ہر خطیب پڑھتا ہے۔(سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ صفحہ نمبر 246 تا صفحہ 250 بحوالہ تاریخ کامل ابن کثیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر 20 مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی) یہ بدعت بھی امیر معاویہ کے صحابیت سے ہٹ جانے کی دلیل ہے۔کیوں کہ صحابیت کی شرط احسان کے ساتھ سابقون اولون کی اتباع ہے۔اور یہ شرط امیر معاویہ نے ضائع کر دی۔

حدیث نمبر 4 : (مجموعة الاحادیث الصحیحه بحواله طبرانی جلد نمبر 4) حدیث نمبر 389 حضرت عبداللہ الجدلی فرماتے ہیں کہ میرے سامنے حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ نے فرمایا ألیس یسب رسول الله علی المنابر کیا تمہارے سامنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو منبروں پر گالیاں نہیں دی جاتیں؟ قلت سبحان الله و انیٰ یسب رسول ﷺ یعنی میں نے کہا سبحان اللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے گالیاں دی جاتی ہیں۔ اس پر مائی صاحبہ نے فرمایا کیا علیؓ اور محبان علیؓ کو گالیاں نہیں دی جاتیں۔ میں اس بات کی گواہ ہوں کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ سے محبت کرتے تھے۔ حضرت ام سلمہؓ سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں جس کو طبرانی نے نمبر 324 میں نقل کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سبّ علیاً فقد سبّني و من سبّني فقد سبّ الله جس نے علیؓ کو گالی دی اس نے مجھکو گالی دی اور جس نے مجھکو گالی دی اس نے اللہ تعالی کو گالی دی۔ گزشتہ صفحات میں ہم ترمذی شریف کی حدیث سے ثابت کر آئے ہیں کہ امیر معاویہ نے حضرت سعدؓ کو حکم دیا کہ سیدنا حضرت علیؓ کو گالیاں دیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جو علمائے اہل سنت اور علمائے دیوبند اور علمائے اہل حدیث کے متفقہ شیخ ہیں تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ نمبر 382 پر لکھتے ہیں اور خوب ظاہر ہے کہ جو بیعت تمام مہاجرین وانصار کی حضرت علیؓ سے امیر معاویہ پر چھپی نہیں تھی۔ اگر جو کے برابر بھی قدر اسکی معاویہ کے نزدیک ہوتی تو امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی برائیاں اپنی مجلسوں اور مکاتیب میں

کیونکر تحریر و زبان پر آتیں بلکہ صریحاً امیر معاویہ نے تمام مہاجرین اور انصار کو ملامت کیا کہ تم نے علیؓ کی بیعت کیوں کی۔

شاہ عبدالعزیز کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی بیعت پر اجماع تھا۔اور امیر معاویہ اپنے جلسوں اور خطبوں اور مکاتب میں حضرت علیؓ کو برا کہتے تھے۔اس لئیے شاہ عبدالعزیزؒ نے تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ نمبر 363 پر امیر معاویہ کو باغی متغلب اور کبیرہ گناہ کا مرتکب لکھا ہے۔جبکہ شاہ صاحب سب کے نزدیک مسلمہ ہیں اور اس مسئلہ پر آج تک کسی نے تردید نہیں کی۔

حدیث نمبر 5 : سنن ابوداود مترجم صفحہ نمبر 251 حدیث نمبر 730 میں ہے

کہ حضرت مقدام بن معدی کرب سے امیر معاویہ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حسنؓ فوت ہو گئے ہیں۔حضرت مقدام بن معدیکرب نے انا للہ و انا إلیه راجعون پڑھا تو معاویہ نے کہا کہ تو اسکو مصیبت خیال کرتا ہے۔حضرت مقدام نے کہا کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسنؓ مجھ سے ہے یعنی میری شبیہ ہے اور حسینؓ علیؓ سے ہے یعنی علیؓ کی شبیہ ہے۔اور امیر معاویہ کے ایک خوشامدی نے کہا کہ حسنؓ ایک چنگاری تھی جو بجھ گئی۔(معاذاللہ) آگے

لمبی حدیث ہے کہ مقدام نے کہا کہ اے معاویہ میں تمہیں غصہ دلائے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ تم نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر خوشی منائی ہے۔

ابو داود شریف کی اس صحیح سند والی حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ایک یہ کہ حضرت حسنؑ کیلیئے معاویہ کے دل میں بے ادبی تھی اسلیئے وفات پر خوشی منائی۔دوسری بات یہ کہ حضرت مقدام بن معدیکرب سے حضرت حسنؑ کی شان میں حدیث صحیح سننے کے بعد بھی دس سال تک یعنی امیر معاویہ کی وفات تک حضرت علیؑ اور آل علیؑ پر امیر معاویہ اور انکے گورنر لعنت بھیجتے رہے۔تیسری بات یہ کہ اسدی نے امیر معاویہ کی خوشامدی کرتے ہوئے حضرت حسنؑ کی شان میں جو بے ادبی کی اس پر امیر معاویہ نے کوئی بازپرس نہیں کی۔اب یہاں سے ان لوگوں کے اعتراض کا جواب واضح ہو گیا جو کہتے ہیں کہ امیر معاویہ حضرت حسنؑ کا بہت احترام کرتے تھے وظیفہ بھیجتے تھے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل بیت کا احترام نہ کرنے کی وجہ سے امیر معاویہ راستہ صحابیت سے ہٹ گئے تھے۔

حدیث نمبر 6 : صحابیت کا معیار : قاتل العمار و سالبه في النار (مجموعہ احادیث حدیث نمبر 2008 جلد نمبر 5) امیر معاویہ کے لشکر میں ایک آدمی ابو غادیہ تھا جس کو سب مؤرخین اہل سنت نے اور اسمائے رجال کی کتابوں میں صحابی لکھا ہے۔اور وہ خود بھی حدیثیں بیان کرتا تھا۔اس نے جب عمار بن یاسرؓ کو شہید کیا تو انکا سر لے کر امیر معاویہ کے

پاس جانے لگا اس وقت ایک دوسرے شخص نے کہا کہ میں سر لے کر جاؤں گا کیونکہ میں نے عمار بن یاسرؓ کو قتل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے سن کر فرمایا تم دونوں جہنم کیلیے جھگڑ رہے ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے قاتل العمار و سالبه في النار عمارؓ کا قاتل اور اسکا سامان چھننے والا جہنمی ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے طبقات بن سعد مسند احمد اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اور محدث البانی نے مجموعہ احادیث صحیح میں اس حدیث کو حدیث نمبر 2008 میں درج کر کے لکھا ہے کہ یہاں خطا اجتہادی والا فارمولا نہیں چل سکتا کیونکہ صحابی ہونے کے باوجود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جہنمی ہونے کی وعید سنائی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابی ہو کر ابو غادیہ نے بھی مقام صحابیت کو ضائع کر دیا تھا۔ یہی حدیث عمار بن یاسرؓ کی شہادت والی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے امیر معاویہ کے سامنے بیان کی تو امیر معاویہ نے اس حدیث کو وضعی نہیں کہا اسکے باوجود ابو غادیہ کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ الٹا حضرت عبد اللہؓ کو حدیث بیان کرنے پر ڈانٹا۔ پھر عمرو بن عاص نے بھی یہ حدیث معاویہ کے سامنے بیان کی تو امیر معاویہ نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ ایک قوم نے اپنی جانیں ہمارے لئیے خرچ کیں اور تم انہیں سے کہتے ہو کہ تم لوگ دوزخ کے بارے میں جھگڑتے ہو یعنی کون دوزخی ہے۔ (طبقات بن سعد جلد نمبر 3 مترجم صفحہ نمبر 311 صفحہ نمبر 315) عمروؓ نے کہا بات تو واللہ یہی ہے اور اسے تم بھی جانتے ہو۔ تو امیر معاویہ کا ابو غادیہ کو اپنا

جانثار قرار دینااور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کو مجنون قرار دینا بھی اسی بات کی دلیل ہے کہ امیر معاویہ صحابیت سے ہٹ گئے تھے۔

حدیث نمبر 7 : اب ہم وہ حدیث شریف پیش کرتے ہیں جس سے صحابیت کے متعلق سارے شبہات دور ہو جائیں گے۔امام احمد اپنی مسند میں حضرت واثلہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، طوبى لمن رأني ولمن رأى من رأني ولمن رأى من رأى من رأني جنت کی بشارت ہے میری زیارت کرنے والے کیلئے اور جس نے میری زیارت کرنے والے کو دیکھا اور جس نے میری زیارت کرنے والے کی زیارت کرنے والے کو دیکھا (جامع الصغیر للسیوطی جلد نمبر 3923)امام سیوطی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس حدیث میں صحابہ کرام تابعین تبع تابعیں کیلیے جنت کی بشارت ہے۔ لیکن یزید، شمر۔ عمر بن سعد اور تمام بدبخت جنہوں نے اہل بیت کو دکھ دیا شہید کیا بے ادبی کی یقیناً اس بشارت سے خارج ہیں۔تو جس طرح یزیدی پارٹی جس نے ضرور صحابہ کرام کو دیکھا مگر پھر بھی اس بشارت سے خارج ہو گئے۔اسی طرح وہ لوگ جیسے ابو غادیہ وغیرہ جنہوں نے زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کی مگر صحابیت کے مقام سے گر گئے۔اسی لئے گر گئے کہ اہل بیت کی بے ادبی کے مرتکب ہوئے۔لہذا صرف صحبت کافی نہیں بلکہ صحابی ہونے کیلئے اہل بیت کا ادب ضروری ہے۔

پہلے سوال کے جواب میں اس طویل بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ امت کی اکثریت گستاخ اہل بیت کو صحابی نہیں مانتی اور اکثریت سے مراد سابقون اولون مہاجرین و انصار اور انکے مخلص متبعین ہیں۔ جن سے یقینا امیر معاویہ اور انکی باغی جماعت خارج ہے۔اور صحابیت سے مراد استقامت علی الصحابیت ہے۔اگر استقامت نہیں تو صحابیت تابعیت اور تبع تابعیت کوئی چیز بھی اس بشارت کا ذریعہ نہیں بن سکتی جس کا ذکر صحابہ کی شان میں ہے۔یزید عمر بن سعد وغیرہ تابعیت سے خارج ہو گئے۔

اس تحریر سے اگر کسی کو جہالت کی بنا پر یہ شبہہ ہو کہ پھر تو صحابہ کی بہت بڑی جماعت صحابیت سے ہٹ گئی تو یہ بات حقیقت کے بلکل خلاف ہے۔امیر معاویہ کی جماعت میں جو لوگ غلط فہمی سے گئے تھے انکی تعداد نو دس سے زیادہ نہیں تھی۔امیر معاویہ کی جماعت میں شامی لوگ تھے۔جو زیارت اور صحبت سے محروم تھے۔اور نو خیز تھے انہوں نے صرف ملوکیت اور دنیاداری دیکھی تھی۔اسکے بر عکس حضرت علیؓ کی بیعت کرنے والے سو فیصد وہ لوگ تھے جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔لہذا ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں اور اس دعوی کے ثبوت پر سلام کی پوری تاریخ شاہد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت تقریبا پانچ لاکھ صحابہ تھے عورتوں اور بچوں کو ملا کر جو سب کے سب فدائی تھے۔ان پانچ لاکھ سے نو دس اگر حضرت علیؓ کو چھوڑ کر غلط راستہ پر چلے گئے تو اس سے اسلام اور صحابہ کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔اس کے بر عکس روافض یہ

کہتے ہیں کہ صرف آٹھ دس صحابہ رہ گئے تھے۔ جس سے اسلام پر بہت بڑا اعتراض اور دین حق پر دھبہ آتا ہے کہ پھر قرآن جن کی تعریف کرتا ہے اگر وہ سب دین چھوڑ گئے تو دین اسلام کی سچائی ختم ہو گئی۔(معاذاللہ) یہ اعتراض شیعہ مذہب پر ہوتا ہے اہل سنت پر نہیں۔

سوالنمبر 2 : آپ کا کیا خیال ہے کہ امام حسنؓ فاسق وفاجر کے ہاتھ پر بیعت کر کے سارے مسلمانوں کو انکے ہاتھ لگا دیا۔؟

سوالنمبر 3 : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بیٹا حسنؓ مسلمانوں کے دو گرہوں میں صلح کرائے گا کیا خیال ہے دوسرے گروہ سے کون سا گروہ مراد ہے؟

جواب : یہ دونوں سوال چونکہ امیر معاویہ اور حضرت امام حسنؓ کی صلح سے تعلق رکھتے ہیں لہذا انکی تشریح صحیح اسلامی تاریخ سے ضروری ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسنؓ نے امیر معاویہ کو خلیفہ راشد اور بزرگ سمجھ کر بیعت کی اور انکو اپنا پیر و مرشد بنایا یہ تصور سرے سے غلط ہے بجائے اس کے کہ ہم اپنی

طرف سے کوئی بات کریں شاہ عبد العزیزؒ محدث دہلوی نے اپنی شہرہ آفاق تحفہ اثنا عشریہ میں جو جواب دیا ہے وہ پیش کرتے ہیں۔اس جواب سے یہ واضح ہو گا کہ یہ رافضیوں کا خیال ہے۔اور یہ الزام ہے کہ سنی معاویہ کو خلیفہ بر حق سمجھتے ہیں۔ جبکہ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ نمبر 361 مطبوعہ کراچی) اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ بعض جاہل لوگ امامیہ سے نہایت بغض اور تعصب کے مارے کہتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک بعد عثمانؓ شہید کے امام معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ یہ بات انکی بے شرمی اور بے حیائی سے پیدا ہوئی ایسی ہے جیسے (دروغ گویم برروئے تو) ورنہ ہر جاہل جس نے فارسی ہی پڑھی ہے بلکہ طفل مکتب کہ فارسی عقائد نامہ اہل سنت کا جس کو مولانا نورالدین عبد الرحمن جامی نے نظم کیا ہے پڑھا یا دیکھا ہے۔یقین سے جانتا ہے کہ کل اہل سنت متفق ہیں اس بات پر کہ معاویہ بن ابی سفیان شروع امامت امیر سے اس وقت تک کہ امام حسنؓ نے اس کے سپرد کی باغیوں میں سے تھا۔

حضرت امام نے مصلحتاً اور ضرورتاً یہ سلطنت عام اسکی گوارہ فرمائی تھی۔ جیسا کہ چاہیے ویسا انکا اتباع نہیں کرتا تھا۔بلکہ جیسے زور آور صوبہ دار اپنے سلاطین سے معاملہ کرتے ہیں۔آگے شاہ عبد العزیز نے تسلیم کیا ہے اپنی اسی عبارت میں اس صفحہ پر کہ جب اسکو باغی اور متغلب مانتے ہیں تو لعنت کیوں نہیں کرتے؟اس کا یہ جواب ہے کہ یہ باغی اور مرتکب گناہ کبیرہ ہے۔اور گناہ کبیرہ کے مرتکب پر لعنت شخصی جائز نہیں بلکہ لعنت وصفی جائز ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ نقشبندی مجددی بزرگ ہیں اور وہ حضرت مجدد صاحبؒ سے صرف ۱۲۶ سال بعد پیدا ہوئے۔ انکے دادا شاہ عبدالرحیمؒ حضرت مجدد صاحبؒ کے خلیفہ کے خلیفہ تھے۔ شاہ صاحب ماقبل کے ترجمان اور بعد کے پیش رو ہیں۔ انہوں نے معاویہ کو باغی مرتکب کبیرہ قرار دے کر سابقین اور متاخرین کی ترجمانی کی ہے۔ ظاہر ہے مرتکب کبیرہ باغی کو بغاوت اور کبیرہ گناہ پر ثواب نہیں بلکہ عذاب ہوتا ہے۔ لہذا یہاں سے خطا اجتہادی کا مسئلہ طے ہو گیا۔ کہ معاویہ مرتکب خطائے منکر تھا۔ اور حکم اللہ تعالی اور حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باغی تھا۔

اب یہاں سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوا کہ حضرت امام حسنؓ نے اسکو حق پر خیال کر کے صلح نہیں کی تھی بلکہ شاہ عبدالعزیزؒ نے اسکی وجہ بھی بیان کر دی کہ امام حسن کو اپنے نانا جان کی دونوں حدیثیں یاد تھیں۔ ایک یہ کہ خلافت راشدہ کے بعد ظلم کا دور آنے والا ہے لہذا جب امام حسنؓ پر تیس سال مکمل ہو گئے تو انہوں نے دور ظلم کو دیکھتے رضا بالقضا پر عمل کرتے ہوئے خلافت کو ترک کر دیا۔ دوسرا آپ کو معلوم تھا کہ آپ کی وجہ سے معاویہ جو مسلمانوں کو قتل عثمانؓ کے معاملہ میں دھوکہ دے کر حضرت علیؓ سے لڑائی کرتا رہا ہے اب پھر لشکر لے کر آگیا ہے۔ اس لڑائی میں بے شمار مسلمان جن کو معاویہ نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے وہ قتل ہو جائیں گے۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے اس بیٹے جو سید ہے کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گرہوں میں صلح ہو گی۔ ان دونوں حدیثوں پر عمل کرتے

ہوئے امام حسنؑ نے صلح کی اور خلافت سے دست بردار ہوئے۔اس سے یہ دھوکہ دینا کہ معاویہ حق پر تھا۔ خلیفہ راشد تھا بلکل حدیث نبوی کے خلاف ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز کا تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ 361 پر فرماتے ہیں اور امام حسنؑ کی وجہ صلح کی معاویہ کے ساتھ اور ترک خلافت کے باوجود اسکے استحقاق خلافت کا منحصر انہیں کی ذات عالی صفات میں تھا۔اور جانب خلاف کے بے استحقاقی ظاہر یہ ہے کہ حضرت امام نے جانا تھا کہ زمانہ خلافت کا گزر چکا اور کٹ کھنی بادشاہی اور دورہ ظلم و بیداد کا آپہنچا۔ لیکن جو مدت خلافت علیؑ منھاج النبوۃ کی تھی ختم ہو گئی تھی لہذا ترک کر دی کیونکہ کہ کھنی بادشاہی ملکاً عاضاً کا زمانہ آگیا تھا۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے امیر معاویہ کے دور کو کٹ کھنی بادشاہی اور دورہ ظلم و بیداد کہا ہے۔امیر معاویہ 41 ھ ربیع الثانی میں حاکم بنے اس وقت سے لے کر ساٹھ ہجری رجب تک جب انکا انتقال ہوا ظلم بیداد اور کٹ کھنی بادشاہی کی شکلیں اسلام کی مستند تاریخ میں ہمیں نظر آتی ہیں۔

پہلا ظلم : حضرت علیؑ کو منبر پر گالیاں دینا۔سب سے پہلا ظلم جو امیر معاویہ نے کیا تھا وہ یہ تھا کہ جب حضرت حسنؑ نے صلح کا معاہدہ کرتے وقت کہا کہ حضرت علیؑ کو منبروں پر گالیاں نہیں دیں گے امیر معاویہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر امام حسنؑ نے فرمایا کم از کم میرے سامنے گالیاں نہ دو تو امیر معاویہ نے وقتی طور پر اسے مان لیا مگر پھر

اس وعدہ کو بھی توڑ دیا۔ اور منبروں پر امیر معاویہ اور اس کے گورنر حضرت علیؓ جن پر ہر نماز میں درود ابراہیمی میں وعلی آل محمد کہہ کر درود پڑھنے کا حکم ہے کو گالیاں دیتے رہے۔ کیا یہ وہی ظلم بے داد اور کٹ کھنی نہیں جن کا شاہ عبدالعزیزؒ نے ذکر کیا۔

چنانچہ اسلام کی تاریخ کا ایک مستند ماخذ اور اہل سنت کی کتاب الکامل فی التاریخ کے مصنف علامہ ابن اثیر الجزری صلح امام حسنؓ کے واقع پر لکھتے ہیں کہ شرط صلح میں ایک اہم شرط یہ تھی،

و ان لا يشتم عليا فلم يجبه الي الكف عن شتم علي فطلب ان لا يشتم و هو يسمع فاجيبه الى ذالك ثم لم يف به ايضا. (تاریخ الکامل ابن اثیر صفحہ نمبر 26)

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے یہ شرط لگائی کہ معاویہ حضرت علیؓ کو گالی گلوچ نہ کرے گا۔ لیکن معاویہ نے یہ بات قبول نہ کی پھر امام حسنؓ نے یہ مطالبہ کیا کہ کم از کم میرے سامنے سیدنا علیؓ کو گالیاں نہ دی جائیں تو معاویہ مان گیا لیکن پھر اس پر بھی عمل نہ کیا۔ بلکہ انکے سامنے شیر خدا کو گالیاں دیتا رہا اللہ اکبر۔ نعوذ باللہ کیا کاٹ کھانے والا، ظلم ستم والا، اور شقاوت والا دور تھا معاویہ کا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے کے سامنے وہ علیؓ جس سے خدا تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مومن محبت کرتے تھے۔ وہ علیؓ جو فاتح خیبر تھا۔ وہ علیؓ جسے بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کا

خطاب ملا۔اس شیر خدا اور داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور زوج خاتون جنت کو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گالیاں دی جا رہی ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ سلسلہ پہلے سے جاری تھا۔یعنی حضرت علیؑ اور آل علیؑ کو منبروں پر گالیاں دی جاتیں تھیں۔چنانچہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ یہ سلسلہ معاویہ سے لے کر عمر بن عبدالعزیزؒ تک جاری رہا اب تو سوال کرنے والے کو سمجھ آ گیا ہو گا کہ یہ صلح امیر معاویہ کی خلافت حقہ کی وجہ سے نہ تھی بلکہ صرف اور صرف مسلمانوں کو مزید خون ریزی سے بچانے کیلئے تھی۔چنانچہ امام حسنؑ نے اسی لیئے خطبہ میں فرمایا تھا۔

خطبہ امام حسن علیہ السلام: یہاں پر امام حسنؑ کا وہ تاریخی خطبہ بھی درج کرنا ضروری ہے تاکہ بات کو مزید سمجھا جا سکے جب اس صلح کیلئے امیر معاویہ کا کوفہ آنا ہوا تو عمر بن عاصؓ نے کہا اے معاویہ تم حسنؑ سے کہو کہ وہ کھڑے ہو کر خطبہ دیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ انکی کیا رائے ہے۔اس پر امیر معاویہ نے پہلے خود خطبہ دیا اور پھر امام حسنؑ سے کہا کہ آپ خطبہ دیں۔آپ کا وہ خطبہ آب ذر سے لکھنے کے قابل ہے۔

ایهاالناس ان الله هداكم باولنا و حقنا دماءكم باخرنا و ان لهذالامر مدة و الدنيا دول و ان الله عز و جل قال لنبيه و ان ادري لعله فتنة لكم و متاع الى حين فلما قال له معاوية اجلس و حقدها على عمرو بن عاص و قال هذا من رائك.(کامل ابن اثیر صفحہ نمبر 365)

اس خطبہ کا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو سنو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی ہمارے اول سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور آج تمہارے خونوں کو بچایا ہمارے آخر کے ساتھ مراد یہ تھی کہ میرے نانا نے تمہیں اسلام دیا اور آج میں نے معاویہ سے صلح کر کے تمہاری جانیں بچائیں۔(ورنہ قتل ہو جاتے تم سب) اور بے شک یہ حکومت چند روزہ ہے اور دنیا آنی جانی ہے اسکے بعد امام نے قرآن مجید کی سورت الانبیاء کی آیت نمبر 111 پڑھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا (و ان ادری لعله فتنة لكم و متاع الى حين) میں از خود نہیں جانتا کہ دنیا کی حکومت تمہارے لئے مصیبت بنے گی یا ایک مقررہ وقت تک فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ۔(اسکے بعد عذاب)امام حسنؑ نے جب یہ جرأت مندانہ خطبہ دیا جس میں قرآن مجید سے اشارہ دیا کہ یہ حکومت امیر معاویہ کے لئے عذاب کا ذریعہ ہو گی تو معاویہ نے ناراض ہو کر کہا آپ بیٹھ جائیں اور پھر معاویہ عمر بن عاصؓ پر ناراض ہوا اور کہا کہ تم نے ہی کہا تھا کہ امام حسنؑ تقریر کریں گے سو اب تم نے سن لی۔(کامل ابن اثیر صفحہ نمبر 365) اسکے بعد امام حسنؑ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مدینہ شریف تشریف لے گئے اور کوفہ والے بد نصیب انکی جدائی میں رو رہے تھے۔(والحق الحسن بالمدينة واهل بيت وحشنهم و جعل الناس يبكون عند مسيرهم من الكوفة) (کامل ابن اثیر صفحہ نمبر 365)۔

امام حسنؓ کا ایک کوفی کو جواب اور بنی امیہ کی سیاہ کاریوں کا بیان قرآن سے

:ابن اثیر صفحہ نمبر ۳٦٦ پر لکھتے ہیں

ولما سارالحسن من الكوفة عرض له رجل فقال له يا سود وجوه المؤمنين فقال لا تعذلني فان رسول الله ﷺ رائي في المنام بني اميه نيزون على منبره رجلا فرجلا فساء ذالك فانزل الله عز وجل ان اعطيناك الكوثر و هو نهر في الجنة و انا انزلنه فى ليلة القدر ليلة القدر خير من الف شهر يملكها بعدك بنو امية.

امام حسنؓ جب کوفہ سے مدینہ منورہ جارہے تھے تو ایک کوفی نے کہا اے مومنوں کے چہروں کو کالا کرنے والے (یعنی معاویہ سے صلح کر کے تم نے مومنوں کے چہروں کو کالا کر دیا ہے۔) اس وقت امام حسنؓ نے فرمایا فضول بات مت کرو کیونکہ میرے نانا جان نے خواب دیکھا کہ بنو امیہ کے بندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر ناچ رہے ہیں تو آپ مغموم ہوئے تو اس وقت اللہ تعالی نے سورت کوثر نازل فرمائی انا اعطيناك الكوثر کہ اس کے بدلہ میں آپ کو کثرت اور جنت کی نہر کوثر ملے گی۔ پھر اللہ تعالی نے سورت قدر نازل فرمائی فرمایا لیلۃ القدر کی ایک رات بنو امیہ کی ہزار مہینوں کی حکومت سے افضل ہے۔ امیر معاویہ سے لے کر مروان الحمار تک ایک ہزار مہینہ حکومت بنو امیہ رہی یہی وہ درندہ صفت لوگ تھے جن کے خلاف سورت کوثر اور سورت قدر نازل ہوئی۔ اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی امام حسنؑ کا یہ خطاب بھی بتلاتا ہے کہ امیر معاویہ اور انکے بعد آنے والے بنوامیہ کس قدر ظالم لوگ تھے۔

معاویہ نے معاہدہ کی دھجیاں کس طرح اڑائیں : ابن حجر مکی

صواعق المحرقہ میں جو امام حسنؑ اور معاویہ کا معاہدہ نقل ہے اسے مستند تاریخ کی روشنی میں دیکھیں کہ امیر معاویہ نے کس طرح اپنے بیس سالا دور حکومت میں اس معاہدہ کی دھجیاں اڑائیں اور کس طرح حدیث پاک میں بیان کردہ منافق کی صفات (بات میں جھوٹ وعدہ خلافی امانت میں خیانت گالی گلوچ) کو اپنایا آج بھی کوئی بڑے سے بڑا عہدے دار عہدہ سنبھالتا ہے تو اس سے حلف نامہ لیا جاتا ہے۔ خواہ صدر ہو وزیر اعظم ہو یا کوئی چیف جسٹس ہو۔ معاویہ بن سفیان سے صلح کے وقت جو معاہدہ لیا گیا اسکے ہر پیرہ گراف کو علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے ہم دیکھتے ہیں کہ معاویہ بن سفیان نے شہزادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امت کی اصلاح کیلیئے ان پر کس قدر عمل ہوا۔ یہ معاہدہ صواعق المحرقہ میں ابن حجر نے صفحہ نمبر 210 پر فضائل امام حسنؑ میں بیان کیا۔

پیرا گراف نمبر 1 : بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ هذا ما صالح عليه الحسن بن علي و معاوية بن سفيان شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے یہ وہ معاہدہ ہے جس پر حسن بن علیؓ نے معاویہ بن سفیان سے صلح کی۔

پیرا گراف نمبر 2 : صالحه على ان يسلم إليه ولاية المسلمين على ان يعمل فيها بكتاب الله و سنة رسول الله صلى الله عليه و اله وسلم و سيرة الخلفاء الرشدين و ليس لمعاوية بن ابي سفيان ان يعهد إلى أحد بعده عهد بل يكون الامر من بعده شورى بين المسلمين۔

حضرت حسنؓ نے معاویہ سے اس شرط پر صلح کی ہے اور اسے مسلمانوں کا حکمران تسلیم کیا ہے کہ وہ اپنے دور حکومت میں کتاب اللہ عزوجل سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے طریقہ پر چلے گا۔اور یہ کہ معاویہ بن سفیان کو یہ حق ہرگز نہیں ہوگا کہ اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین بنائے۔بلکہ معایہ کے بعد یہ حکومت خلافت مسلمانوں کے مشورہ سے قائم ہوگی۔

پیرا گراف نمبر 3 : و على ان الناس امنو حيث كانو من ارض الله تعالى في شامهم و عراقهم و حجازهم و يمنهم۔

اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ لوگ خواہ شام کے ہوں عراق کے ہوں حجاز کے ہوں یا یمن کے انکو امن ملے گا یعنی حضرت علیؓ کا حامی ہونے کی وجہ سے انکو تنگ نہ کیا جائے۔

پیرا گراف نمبر 4 : و علی ان اصحاب علی و شعیۃ و امنون علی انفسھم و اموالھم و نساءھم حیث کانوا.

اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ حضرت علیؓ کے اصحاب اور انکے گروہ کی جانیں مال بال بچے جہاں بھی ہوں حکومت انکو امن مہیا کرے گی۔

پیرا گراف نمبر ۵ : و علی معاویۃ بن سفیان بذالك عھداللہ و میثاقه.

اور اس شرط پر صلح کی کہ معاویہ بن ابی سفیان اپنے اس معاہدے پر اللہ تعالیٰ کے حضور پختہ وعدہ کرتا ہے کہ قائم رہے گا۔

پیرا گراف نمبر ٦ : و ان لا یبتغی للحسن بن علی ولا بأخیه الحسین ولاحد من اھل بیت رسول اللہ ﷺ غائلة سراً ولاجھراً ولا یخیف احدا من ھم فی افق من الافاق.

اور اس شرط پر معاویہ سے صلح ہوئی کہ اس سے معاہدہ کیا کہ وہ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسے فرد سے دھوکہ دہی نہیں کرے گا

نہ خفیہ اور نہ اعلانیہ اور نہ انکے اہل بیعت کو کسی مقام پر پریشان کرے گا۔اس فلاں بن فلاں کی گواہی ہے اور اللہ تعالی سب سے بڑا گواہ ہے۔

اب ہم اس معاہدے کے علیحدہ علیحدہ پیرا گراف پر تبصرہ کر کے دیکھتے ہیں کہ اس پر معاویہ بن ابی سفیان نے کتنا عمل کیا۔سب سے پہلے پیرا گراف نمبر ۲ کے الفاظ غور سے پڑھیں کہ معاویہ بن ابی سفیان پر لازم ہو گا کہ وہ کتاب وسنت اور سیرت خلفائے راشدین پر عمل کرے گاامیر معاویہ نے اپنے دور حکومت میں بے شمار فیصلے کیے جو کتاب وسنت اور سیرت خلفائے راشدین کے خلاف تھے ان میں سے سر دست صرف پانچ واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔

توریث کا مسئلہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یرث المسلم لکافر ولا الکافر لمسلم کہ نہ مسلمان کافر کا وارث ہے اور نہ کافر مسلمان کا وارث ہے۔اس پر اجماع ہے لیکن امیر معاویہ نے اپنے دور حکومت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے کو جس پر خلفائے راشدین کا عمل رہا بدل دیا۔چنانچہ ابو بکر جصاصؒ جو فقہ حنفیہ کے مستند امام ہیں اپنی تفسیر احکام القرآن جلد دوم صفحہ نمبر 101 پر مذکورہ بالا حدیث شریف نقل کر کے بدعت معاویہ کا تذکرہ کچھ یوں فرماتے ہیں۔

عن اسامة بن زيد قال قال رسول الله ﷺ لا يوارث ملتين لا يرث المسلم لكافر ولا الكافر لمسلم (فهذا لاخبار يمنع توريث المسلم من الكافر ولكافر من المسلم)

بدعت معاویہ : امام ابو بکر جصاصؒ فرماتے ہیں ،

قال مسروق ما احدث في الاسلام قضية العجب من قضيته قضأها معاوية كان يورة المسلم من اليهود ولا يورث اليهود من المسلم.

کہ معاویہ نے یہ عجیب اور بری بدعت ایجاد کی کہ اس نے مسلمان کو یہودی کا وارث بنایا اور یہودی کو مسلمان کا وارث نہیں بنایا۔ یہ فیصلہ سنت کے خلاف تھا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ حتى قدم عمر بن عبد العزيز ردهم إلى الأمر الاول. جب عمر بن عبد العزیزؒ خلیفہ بنے تو انہوں نے سنت پر عمل کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ نہ کوئی مسلمان کافر کا اور نہ کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے۔ اب ذرہ غور کیجیئے کہ کس طرح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیرت خلفاء راشدین اور امام حسنؑ کے ساتھ کیئے گئے معاہدہ کے خلاف فیصلہ کیا گیا۔ کیا یہی خطا اجتہادی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور خلفائے راشدین کے عمل کو ترک کیا جائے پھر اس پر اجر کا دعویٰ کیا جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

نمبر ۲ مال غنیمت میں خیانت : امام عبد البر المالکیؒ اپنی شہرہ آفاق

کتاب الاستعاب فی اسماء الاصحاب صفحہ نمبر 315 پر تحریر فرماتے ہیں کہ زیاد بن ابیہ عراق کا گورنر تھا۔اور حضرت حکم بن عمرو غفاریؓ خراسان کے گورنر تھے۔زیاد بن ابیہ نے حضرت حکم غفاریؓ کو خط لکھا کہ امیر المؤمنین معاویہ بن ابی سفیان کا حکم آیا ہے کہ تمہارے پاس جو مال غنیمت آیا ہے اس میں سے سونا اور چاندی معاویہ کے لئے علیحدہ کر دو۔اور باقی مال غنیمت تقسیم کر دو۔اس کے جواب میں حکم غفاریؓ نے لکھا کہ تمہارے پاس امیر المؤمنین معاویہ کا خط آیا ہے کہ میں انکے لئے مال غنیمت سے سونا اور چاندی علیحدہ کر دوں۔حالانکہ میرے پاس امیر المؤمنین سے پہلے اللہ رب العزت کی سچی کتاب قرآن مجید ہے جس میں ہے کہ مال غنیمت سب مجاہدوں کو تقسیم کر دو۔خدا کی قسم اگر زمین اور آسمان کسی انسان کو بند کر دیں پھر بھی وہ اللہ سے ڈر کر صحیح فیصلہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔یہ پیغام لکھ کر سونا اور چاندی اور سارا سامان مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔پھر اللہ سے دعا کی کہ یا اللہ اگر میرا یہ عمل قبول ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے اس دعا کے بعد فوراً آپ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا إلیه راجعون.

اس سے واضح ہوتا ہے کہ معاویہ مال غنیمت کو اپنی جاگیر خیال کرتے تھے۔تب ہی تو سونا چاندی اپنے لئے نکال لیتے تھے ورنہ یزید کی بیعت لینے کے لئے اتنی رقم انکے پاس کہاں

سے آئی تھی کہ ایک ایک لاکھ درھم رشوت دے کر یزید کی ولیعہدی کیلئے لوگوں کو قائل کرتے پھرتے تھے۔ چنانچہ طبقات بن سعد جلد نمبر ٤ صفحہ 182 پر ہے کہ امیر معاویہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو بیعت یزید پر ایک لاکھ درہم بھیجے مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ پھر تو میرا دین بڑا سستا ہو گیا ہے۔ اسی طرح البدایہ والنھایہ جلد نمبر 8 صفحہ 89 پر ابن کثیر نے لکھا ہے کہ معاویہ نے عبد الرحمن بن ابو بکرؓ کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے جب انھوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عبد الرحمن نے انہیں رد کر دیا اور انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت کر دوں؟۔ یہ مال غنیمت کے اللے تللے خلفائے راشدین کی سنت کو ترک کر کے اور یزید بد بخت فاسق فاجر کیلئے بادشاہت کی راہ ہموار کرنے کیلئے لاکھ لاکھ درہم کی رشوت پیش کر کے اس معاہدے کے پیراگراف نمبر ۲ کی مخالفت نہیں کی؟ کیا اس پر بھی خطائے اجتہادی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ کیا اس رشوت پر بھی وہ اجر کے مستحق ہیں؟

سبّ علیؓ اور اُکل مال بالباطل : امیر معاویہ نے اپنے دور حکومت میں منبروں پر حضرت علیؓ کو گالیاں دینے کا حکم دیا تھا۔ ملاحظہ ہو مسلم شریف کتاب الفضائل امیر معاویہ نے اپنے دور حکومت میں ناجائز اور باطل طریقے سے مال کھانے اور ناجائز مقاتلہ کا حکم دیا۔ ملاحظہ ہو مسلم شریف کتاب الامارہ کیا یہی خلفائے راشدین کا طریقہ

تھا؟ ہر گز نہیں نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور نہ سنت خلفائے راشدین تھا بلکہ بد ترین ملوکیت اور اسلام کا سفینہ ڈبونے کا طریقہ تھا ہر گز ہر گز خطائے اجتہادی نہیں بلکہ ظلم و جبر تھا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم سنت اور ارشاد کی مخالفت استلحاق زیاد

: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک تو یہ ہے،

الولد للفراش وللعاهر الحجر (بخاری شریف)

یعنی بچہ اسکا ہو گا جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کا زنا اگر ثابت ہو گیا چار گواہوں سے تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ اب زیاد عبید کے بستر پر پیدا ہوا۔ اور معاویہ نے کہا چونکہ میرے باپ نے زیاد کی ماں سے بدکاری کی تھی جس سے زیاد پیدا ہوا ہے زیاد کو اپنا بھائی بنا کر زیاد بن ابی سفیان کہوں گا۔ یہ فیصلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا حدیث کے خلاف ہے۔ اور ایک حرام زادے کو اپنا بھائی بنانا کتنی شرم کی بات ہے۔ اسی لئے تاریخ دمشق میں جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 409 پر ابن عساکر لکھتے ہیں کہ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں، اول قضية ردت من قضايا رسول الله ﷺ علانية قضاء معاوية في ذياد.

یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں میں سے جس فیصلے کی کھلی مخالفت کی گئی وہ امیر معاویہ کا زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا بنانے کا فیصلہ تھا۔ کیا اس کو خطائے اجتہادی کہہ سکتے ہیں ؟ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کر کے امیر معاویہ نے ثواب حاصل کیا ہرگز نہیں بلکہ اعلانیہ معصیت ہے۔ استلحاق زیاد کے متعلق ابن جریر، ابن اثیر، ابن کثیر، میں تمام تفصیلات موجود ہیں۔ ہم نے صرف معاویہ کی حدیث کی مخالفت والے پہلو کی اشارہ کیا ہے۔

پیراگراف نمبر 2 کا آخری حصہ یہ ہے کہ معاویہ کو یہ حق نہیں ہوگا کہ اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین مقرر کرے بلکہ مسلمانوں کی شوریٰ جس کو منتخب کرے گی وہی خلیفہ ہوگا۔ اس شق میں امیر معاویہ نے اس طرح عمل کیا کہ امام حسنؑ کی وفات کے بعد ہجری ۵۶ میں اپنی وفات سے پانچ سال پہلے یزید کی جانشینی کیلئے کوششیں شروع کر دیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مستند مؤرخین نے بھی لکھا ہے کہ امیر معاویہ نے صلح میں شرط قبول کی تھی کہ امیر معاویہ کے بعد حضرت حسنؑ خلیفہ ہوں گے۔ چنانچہ حضرت امام حسنؑ کے حالات میں الاستعاب فی اسماء الاصحاب جلد اول صفحہ نمبر ۳۷۲ پر لکھا ہے،

ولا خلاف بين العلماء ان الحسن ان سلم الخلافة لمعاوية حياته لا غير ثم تكون له من بعده و علی ذالك انعق۔

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے معاویہ کو خلافت اس شرط پر حوالہ کی تھی کہ وہ صرف معاویہ کی زندگی میں اس کے لئے ہو گی۔ اس کے بعد امام حسنؓ خلیفہ ہوں گے۔ اس پر ان دونوں کا معاہدہ ہوا تھا۔ امام حسنؓ نے معاویہ کے حق میں دستبرداری اس لئے قبول کی تھی تاکہ خلافت کے مسئلہ میں مسلمانوں کی خون ریزی نہ ہو۔ لیکن امام حسنؓ اپنے آپ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔ بامر مجبوری یہ کام کیا اور معاویہ کے بعد اپنے لئے خلافت کا معاہدہ کیا۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ شق نمبر 2 کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان جس کو خلیفہ بنائیں وہی خلیفہ ہو گا۔ چونکہ اس سے پہلے حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد جمہور صحابہ اور تابعین نے حضرت حسنؓ کی بیعت کی تھی۔ اس لئے اس شق کا مطلب یہ تھا کہ جمہور اہل اسلام حضرت حسنؓ کو بلا نزاع خلیفہ تسلیم کر لیں گے اس لئے انھوں نے اس شرط میں دو باتیں کیں ایک یہ کہ شوریٰ خلیفہ منتخب کرے گی۔ اور دوسرا یہ کہ امیر معایہ کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ ہوں گے گویا حضرت حسنؓ کی خلافت پہلے بھی شوری سے تھی۔ اور معاویہ کے بعد بھی اگر زندہ رہتے تو شوریٰ سے ہی ہوتی۔ لہذا شق نمبر 2 میں یہ بات واضح ہو گئی کہ معاویہ کے بعد امام حسنؓ خلیفہ ہوں گے لیکن بیعت شوریٰ دوبارہ حاصل کریں

گے۔امیر معاویہ کو یہ بات دل سے قبول نہ تھی لیکن معاہدے میں انہوں نے وقتی طور پر
یہ شرط قبول کرلی اور پھر راستے سے امام حسنؑ کو ہٹانے کیلئے تدبیر کرنے لگے۔

امام حسنؓ کو راستے سے کیسے ہٹایا گیا؟ زہر کس نے دیا : جیسے

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ امیر معاویہ نے امام حسنؑ کی وفات پر خوشی منائی۔ابو داود
کی اس حدیث شریف کو ناظرین دوبارہ پڑھ لیں اور اسکی شرح میں مولانا شمس الحق نے جو
لکھا ہے وہ بھی پڑھ لیں۔وہ حدیث باحوالہ گزر چکی ہے۔اور یہ حدیث ابو داود کے علاوہ
مسند احمد میں بھی ہے۔امام حسنؑ کے متعلق مورخین کا اتفاق ہے کہ آپ کی وفات ہجری
39 میں زہر سے ہوئی۔آپؓ کو کس نے زہر دیا؟ کتاب الاستعیاب فی اسماء الاصحاب صفحہ
نمبر 373 جلد اول پر امام عبد البرِ المالکی لکھتے ہیں،

وقالت طائفة كان ذالك منها بتدليس معاوية اليها وما بذل لها في ذالك و كان لها

مورخین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ امام حسنؑ کو انکی بیوی جعدہ بنت الاشعث کندی نے
زہر دیا اور یہ زہر اس نے معاویہ کی سازش سے دیا۔اور معاویہ سے خفیہ طور پر مال لیا۔اس
عورت کی اور بھی سوکنیں تھیں۔امام عبد البر ایک ذمہ دار اور مستند مؤرخ ہیں انہوں نے
صحابہ کرام کے حالات پر الاستعیاب نامی جو کتاب لکھی ہے۔اسکو سب اہل سنت معتبر اور
مستند سمجھتے ہیں۔اس میں امام حسنؓ کو زہر دینے کی بات معاویہ کی طرف منسوب کی گئی

ہے۔ و قالت طائفۃ کہہ کر اسکو بیان کیا گیا ہے۔اور تردید بھی نہیں کی گئی۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا نہیں بلکہ تمام دال ہی کالی ہے۔امیر معاویہ شام میں تھے اور امام حسنؓ کو مدینہ پاک میں زہر دیا گیا اس کے باوجود امیر معاویہ کو پتہ تھا کہ امام حسنؓ نے کیا پیا۔ چنانچہ الاستعیاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ معاویہ نے حضرت ابن عباسؓ کو کہا کہ

یا عجبا من الحسنؑ شرب شربة من عسل بماء رومه فقضی نحبه

عجب بات ہے کہ حسنؓ نے رومہ کے کنوئیں کا پانی شہد ملا کر ایک گھونٹ پیا اور اسی سے وفات ہو گئی۔ اتنی جزیات کا علم کہ پانی میں شہد ملایا گیا اور پانی رومہ کے کنوئیں کا تھا۔ اور اسکا پانی امام حسنؓ کیلئے وفات کا سبب بنا۔ یہ معاویہ کو کیسے پتا چلا معلوم ہوتا ہے کہ عبدالبر کی روایت درست ہے۔اور ابو داود کی روایت جس میں امام حسنؓ کی وفات پر خوشی منانے کی بابت بیان کیا گیا ہے، تصدیق کرتی ہے کیونکہ خوشی والی روایت ابو داود کی حدیث نمبر 4131 میں ہے کہ خود امیر معاویہ نے مقدام کو کہا کہ تمہیں پتا ہے کہ حسنؓ فوت ہو گئے ہیں اس سے واضح ہوا کہ سب پتہ تھا۔ شق نمبر ۲ میں ہے کہ خلافت امام حسنؓ کی ہو گی اور شوری سے ہو گی اسپر امیر معاویہ نے یوں عمل کیا کہ امام حسنؓ کو ہی شہید کر دیا گیا۔اور یوں راستہ صاف ہو گیا۔انا للہ و انا الیه راجعون.

یزید کی سازش والی روایت : اوپر جو بات امام حسنؓ کی زہر خورانی کی بیان ہوئی وہ امام عبدالبر کی الاستعیاب کی روایت ہے۔ لیکن ابن حجر الصواعق المحرقہ میں امام حسنؓ کے حالات میں صفحہ نمبر 316 پر لکھتے ہیں بنت الاشعث کا نام جعدہ تھا۔ یہ امامؓ کی بیوی تھی۔ اسکو یزید نے ورغلا کر خفیہ طور پر ایک لاکھ درہم بھیجے کہ تم امام حسنؓ کو زہر دو میں تم سے شادی کروں گا۔ جب امام حسنؓ جعدہ کی زہر والی کاروائی سے شہید ہو گئے تو جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا کہ شادی والا وعدہ پورہ کرو تو یزید نے جواب دیا کہ تم نے حسنؓ سے وفا نہیں کی میرے ساتھ وفا کیا کرو گی۔ یزید ہی نے زہر دلوایا۔ اور پھر بھی امیر معاویہ کی خوشی اور زہر خورانی کی جزیات کا علم انکی مرضی کا شامل ہونا ظاہر کرتا ہے۔ الغرض والد نے زہر دلوایا یا بیٹے نے اصل وجہ زہر کی سازش نہیں بلکہ حکومت کیلیئے راستہ صاف کرنا تھا۔ ناظرین اس سے خود اندازہ کریں کہ شق نمبر دو پر کس قدر عمل ہوا یہ جو بھی کاروائی ہوئی یزید کی ولیعہدی کیلیئے تھی۔

یزید کا امام حسنؓ کو زہر دینے کا تذکرہ اہل سنت کی مستند کتابوں میں موجود ہے۔ چنانچہ شرح ابو دوود جس کا نام عون المعبود ہے اس میں مولانا شمس الحق اس حدیث کی شرح میں امیر معاویہ کا امام حسنؓ کی وفات پر خوش ہونے کا ذکر ہے۔ یہ لکھا ہے کہ امام حسنؓ کو یزید

نے جعدہ سے زہر دلوا کر شہید کیا۔اور ایک لاکھ درہم جعدہ کو دیئے شاہ عبدالعزیزؒ نے سر الشہادتین میں بھی یزید کی اس سازش کا بھی ذکر کیا ہے۔

عقائد الاسلام کے صفحہ نمبر 2320 پر صاحب تفسیر حقانی مولانا عبدالحق حقانی یزید کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس نالائق نے اس خوف سے کہ مبادا خلافت کا دعویٰ نہ کر بیٹھے کیونکہ یہ لخت جگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔انکے رو برو مجھے کون پوچھے گا۔حضرت امام حسنؓ کو زہر دلوا کر شہید کر دیا۔اور چند سالوں بعد امام حسینؓ کو کربلا میں شہید کر دیا۔اس کم بخت کے بے دین ہونے میں کیا شک ہے۔اس کتاب پر انور شاہ کاشمیری اور اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات ہیں۔وہ تمام لوگ جو صبح شام اپنے آپ کو علماء ظاہر کر کے یہ تقریریں کرتے ہیں کہ یزید امیر معاویہ کے دور میں نیک تھا وہ ان حقائق کو دیکھیں اور اپنے طرز فکر کو تبدیل کر کے توبہ کریں۔ورنہ انکا حشر بھی یزید کے ہمراہ ہو گا نعوذ با للہ من ذالك۔

یزید کی جانشینی کیلئے خالد بن ولید کے بیٹے کو کس نے زیر دیا ؟

: نہ صرف امام حسنؓ کو زہر دے کر راستے سے ہٹایا گیا بلکہ یزید پلید کو جانشین بنانے کیلئے سیف اللہ خالد بن ولید کے بیٹے عبدالرحمن بن خالدؓ جو صحابی رسول

صلی اللہ علیہ وسلم تھے کو بھی زہر دے کر راستے سے ہٹایا گیا۔ چنانچہ امام عبدالبر المالکی المتوفی 260ھ اپنی کتاب الاستعیاب صفحہ 400 جلد اول پر لکھتے ہیں امیر معاویہ نے جب اہل شام سے یزید کیلئے بیعت لینے کا ارادہ کیا تو اہل شام سے اپنے خطبے میں کہا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میری موت قریب ہے میں کسی کو تمہارے لئے جانشین مقرر کرنا چاہتا ہوں تاکہ مملکت کا نظام چلتا رہے تم اپنی رائے کا اظہار کرو۔ آگے عبارت ملاحظہ ہو۔

وجتموا و قالوا رضينا عبدالرحمن بن خالد بن وليد فشق ذالك على معاوية و اسرها في نفسه ثم ان عبدالرحمن مرض فامر معاوية طبيبا عنده يهوديا و كان عنده مكينا ان ياتيه .

ترجمہ: تو سب نے بالاتفاق جواب دیا کہا آپ کے بعد ہمیں خالد بن والید کا بیٹا عبدالرحمن بن خالدؓ خلافت کیلئے پسند ہے۔ اس بات کو امیر معاویہ نے ناپسند کیا اور اپنے دل میں تدبیر کرنے لگے۔ پھر ایسا ہوا کہ عبدالرحمن بن خالدؓ بیمار ہوئے تو امیر معاویہ نے ایک طبیب (ابن اثال) کو حکم دیا جو شام میں امیر معاویہ کے پاس مکین تھا کہ عبدالرحمن بن خالدؓ کو دوا کے بہانے ایسا زہر دو جس سے اسکا قصہ تمام ہو جائے۔ چنانچہ اس یہودی طبیب نے حضرت عبدالرحمن بن خالد کو ایسا زہر پلایا کہ آپ کی شہادت ہو گئی۔ امام عبدالبر یہ واقعہ نقل کر کے لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ تمام اہل تاریخ کے نزدیک مشہور ہے۔ عمر بن شعبہ اور دوسرے مؤرخین نے اس واقعہ کو اخبار مدینہ میں لکھا ہے۔ ہم نے مختصر بیان کیا ہے۔

ابن اثیر جزری کا بیان: واضح ہو کہ یہ واقعہ ابن اثیر الجزری نے بھی اپنی کتاب الکامل فی التاریخ صفحہ 478 پر تفصیل سے لکھا ہے۔اور یہ بھی لکھا ہے کہ عبدالرحمن بن خالد کے بھائی نے حمص سے شام میں آکر اس طبیب کو قتل کر دیا تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ نہ صرف امام حسنؓ کو یزید کے راستے سے ہٹایا گیا بلکہ عبدالرحمن بن خالد کو بھی امام حسنؓ کی طرح زہر دے کر ہٹایا گیا۔ معلوم نہیں یزید میں ایسے کون سے کمالات تھے کہ اس کی جانشینی کیلئے ایسے اقدامات کئے گئے۔ بر حال یزید کی ولیعہدی کیلئے سب سے پہلے قرآن مجید کی مخالفت کی گئی۔ جس پر خلافت راشدہ کی عمارت کھڑی تھی۔قرآن مجید میں سورت شوریٰ پارہ نمبر ۲۵ میں حکم خداوندی ہے وامر ھم شوری بینھم مسلمانوں کی حکومت شوری سے ہوتی ہے۔لہذا امیر معاویہ نے شورائی نظام کو بالائے طاق رکھ کر یزید علیہ ماعلیہ کو ولیعہد بنا کر مسلمانوں کو خلافت راشدہ سے محروم کیا۔کسی صورت میں اسے خطائے اجتہادی نہیں کہا جا سکتا بلکہ خطائے منکری کی بری سے بری صورت ہے۔کیونکہ اس سے مسلمانوں کا اجتماعی نظام ہی تباہ نہیں ہوا بلکہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا خاندان بچوں اور عورتوں سمیت قتل کیا گیا۔اور رسول خدا کو ایذا دی گئی۔

یزید کی ولیعہدی کیلئے لوگوں کو مال سے خریدہ گیا

جس طرح آج ووٹ لینے کے ناجائز دو مشہور طریقے ہیں ووٹ خریدے جائیں یا ووٹر پر دباؤ

ڈالا جائے۔یزید کی ولی عہدی کیلئے دونوں طریقے یعنی لالچ اور دباؤ استعمال کئے گئے۔چنانچہ ابن اثیر الکامل فی التاریخ صفحہ نمبر 492 پر لکھتے ہیں مغیرہ بن شعبہ نے اپنے بیٹے کی سربراہی میں 140 افراد پر مشتمل وفد کا نمائندہ بنا کر امیر معاویہ کے پاس شام بھیجا۔جب یہ لوگ دربار شام میں پہنچے تو امیر معاویہ نے کہا کہ آپ لوگوں کے سامنے اپنے آنے کا مقصد بیان کریں۔عروہ بن مغیرہ نے کہا کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں آپ اپنی زندگی میں اپنا جانشین مقرر کر دیں۔امیر معاویہ نے کہا کہ کس کو مقرر کروں تو انہوں نے کہا کہ یزید سے بہتر کون ہے۔امیر معاویہ نے پوچھا کہ یہ صرف تمہاری رائے ہے یا سب کی۔انہوں نے کہا کہ ہم وفد کی شکل میں نمائندہ بن کر آئے ہیں۔سب عراقیوں کی یہی رائے ہے۔جب یہ وفد اپنی قیام گاہ میں چلا گیا تو امیر معاویہ نے عروہ بن مغیرہ کو علیحدہ بلا کر تنہائی میں پوچھا آگے ابن اثیر کی عربی عبارت ملاحظہ ہو کریں۔

وقال معاوية لعروة سراعنهم بكم اشترى ابوك من هولاء دينهم فقال باربعمائة دينار قال لقد وجد دينهم عندهم رخيصاً.

ترجمہ: امیر معاویہ نے عروہ کو خفیہ بلا کر پوچھا کہ تمہارے والد نے ان لوگوں کا دین کتنے میں خریدہ ہے۔عروہ نے کہا چار سو دینار میں۔امیر معاویہ نے کہا پھر تو ان کا دین بڑے سستے داموں خریدہ گیا ہے۔

ناظرین اس واقعہ میں پیسے دے کر دین خریدنے کا جو ذکر ہے وہ یزید کی ولیعہدی کیلئے ہے۔ گویا آج کی اصطلاح میں ووٹ خریدے جارہے ہیں۔ناظرین اس سے پہلے حضرت عمرؓ کے صاجزادے عبداللہ بن عمرؓ کے پاس رقم بھیجنے اور انکا جواب بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔اسی طرح عبدالرحمن بن ابو بکر کو رقم بھیجنے اور انکا جواب بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان حضرات نے کہا کہ ہمارا دین اتنا سستا نہیں کہ بیچ دیں لیکن عراقیوں کا دین بہت سستا تھا اس لئے انہوں نے چار سو دینار میں بیچ کر یزید کی بیعت کر لی۔اور آج تک اس کی سزا بھگت رہے ہیں۔ان واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ امیر معاویہ خود بھی جانتے تھے کہ یزید کی بیعت کیلئے مال دے کر جو کاروائی ہو رہی ہے یہ دین نہیں بلکہ لوگوں کے دین کو خریدنا ہے۔دین کو خریدنے کا مطلب ناظرین اور عام آدمی بھی یہی سمجھتا ہے کہ آدمی دین بیچ کر بے دین ہو گیا۔ گویا یزید کی بیعت کرنا بے دینی میں داخلہ کا فارم تھا۔(معاذاللہ)۔کیا کوئی عقل مند انسان اس کاروائی کو خطائے اجتہادی کہہ سکتا ہے کہ اس طرح دین کی خریداری پر دس نیکیاں مل گئی اور دین فروشی پر عراقیوں کو بھی دس نیکیاں مل گئی۔(معاذاللہ)۔

اہل مدینہ کی طرف سے آواز حق : محدث علامہ ابن اثیر الجزری

تاریخ الکامل میں لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ نے تمام گورنروں کو حکم دیا تھا کہ یزید کے حق میں

رائے ہموار کریں اور وفود کی شکل میں لوگوں کو میرے دربار میں بھیجیں۔ جو آکر یزید کی بیعت کے حق میں تقریریں کریں۔ چنانچہ اہل مدینہ کا بھی ایک وفد شام میں امیر معاویہ کے پاس گیا امیر معاویہ نے محمد بن عمرو بن حزم جو مدینہ کے وفد کے سربراہ تھے سے کہا کہ آپ کھڑے ہو کر تقریر کریں محمد بن عمرو نے کھڑے ہو کر جو الفاظ کہے وہ یہ تھے۔ ان کل راع مسئول عن رعتیہ فانظر من تولی امر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم. ہر حکمران سے اسکی رعیت کے متعلق قیامت کے دن سوال ہو گا۔ معاویہ دیکھو تم امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر کس کو حاکم بنا رہے ہو۔ آگے ابن اثیر لکھتے ہیں۔فاخذ معاوية حتى جعل يتنفس في يوم شتات ثم فصله۔ (کامل ابن اثیر صفحہ نمبر 492) امیر معاویہ کا سانس پھول گیا سخت سردی میں پسینہ آگیا اور عمرو بن خزم کو چپ کروا دیا۔

احنف بن قیس کی حق گوئی اور یزید کے کردار پر مؤاخذہ

مؤاخذہ : احنف بن قیس بھی اپنا وفد لے کر بصرہ سے آئے تھے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ اے ابو بحر تم کیوں خاموش ہو کچھ تقریر کرو۔ احنف بن قیس کی تقریر:

وقال نخافكم ان صدقنا و نخاف الله ان كذبنا وأنت يا اميرالمؤمنين اعلم بيزيد في ليله و نهاره و سره و علانيه و مدخله و مخرجه فان كنت تعلمه لله تعالى.

معاویہ کے حکم سے جب احنف بن قیس نے تقریر کی تو انھوں نے کہا اگر ہم سچ کہیں تو معاویہ تمہارا ڈر لگتا ہے۔اور اگر جھوٹ بولیں تو اللہ تعالی کا ڈر لگتا ہے۔اے معاویہ تمہیں معلوم ہے ہے کہ یزید کی راتیں اور دن کیسے گزرتے ہیں یزید کی خفیہ زندگی اور اعلانیہ زندگی کیسے بسر ہوتی ہے یزید کا آنا جانا کیسا ہے۔اگر آپ کا خیال ہے کہ یزید کے جانشین بنانے سے اللہ تعالی راضی ہو گا اور امت کا بھلا ہو گا تو پھر مشورہ کی ضرورت نہیں۔اور اگر آپ کا خیال ہے کہ یزید کو جانشیں ن بنانے سے اللہ تعالی ناراض ہو گا تو پھر یزید کو دنیا کی حکومت کا تحفہ اور عیش دے کر اسے مزید خراب نہ کریں جبکہ آپ آخرت کی طرف سدھار رہے ہیں۔اور اللہ تعالی کی طرف جا رہے ہیں۔ہمارا کام تو آپ کی اطاعت لیکن سچی بات بتادی ہے۔چونکہ تقریر میں یزید کی بد کرداری پر واضح چوٹیں تھیں اس لئے مجمع سے ایک خوشامدی اٹھا اس نے کہا کہ یہ عراقی احنف کیا کہتا ہے۔ہم صرف اطاعت کریں گے اور اعتراض کرنے کیلئے ہماری تلوار ہے۔

قابل غور بات : وہ لوگ جو رات دن یہ تقریریں کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے جب یزید کیلئے بیعت لی اور اپنا جانشین بنایا تو اس وقت یزید بڑا نیک اور پرہیز گار تھا۔وہ لوگ آنکھیں کھول کر امیر معاویہ کے دربار میں احنف کی یہ تقریر پڑھیں کہ جب چاروں طرف تلواروں والے کھڑے تھے کہ جو یزید کے متعلق ناپسندیدہ اور خلاف بات کرے

گا اسکی گردن اڑادی جائے گی۔ایسے ماحول میں کچھ لوگ تھے جنہوں نے کھڑے ہو کر کہا کیوں کہ یزید کے دن یزید کی راتیں اسکی نجی زندگی اسکی مجلسی زندگی اسکی آمد و رفت گناہوں سے لبریز تھی اسی لئے تو کہا کہ سچ کہیں تو معاویہ کا ڈر اور جھوٹ بولیں تو اللہ کا ڈر ہے۔صاف واضح ہوتا ہے کہ فاسق و فاجر یزید پلید کی شیطانی حرکات کا پورے عالم اسلام کو پتہ تھا۔امیر معاویہ کو بھی علم تھا اسکے باوجود خاندانی عصبیت اور پدری شفقت کی وجہ سے اسے جانشین بنا کر دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو تباہ کرنے کی بنیاد رکھی گئی۔اسی وجہ سے آج تک امت کی خلافت علی منہاج النبوہ نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت حسن بصریؒ کا ارشاد : حضرت خواجہ حسن بصریؒ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوا آپ نہ صرف بہت بڑے صوفی اور قادریہ چشتیہ سہروردیہ سلاسل کے پیشوا ہیں۔یہ تمام سلسلے ان کے واسطے سے حضرت علیؓ تک پہنچتے ہیں۔آپ کے سامنے امیر معاویہ سے لے کر واقعات کربلا تک اور بنوامیہ کی حکومتوں کے تمام ادوار تھے۔جب امیر معاویہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عاشق زار اور مشہور صحابی حضرت حجر بن عدیؓ کو صرف حضرت علیؓ کا حامی ہونے کی بنا پر بمع انکے چھ اصحاب

کے بے دردی سے شام بلا کر شہید کر دیا تو امت مسلمہ میں شدید رد عمل ہوا۔اس واقعہ کو سن کر امام حسن بصریؒ نے جو تبصرہ فرمایا اسے تاریخ کامل میں ابن اثیر کی زبانی سنیئے

وقال الحسن بصري اربع خصال كن في معاوية لو لم فيه الا واحد لكانت موبقه ١ : انتزأ على هذه الامة بالسيف حتى اخذ الامر من غير شورى و بقايا الصحابه و ذو الفضيله. ٢ : و استخلافة بعده ابنه سكير اخميرا يلبس الحرير وبضرب بالطنابر. ٣ : وادعاًه زياد او قد قال رسول الله ﷺ الولد للفراش و للعاهر الحجر. ٤ : وقتله الحجر و اصحاب حجر فيا ويل امن قتل حجر و يا ويلا من قتل اصحاب حجر. (الکامل ابن اثیر صفحہ نمبر ٤٨٧ اور ابن کثیر نے البدایہ ولنہایہ نے جلد نمبر ٨ میں نقل کیا ہے)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا معاویہ نے چار کام ایسے کیئے ہیں اگر ان میں سے صرف ایک کام کرتے پھر بھی انکے ہلاک ہونے کا سبب بنتا۔چہ جائے کہ انہوں نے چار مہلکات کا ارتکاب کیا(مہلکات ان کبیرہ گناہوں کو کہا جاتا ہے جو آخرت میں انسان کی تباہی کا باعث بنتے ہیں)۔

نمبر 1 : امیر معاویہ نے امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونت کر جبری حکومت حاصل کی اور بغیر مشورہ کے حاصل کی جبکہ صاحب فضیلت صحابہ کرام موجود تھے۔

نمبر 2 : دوسرا ہلاکت کا کام اپنے بیٹے (یزید پلید) کو اپنا جانشین نامزد کرنا جبکہ یزید شرابی، نشئی، ریشم پہننے والا، اور طنبور بجانے والا بد معاش تھا۔

نمبر 3 : زیاد کو اپنا بھائی بنانا جبکہ وہ نطفہ ناتحقیق تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ بیٹا اسکا ہوگا جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔

نمبر 4 : چوتھا ہلاکت والا کام حجر بن عدیؓ اور اصحاب حجر بن عدیؓ کا بے گناہ قتل ہے۔ ہائے افسوس حجر بن عدی کا قتل ہائے افسوس حجر بن عدی اور انکے ساتھیوں کا قتل (یہاں حسن بصریؒ کا مقالہ مع ترجمہ مکمل ہوا)۔

ویل لمن قتل حجر و اصحاب حجر

تباہی ہے جس نے حجر اور اصحاب حجر کو قتل کیا (یہ حسن بصریؒ کی معاویہ کیلئے بددعا ہے)

قابل غور دو باتیں : یہاں دو باتیں قابل غور ہیں امام حسن بصریؒ نے امیر معاویہ کے چار افعال کو موبقات یعنی ہلاک کرنے والے گناہ کہا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ سات موبقات سے بچو اور وہ ساتھ ہلاک کرنے والے گناہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

گئے 1 :کفر و شرک 2:والدین کی نافرمانی 3 :پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا 4 :بے گناہ کو قتل کرنا 5 : زنا کرنا 6 : والدین کو دکھ دینا 7 : سود کھانا یہ سب کبیرہ گناہ ہیں اور انسان کی تباہی کا باعث ہیں معاذ اللہ معاویہ نے بے گناہ قتل کیا جو موبق ہے۔قرآن مجید کے احکام اور حدیث صحیح کے احکام کی کھل کر مخالفت کی جو موبق ہے۔ حسن بصریؒ کا امیر معاویہ کے ان افعال کو موبقات کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ خطائے اجتہادی نہیں بلکہ خطائے منکر تھی۔ خطائے منکر بھی ایک نہیں بلکہ چار ہیں۔اس سے وہ لوگ خود فیصلہ کریں جو ان افعال کو خطائے اجتہادی کہہ کر اس پر ثواب کے فتوے دیتے ہیں۔

دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ کہ امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ امیر معاویہ کا یزید کو خلیفہ بنانا ہلاک کرنے والا گناہ ہے۔کیونکہ یزید نشہ باز شرابی ریشم پہننے والا اور طنبور بجانے والا تھا۔چونکہ امیر معاویہ نے یزید کو ان خباثتوں کے باوجود جانشین بنا کر مذکورہ گناہوں پر نہ صرف رضامندی ظاہر کی بلکہ اسکی بھرپور مدد کی پھر امام حسینؓ کی موجودگی میں یزید کو حکم دینا نااہل کے حوالے کرنا ہے جو کہ قرآن کے حکم ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامنت اھلھا (النساء 57) کی مخالفت کی اور حکومت نااہل کے حوالے کرنے کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی ملاحظہ ہوں۔

1 :آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی منصب کسی نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔(بخاری شریف حدیث نمبر 59)

2 : رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی آدمی کو کسی جماعت کا امیر بنایا حالانکہ اسکی جماعت میں اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ تھا تو بنانے والے نے اللہ تعالی اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت المسلمین کی خیانت کی۔(المستدرک جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 93-94)

3 : رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے کسی شخص کو مسلمانوں کا عامل بنایا حالانکہ وہ شخص جانتا تھا کہ اس سے بہتر شخص موجود ہے۔جو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ جاننے والا ہے۔تو اس آدمی نے اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی (کنزالعمال جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 79) اس لئے امام حسن بصریؒ اس جانشینی کو امیر معاویہ کیلئے باعث ہلاکت قرار دیا۔اور اس سے ان لوگوں کو جو ناصبی ذہن ہو کر رات دن یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ امیر معاویہ نے یزید کو نیک سمجھ کر اپنا ولی عہد بنایا تھا انکے جھوٹ کا بھانڈانہ صرف پھوٹ گیا بلکہ چوراہے میں

ٹوٹ گیا۔ حسن بصریؒ کا اشارہ اس طرف بھی تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے چھ آدمیوں پر لعنت کی۔

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ ستة لعنتهم ولعنهم الله و كل نبي يجاب ،الزائد فى كتاب الله والمتسلط بالجبروت ليعز من اذله الله و يذل من اعزه الله ولمستحل لحرم الله و المستحل من عترتي ما حرم الله والتارك لسنتي. (رواہ البیہقی) (یہ حدیث شریف مشکوۃ شریف کتاب الایمان باب تقدیر پر ایمان لانا) ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے۔اللہ تعالی کی کتاب میں اپنی طرف سے کچھ بڑھانے والا، اللہ تعالی کی تقدیر کو جھٹلانے والا، جبر کے ساتھ اقتدار پر قبضہ کرنے والا، تاکہ جسے اللہ تعالی نے ذلیل کیا ہے وہ اسے عزت دے اور جسے اللہ تعالی نے عزت عطا کی ہے اسے ذلیل کرے۔اور حرام کو حلال جاننے والا اور میری اولاد کے بارے میں جو چیز اللہ تعالی نے حرام کی ہے اسے حلال جاننے والا اور میری سنت کا تارک۔

اس حدیث کو بھی مکمل غور کرنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جس سے واضح ہو گا کہ جبراً یزید کو جانشین بنا کر امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتنا بڑا ظلم روا رکھا گیا۔اور ملت اسلامیہ کو کس مصیبت میں ڈالا گیا۔اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر توہین کی گئی اور کتنی اذیتیں دی گئیں۔

یزید کی ولی عہدی کیلئے امیر معاویہ کا سفر حجاز : یزید جو

فاسق و بد کردار تھا اسکا فسق نہ صرف شام بلکہ عراق و حجاز اور تمام اسلامی دنیا میں مشہور تھا۔اس کو جانشین بنانے کیلئے جب امیر معاویہ نے باقی صوبوں سے دھوس ولالچ کے ذریعے جبری بیعت لے لی تو سب سے زیادہ فکر انہیں حجاز کی تھی۔کیونکہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ اسلام کے مراکز تھے۔اور وہاں دنیا اسلام مقتدر ہستیاں تشریف فرما تھی۔اسلئے انھون نے حجاز کا سفر کیا۔اس سفر کی مختصر روداد علامہ ابن اثیر الجزری نے الکامل فی التاریخ کے صفحہ نمبر 492،493 پر لکھی ہے۔

امیر معاویہ نے مروان کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا تھا مروان جو اپنے باپ کی پیٹھ میں ملعون تھا۔(جب کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ امیر معاویہ نے خط لکھا کہ اہل مدینہ سے بیعت لو چنانچہ مروان نے جو کاروائی کی اس کی ایک جھلک آپ پہلے پڑھ چکے ہیں)اسکے بعد امیر معاویہ خود فوج اور پولیس کا ایک ہزار دستہ لے کر مدینہ منورہ آئے۔

حضرت امام حسینؓ سے ملاقات اور بے ادبی : مدینہ

منورہ سے باہر جا کر سب سے پہلے حضرت امام حسین بن علیؑ سے معاویہ ملے اور امیر معاویہ نے حضرت امام حسینؓ کی جس طرح بے ادبی کی اس حرکت کو ابن اثیر نے الکامل

فی التاریخ کے صفحہ نمبر 493 پر ان الفاظ میں لکھا ہے۔ ترجمہ: جب امیر معاویہ نے حضرت امام حسینؓ کو دیکھا اور کہا کہ نہ تو میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور نہ ہی مرحبا کہتا ہوں۔ تمہاری مثال تو اونٹ سی ہے جس کا خون اچھل رہا ہے اور جلد ہی وہ خون گرایا جائے۔ امام حسینؓ نے فرمایا افسوس ہے تم پر میری تو یہ شان نہیں امیر معاویہ نے کہا تم تو اس سے برے ہو۔ معاذاللہ کیا خطائے اجتہای ہے؟ جس پر ثواب ملے گا۔

حضرت ابن زبیر سے امیر معاویہ کا مکالمہ

: حضرت امام حسینؓ کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر امیر معاویہ سے ملے تو امیر معاویہ نے انہیں جو کچھ کہا لا اھلا ولا مرحبا۔

امیر معاویہ کا مدینہ منورہ آنا اور سیدنا حسینؓ کی بے ادبی کرنا:

امام حسنؓ نے امیر معاویہ سے جو معاہدہ کیا اسکی شق نمبر ۲ یہ تھی کہ معاویہ کے بعد خلیفہ بذریعہ شوری منتخب ہو گا۔ اور امیر معاویہ کو اپنے بعد کسی کو جانشین بنانے کا حق نہیں ہو گا۔ اس پیرا گراف کو دوبارہ پڑھ لیں۔ معاویہ بن سفیان کو یہ حق نہیں ہو گا کہ وہ اپنے بعد کسی کو جانشین بنائے۔ بلکہ اسکے بعد مسلمانوں کے مشورہ سے خلیفہ

مقرر کیا جائے گا۔اس شق میں امیر معاویہ نے کس طرح عمل کیا وہ اس طرح کیا کہ شام ،عراق،بصرہ۔کوفہ اور تمام صوبوں سے یزید کے حق میں بیعت کیلئے گورنروں کے ذریعہ سودے بازی کر کے خوشامدی لوگوں کو ساتھ ملا کر ووٹ خریدے۔اس خرید وفروخت کا امیر معاویہ کو خود بھی اعتراف تھا۔جیسا کہ ابن اثیر کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ انہوں نے عروہ سے کہا تھا فی کس چار سو دینار دے کر تمہارے باپ نے ان لوگوں کا دین خریدا ہے یہ تو بہت سستی خریداری ہے۔باقی صوبوں سے بھی ڈرانے اور لالچ کا فارمولہ استعمال کر کے لوگوں کو یزید کے حق میں راہ ہموار کرنے کے بعد امیر معاویہ مدینہ پاک آئے۔اہل مدینہ سیدنا حسین بن علیؓ،سیدنا عبدالرحمن بن ابو بکرؓ،سیدنا عبداللہ بن عمرؓ،سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف دیکھتے تھے۔کیونکہ یہی حضرات خلفائے راشدین کی اولاد ہونے کے ساتھ ساتھ علم تقوی سیادت دیانت اور خاندانی شجاعت کے بلند مقام پر فائز تھے۔انکی راہنمائی مین چلیں گے۔چنانچہ جب امیر معاویہ مدینہ منورہ آئے تو اصلاح امت کی نیت سے ان حضرات نے آگے بڑھ کر امیر معاویہ سے اس غرض سے ملاقات کی کہ انہیں یزید پلید کے حق میں بیعت لینے سے روکا جائے تاکہ امت میں فساد نہ ہو۔لیکن امیر معاویہ نے ان سے ملاقات وقت نہ صرف سختی کی بلکہ ان حضرات کی سخت توہین کی خصوصا امام حسینؓ کی جو بے ادبی اور گستاخی کی اسکو تحریر کرنے سے قلم کانپتا ہے۔اور گستاخی کے الفاظ بحوالہ تاریخ کامل محدث ابن اثیر 492 پہلے نقل ہو چکے ہیں۔

امیر معاویہ کے طرز عمل سے سیدنا امام حسینؓ کا دلبرداشت ہونا

دلبرداشت ہونا : مدینہ پاک میں سیدنا امام حسینؓ، سیدنا عبدالرحمن بن ابو بکر، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیر کے ساتھ امیر معاویہ نے سخت تہین آمیز رویہ اختیار کیا تو یہ حضرات دلبرداشتہ ہو کر مکہ شریف روانہ ہو گئے۔

مدینہ پاک میں یزید کیلئے جبری بیعت : ان حضرات کے جانے کے بعد امیر معاویہ کے لئے مدینہ پاک کا میدان خالی ہو گیا پھر منبر پر چڑھ کر جو خطبہ دیا اسکے الفاظ ابن اثیر جزری کی تاریخ الکامل صفحہ نمبر 493 سے نقل کیئے جاتے ہیں ذرہ غور سے پڑھیے فتخطب معاوية بالمدينة فذكر. اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے امیر معاویہ نے اہل مدینہ کے سامنے خطبہ میں کہا کہ یزید سے زیادہ خلافت کا کون حقدار ہے۔اس کی فضیلت اسکی عقل اور اسکی شان کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔اور اگر کچھ لوگ اب بھی باز نہ آئے اور یزید کی بیعت نہ کی تو میں بتا دیتا ہوں انکو ایسے مصائب میں جکڑا جائے گا جس سے انکی نسلیں نابود ہو جائیں گی یہ اشارہ امام حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کی طرف تھا جس سے امیر معاویہ نے سخت توہین آمیز رویہ روا رکھا تھا۔اور وہ دلبرداشتہ ہو کر خانہ خدا کعبۃ اللہ میں شکایت کرنے جا چکے تھے۔ جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

ابن اثیر کی اس عبارت میں امیر معاویہ نے یزید کو امام حسین بن علیؓ، عبدالرحمن بن ابو بکرؓ ،عبداللہ بن عمرؓ، اور عبداللہ بن زبیرؓ سے افضل بتایا اسلام کی تاریخ سے اور کتاب و سنت سے معمولی واقفیت رکھنے والا مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یزید بن معاویہ اگر فاسق و فاجر نہ بھی ہوتا بالفرض نیک بھی ہوتا تو پھر بھی امام حسین کے جوتے کی خاک کے برابر بھی نہ تھا۔ بلکہ خلفائے راشدین کے علاوہ صحابہ کرام میں بھی کوئی امام حسینؓ کے برابر نہ تھا یہ اہل سنت کا ایمان ہے۔ امام حسینؓ صحابی بھی ہیں جنت میں جوانوں کے سردار بھی ہیں اور نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ یزید پلید انکے برابر کیسے ہو سکتا ہے۔

امیر معاویہ یزید کو امام حسینؓ سے افضل جانتے تھے

امیر معاویہ نے یزید کی فضیلت صرف اہل مدینہ ہی کے سامنے بیان نہیں کی بلکہ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ امیر معاویہ نے مدینہ شریف کے گورنر کو خط لکھا تھا کہ میرے پاس مدینہ منورہ سے ایک وفد شام بھیجو جو آکر اہل مدینہ کی طرف سے یزید کی بیعت کا اعلان کرے۔ چنانچہ مدینہ کے گورنر نے عمر بن حزم انصاری کی قیادت میں وفد بھیجا جس کا ذکر ابن اثیر کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ کہ حضرت عمر بن حزم انصاری نے امیر معاویہ کے سامنے وفد کے سربراہ کی حثیت سے جو تقریر کی اس سے امیر معاویہ کانپ گئے۔ اور سردی میں بھی پسینہ آگیا اور پھر انکو جلدی واپس کر دیا۔ یہ ابن اثیر جزری کا الکامل فی

التاریخ میں بیان ہے لیکن اسکی کچھ تفصیل ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقہ میں بیان کی ہے جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ کو جاسوسوں کے ذریعہ پتہ چل گیا تھا کہ اہل مدینہ حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبدالرحمن بن ابو بکرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی قیادت میں یزید کی بیعت کے مخالف ہیں۔ اسلئے امیر معاویہ نے حضرت عمر بن حزمؓ سے جو رویہ اختیار کیا اسکو ابن حجر مکی کی تحریر میں ملاحظہ کریں۔ جس سے ثابت ہو گا کہ امیر معاویہ یزید کو ان حضرات سے افضل مانتے تھے اور یزید کے خلاف کوئی بات سننے کو تیار نہ تھے۔ چنانچہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ کے صفحہ نمبر ۸۰ پر لکھتے ہیں کہ یہ روایت سند صحیح سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ نے جب پختہ ارادہ کر لیا کے انہوں نے ہر صورت یزید کو ولی عہد بنانا ہے تو انہوں نے مدینہ منورہ کے گورنر کو آرڈر لکھ بھیجا کہ ایک وفد بھیجو جو آکر یزید کے متعلق بات کرے۔ تو مدینہ منورہ سے حضرت عمرو بن حزم انصاری کو بھیجا گیا جب وہ امیر معاویہ کے دربار میں پہنچے تو انہوں نے ملاقات کیلئے وقت مانگا تو امیر معاویہ نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ اور اپنے دربان سے کہا کہ عمرو بن حزم سے پوچھو وہ کیا چاہتا ہے۔ تو عمرو بن حزم نے کہا کہ میں صرف ملاقات چاہتا ہوں ۔ چنانچہ چند روز بعد امیر معاویہ نے انکو ملاقات کیلئے بلا کر پوچھا تمہاری کیا حاجت ہے۔ حضرت عمرو بن حزم نے اللہ تعالی کی حمد وثناء کے بعد جو الفاظ فرمائے وہ یہ تھے۔

ترجمہ: معاویہ کے بیٹے یزید کو ملک کی ضرورت نہیں اور کسی نیکی کی بھی ضرورت نہیں (یہ اسکے کردار کی طرف اشارہ تھا) میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ اللہ تعالی جس بندے کو کسی قوم کا حکمران بناتا ہے قیامت کے دن اس سے اسکی رعایا کے متعلق ضرور حساب ہو گا۔امیر معاویہ یہ سن کر بولے تم نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔ تم کوئی اچھی رائے رکھنے والے آدمی نہیں ہو۔ سنو ان خلفاء راشدین کے بیٹے بھی زندہ ہیں اور میرا بیٹا بھی زندہ ہے۔ میرا بیٹا انکے بیٹوں سے خلافت کا زیادہ حق دار ہے۔ تم بتاؤ تمہاری کیا ضرورت ہے۔؟ انہوں نے کہا تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ قارئین غور کریں ایک طرف حضرت عمرو بن خزمؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا کر معاویہ کو نصیحت کر رہے ہیں۔اور دوسری طرف معاویہ کان اور آنکھیں بند کر کے یہ کہہ رہے ہیں کہ تم اچھے آدمی نہیں ہو۔ میرا بیٹا یزید حسین بن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ ،عبدالرحمن بن ابو بکرؓ، سے خلافت سے زیادہ حقدار ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بادشاہی کی لالچ بیٹے کی محبت اور اسکی ولی عہد کی تمنا نے امیر معاویہ کو صراط مستقیم سے اتنا دور کر دیا تھا۔ کہ ان جلیل القدر اہل بیت اور صحابہ کی موجودگی میں اپنے بیٹے کو افضل قرار دے کر ولی عہدی کیلئے منتخب کیا۔امیر معاویہ کی شفقت پدری نے یزید جیسے بدبخت کو امت پر مسلط کیا۔ چنانچہ یہی ابن حجر مکی تطہیر الجنان صفحہ نمبر 33 پر لکھتے ہیں۔امیر معاویہ

نے یزید کے معاملہ میں خود کہا کہ اگر یزید کی محبت آڑے نہ آتی تو میں صراط مستقیم پر قائم رہتا۔

اس عبارت میں انہوں نے اس جرم کا اقرار کیا کہ یزید سے محبت کی وجہ سے وہ ہدایت کے راستے سے اندھے ہو گئے اور معاویہ کی اس محبت کے نتیجہ میں اس مردود فاسق نے لوگوں کو تباہی میں ڈال دیا۔(واقعہ کربلا ،واقعہ حرہ اور غلاف کعبہ کا جلانا اس میں شاہد ہیں۔)معاویہ کی عقل کامل سلب ہو گئی۔معاویہ کا تجربہ ختم ہو گیا۔اس کی وہ ضرب المثل دانائی ختم ہو گئی۔معاویہ کے سامنے یزید کی تمام برائیاں نیکی کی شکل میں مزین ہو گئیں۔ابن حجر مکی کی مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ امیر معاویہ نے یزید کی برائیوں سے واقفیت کے باوجود شفقت پدری کی وجہ سے ولی عہد بنانااور صراط مستقیم سے منحرف ہو گئے۔اور اس خبیث کے ہاتھوں امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلبیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذبح کیا گیا انا للہ و انا الیہ راجعون.

یہی ابن حجر مکی اسی کتاب تطہیر الجنان صفحہ 65 پر دوبارہ اسی مضمون کو واضح کر کے لکھتے ہیں معاویہ نے یزید کو محبت پدری کی وجہ سے جانشین بنایااور اسکی محبت نے معاویہ کی نظر میں یزید کی خوبیاں مزین کر دیں اس کے وہ جرائم جو سورج کی طرح واضح نظر آرہے تھ ان

سے معاویہ کو اندھا کر دیا تھا۔ کسی کو بھی معاویہ کے اس فعل بد کی تقلید جائز نہیں ورنہ دوزخ میں اوندھے منہ گرے گا۔ معاذاللہ۔

مقام غور : قارئین غور کریں ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ یزید کے جرائم دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہونے کے باوجود معاویہ نے شفقت پدری کے تحت اسکو جانشین بنایا۔ مگر آج کل کچھ لوگ جب محرم آتا ہے تو ہر تقریر میں کہتے ہیں کہ یزید بڑا نیک تھا اس لئے معاویہ نے اسے جانشین بنایا تھا البتہ بعد میں وہ برا ہو گیا۔ ایسے لوگوں کو ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ کیونکہ حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے۔ ہم نے یزید کی ولی عہدی پر تفصیلی گفتگو اس لئے کی ہے تاکہ جھوٹ واضح ہو جائے کہ یزید امیر معاویہ کے وقت بزرگ نیکوکار اور پرہیزگار تھا۔ امیر معاویہ کی آنکھ بند ہوتے ہی وہ فاسق و فاجر بن گیا۔ جبکہ یہ بات تاریخ اور حقیقت کے خلاف ہے۔ سیدھی سی بات ہے امیر معاویہ کی نے ولی عہدی کی محبت، پدری محبت، خاندانی عصبیت اور حکومت کے لالچ میں اس فاسق کو امت پر مسلط کیا۔

اہل مدینہ منورہ سے جبری بیعت اور بنی ھاشم پر ظلم

امیر معاویہ کہ اس اقدام کے نتیجہ میں واقعہ کربلا ظہور ہی نہیں ہوا بلکہ یزید نے مدینہ

منورہ پر جو حملہ کیا وہ بھی امیر معاویہ کی وصیت کے مطابق تھا۔ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں مدینہ منورہ میں یزید کیلئے جبری بیعت لینے جب امیر معاویہ آئے تو انہوں نے حضرت امام حسینؓ اور اکابر کے ساتھ سختی کی جس کا ذکر ابن اثیر جزری الکامل فی التاریخ کے صفحہ نمبر ۴۹۳ پر کیا ہے کہ امیر معاویہ نے، مدینہ منورہ کے دورہ میں بنی ہاشم پر بہت ظلم و سختی کی۔ جب حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا کہ معاویہ تم نے ہمارے اوپر اتنی سختی کیوں کی تو امیر معاویہ نے جواب دیا کہ تمہارے لیڈر یعنی امام حسینؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تو تم لوگوں نے امام حسینؓ کو اس فعل سے منع کیوں نہیں کیا۔ اس لئے میں نے بنی ہاشم پر سختی کی ہے۔ اس کے جواب میں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں چاہوں تو مختلف شہروں میں جا کر تمہارے خلاف لشکر جرار لا سکتا ہوں۔ تو امیر معاویہ نے معذرت کر لی۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل مدینہ خصوصاً بنی ہاشم امام حسینؓ، عبدالرحمن بن ابی بکرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، کے بیعت نہ کرنے کی وجہ سے معاویہ ان پر ناراض تھے امیر معاویہ نے اہل مدینہ سے یزید کیلئے جبری بیعت لی تھی۔ چنانچہ بخاری کتاب الغازی حدیث نمبر 4108 میں اس کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے۔

ترجمہ: جب لوگ جدا جدا ٹکڑوں میں بیٹھ گئے تو امیر معاویہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص بھی امارت یا ولی عہدی کے معاملہ میں زبان کھولنا چاہتا ہے وہ ذرہ اپنا سینگھ تو اونچا کر کے دیکھائے۔ ہم اس سے اس کے باپ سے بھی زیادہ امارت کے مستحق

ہیں۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی چادر ڈھلی کی تھی اور ارادہ کیا تھا کہ میں ان سے کہوں گا کہ تم سے زیادہ حق دار امارت وہ ہے جس نے تم سے تمہارے باپ ابو سفیان سے اسلام کی خاطر جنگ کی تھی۔ (یہ حضرت علیؓ کی طرف اشارہ ہے یا امام حسینؓ یا خود ابن عمرؓ کی طرف) لیکن پھر میں ڈر گیا کہ میری بات سے تو اور زیادہ تفریق پیدا ہو گی حتی کہ خون ریزی تک نوبت جا پہنچے گی۔ بخاری شریف میں درج مندرجہ بالا معاویہ کے شدت آمیز الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اہل مدینہ کو ڈرا رہے تھے۔ کہ جو بھی بولنے کی کوشش کرے گا اسے مار دیا جائے گا۔ چنانچہ اس خطرہ کے پیش نظر عبداللہ بن عمر خاموش رہے۔ قارئین یاد رہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب امیر معاویہ مدینہ منورہ گئے اور حضرت امام حسینؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبد الرحمن بن ابو بکرؓ، اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے سختی کی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیئے۔ جس سے دل برداشتہ ہو کر یہ حضرات یکے بعد دیگرے مکہ شریف چلے گئے۔ گزشتہ تحریروں اور حوالہات کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اہل مدینہ کو امیر معاویہ نے ڈرا دھمکا کر ان سے یزید کے حق میں ووٹ لیئے۔ خاص طور پر بنو ہاشم کو بہت ڈرایا کیوں کہ انکے رہنما شیر خدا کے بیٹے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سیدنا امام حسینؓ جو یزید کی بد کرداری کی وجہ سے اسکی ولی عہدی کے سخت مخالف تھے۔ بنو ہاشم انکے زیر کمان تھے۔ اور دیگر اہل مدینہ انکی فرمانبرداری کو حق سمجھتے تھے۔ بخاری شریف کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نے

اہل مدینہ کو ڈرایا اور خوف میں مبتلا کیا۔ امیر معاویہ یہ حدیث بھول گئے جو بخاری شریف کے فضائل مدینہ میں درج ہے۔ حدیث نمبر 1877 ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بھی اہل مدینہ کو ڈرایا وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ آج ہر طرف اہل مدینہ کی مدح خوانی ہے۔ اور اہل بیت کی عظمت کے چرچے ہیں۔ اور بنو امیہ کا نام تک کوئی نہیں لیتا یہی نمک کی طرح پگھلنا ہے۔

یزید کو مدینہ منورہ پر حملہ کی وصیت : ابن حجر مکی تطہیر الجنان

صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں کہ سند صحیح کے ساتھ ابن حبان نے یہ روایت کی ہے۔

ان معاوية لما حضرالموت قال ليزيد قد وطأت لك البلاد و فرشت لك الناس و لست اخاف عليك الا اهل حجاز فان رابك منهم ريب فوجه اليهم مسلم بن عقبه المرى فانى جربته .

ترجمہ: جب امیر معاویہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو یزید کو کہا کہ اے بیٹے میں نے تیرے لئے تمام ممالک اسلامیہ کو مسخر کر دیا ہے۔ اور تمام لوگوں کو تیرے فرمان کے تابع کر دیا ہے۔ اب مجھے کوئی فکر نہیں لیکن حجاز والوں سے خطرہ ہے۔ (اہل حجاز والوں سے مراد خصوصی طور پر اہل مدینہ تھے) اگر تجھے اہل حجاز والوں سے کوئی خطرہ محسوس ہو تو مسلم بن عقبہ کو انکے مقابلہ میں بھیجنا کیونکہ میں نے اسکا تجربہ کیا ہے۔

مسلم بن عقبہ کا مدینہ منورہ پر حملہ : امیر معاویہ کا یہ کہنا کہ انکے (اہل حجاز) کے مقابلہ میں مسلم بن عقبہ کو بھیجنا سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ اہل مدینہ کی جبری بیعت سے مطمئن نہ تھے۔ اس لیئے امیر معاویہ کی وفات کے بعد مسلم بن عقبہ کو اہل مدینہ کی سر کوبی کیلیئے روانہ کیا۔ جس نے اہل مدینہ پر بے پناہ مظالم کئے جو سب کتب تاریخ میں مرقوم ہیں۔ جس خاتون کا جوان بیٹا مدینہ منورہ میں مسلم بن عقبہ نے قتل کر دیا تھا اس خاتون نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی زندہ یا مردہ اس خبیث مسلم بن عقبہ پر مجھے تسلط عطا فرمائے گا تو اسکو ضرور آگ میں جلاؤں گی۔ چنانچے مدینہ منورہ کو لوٹ کر جب یہ خبیث واپس جارہا تھا تو مدینہ پاک سے باہر نکلتے ہی مر گیا۔ اس عورت کو پتہ چلا تو وہ اپنے خادموں کو لے کر اس کی قبر پر آئی اور خادموں کو حکم دیا کہ اسکی قبر کھولیں۔ چنانچہ جب قبر کو سر کی طرف سے کھولا گیا تو ایک بڑا سانپ اسکی گردن کے ساتھ لپٹا ہوا تھا۔ وہ ڈر کے کہنے لگے کہ اسکو خدا تعالی نے خود ہی سزا دے دی ہے لیکن خاتون نے کہا کہ نہیں تم پاؤں کی طرف سے کھولو۔ جب پاؤں کی طرف سے قبر کھولی تو ایک سانپ اسکے پاؤں پر لپٹا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اس عورت نے دو رکعت نماز ادا کر کہ یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر میں نے اس خبیث پر تیری رضا کیلیئے غضب کا اظہار کیا ہے تو اس سانپ کو ہٹا دے تا کہ میں اپنی قسم پوری کروں۔ پھر عورت لاٹھی لے کر سانپ کی طرف گئی تو وہ سانپ اس خبیث کے

نتھنے سے نکل کر چلا گیا۔تب اسکی لاش کو قبر سے نکال کر جلا دیا گیا۔اور اس طرح اس مستجاب الدعا عورت کی قسم پوری ہوئی۔

مسلم بن عقبہ کی یہ کہانی ہر محرم میں بیان کی جاتی ہے لیکن یہ بیان نہیں کیا جاتا کہ اس خبیث کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کیلیئے منتخب کس نے کیا تھا۔اور یزید کو یہ وصیت کس نے کی تھی کہ مسلم بن عقبہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کیلیئے ضرور روانہ کرنا۔اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ خود مدینہ منورہ پر حملہ کا پروگرام یزید کو بتا گئے تھے۔اور وصیت کر گئے تھے۔

قتل امام حسینؓ کا ارادہ اور حضرت عائشہؓ کی ناراضگی

پہلے گزر چکا ہے کہ امیر معاویہ جب اہل مدینہ سے یزید کی بیعت کیلیئے مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے ان سے امام حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبدالرحمن بن ابی بکرؓ ملے۔ان حضرات کی امیر معاویہ نے اس قدر بے عزتی کی کہ یہ حضرات جلدی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔انکے جانے کے بعد امیر معاویہ نے اہل مدینہ کو ڈرا دھمکا کر یزید کیلیئے بیعت لی۔اور پھر حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے ملاقات کی اس ملاقات میں ام المؤمنین نے جو باتیں امیر معاویہ سے کیں وہ محدث ابن اثیر الجزری نے الکامل فی التاریخ کے صفحہ نمبر 493 پر نقل کی ہیں۔

ثم دخل على عائشة و قد بلغها انه ذكر الحسين واصحابه فقال لقتلنهم ان لم يبايعوا فشكاهم اليها فوعظته و قالت له بلغني انك تهددهم بالقتل فقال يا ام المؤمنين هم اعز من ذالك ولكن بايعت ليزيد فما ظنك ءانقض بيعته قالت ارفق بهم قال افعل.

ترجمہ: امیر معاویہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوااوام المؤمنین کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ امیر معاویہ نے یہ کہاہے کہ اگر حسین بن علیؓ، عبدالرحمن بن ابو بکرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید ملعون کی بیعت نہ کی تو ضرور انہیں قتل کروں گا۔اور ان حضرات نے ام المؤمنین کی خدمت میں معاویہ کی اس دھمکی کی شکایت کی تھی۔ چنانچہ ام المؤمنین نے امیر معاویہ سے سوال کیا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے حسین بن علیؓ اور انکے رفقاء کو قتل کی دھمکی دی ہے۔امیر معاویہ نے جواب دیا کہ ام المؤمنین ایسا نہیں ہو گا۔ لیکن میں نے یزید کیلئے اور لوگوں سے بیعت لے لی ہے۔آپ کا خیال ہے کہ میں اس بیعت کو توڑ دوں گا ہر گز نہیں۔اسپر ام المؤمنین نے ان حضرات کے قتل پر منع کیا۔اور معاویہ نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔

مقام عبرت : قارئین خود غور کریں کہ کیا یہ بیعت خلافت راشدہ کے طرز پر تھی یا جبری؟ کیا نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ گناہ کبیرہ نہیں تھا؟ کیا اہل مدینہ کو مجبور کرنا کہ یزید ملعون کی بیعت کرو ظلم اور گناہ کبیرہ نہ تھا؟اتنے بڑے ظلم کو بھی بعض لوگ خطائے اجتہادی کہتے ہیں۔ گویا ہر ظلم پر امیر معاویہ ثواب حاصل کرتے

گئے۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرز ملوکیت کو ملکا عاضا فرمایا یعنی کاٹ کھانے والے بادشاہ اور ملکا جبریا فرمایا یقینا یہ تمام طرز عمل ظلم عظیم اور ایذائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ نعوذ باللہ بن ذالک۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا امیر معاویہ سے

دوسرا سوال : امیر معاویہ سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دوسرا سوال یہ کیا کہ تم نے ظلم سے میرے بھائی محمد بن ابو بکرؓ کو کیوں قتل کیا؟ ابن جزری کی اصل عبارت اور اسکا ترجمہ ملاحظہ کریں۔

وكان في قولها ما يؤمنك ان اقعد لك رجلا يقتلك وقد فعلت بأخي ما فعلت يعني أخاها محمّد فقال لها يا ام المؤمنين اني في بيت امن قالت اجل.

ام المؤمنین نے دوسرا سوال یہ کیا کہ تم نے ظلم سے میرے بھائی محمد بن ابو بکر کو قتل کیا تمہیں کیا خیال نہیں کہ میں ایک آدمی کو خفیہ بیٹھا کر تمہارے آنے پر تمہیں قتل کروادیتی ۔امیر معاویہ نے کہا کہ میں امن کے گھر آیا ہوں اس لیئے یہ خیال نہیں آیا۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں حرم مدینہ کے امن کی وجہ سے تم بچ گئے۔

محمد بن ابو بکرؓ کے قتل کا پس منظر : واضح ہو کہ اہل سنت کی تمام معتبر اور مستند تواریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ محمد بن ابو بکرؓ حضرت صدیق اکبرؓ کے شہزادے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھائی تھے۔ انکو حضرت علیؓ نے مصر کا گورنر مقرر کیا تھا۔ جب واقعہ تحکیم کے بعد امیر معاویہ نے مصر پر قبضہ کیا تو امیر معاویہ کی پارٹی نے حضرت محمد بن ابو بکر کو شہید کرنے کے بعد گدھے کی کھال میں بند کر کے جلا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محمد بن ابو بکرؓ پر اس قدر ظلم اور قتل کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو صحابہ کے حالات پر مستند ترین اہل سنت کی تاریخ کتاب الاستیعاب جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 329 یہی وہ باغی گروہ تھا جن کی حرکتوں سے واقعہ کربلا ظہور پزیر ہوا۔ اور یہی باغی گروہ داعی الی النار تھا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تیسرا سوال

حجر بن عدیؓ جیسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل امیر معاویہ سے ام المؤمنین نے تیسرا سوال یہ کیا کہ معاویہ تم نے حجر بن عدیؓ اور انکے چھ ساتھیوں کو ناحق کیوں قتل کیا ؟ اس کا امیر معاویہ کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

پس منظر : یہاں قارئین کی اضافی معلومات کیلئے حضرت حجر بن عدیؓ کی مختصر حیات اور خدمات کا تذکرہ ضروری ہے۔ اہل سنت کی معتبر کتاب جو حیات صحابہ پر لکھی گئی ہے، جس کا نام الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ہے جو اندلس کے عظیم مورخ اور فقیہ امام عبدالبر نے تحریر کی اسکے صفحہ نمبر 357 پر درج ہے کہ حجر بن عدیؓ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق صحابی اور حضرت علیؓ کے فدائی تھے۔ جنگ صفین اور جنگ نہروان میں مولا علیؓ کا ساتھ دیا۔ اور انکے زیر لواد شمن سے جنگ لڑی۔ حضرت علیؓ کی شہادت اور امام حسنؓ کے بعد جب امیر معاویہ کا تسلط عراق پر ہوا تو امیر معاویہ نے زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ زیاد نے حضرت علیؓ کے ماننے والوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیے۔ حضرت حجر بن عدیؓ مولائے کائنات حضرت علیؓ کے پیروکاروں کے سردار تھے۔ ایک مرتبہ زیاد نے جمعہ کا خطبہ طویل کر دیا اور نماز جمعہ کا وقت تھوڑا رہ گیا حجر بن عدی نے زیاد کی طرف ایک کنکر پھینکا اور کہا کہ نماز جمعہ کا وقت جا رہا ہے۔ زیاد کو بہانہ مل گیا اس نے امیر معاویہ کو خط لکھا کہ حجر میرے لیئے نا قبل برداشت ہے ہو گیا ہے۔ چنانچہ امیر معاویہ نے حکم دیا کہ حجر اور اسکے ساتھیوں کو آہنی زنجیروں میں جکڑ کر شام بھیج دو۔ چنانچہ حجر اور انکے گیارہ ساتھیوں کو جکڑ کر شام بھیج دیا گیا۔ امیر معاویہ نے حجر اور انکے ساتھیوں کو بغیر کسی جرم کے ناحق قتل کر دیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حجر بن عدیؓ کی رہائی کی کوشش :

زیاد نے حجر بن عدیؓ کو عراق سے گرفتار کر کے شام امیر معاویہ کے پاس بھیجا تو مدینہ منورہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کو یہ وحشت ناک خبر ملی کہ حضرت حجرؓ کو پائے بزنجیر کر کے شام میں شہید کرنے کیلیئے بھیجا گیا ہے۔ام المومنین نے اسی وقت ایک وفد تشکیل دے کر حضرت عبدالرحمن بن حارث کو انکا سربراہ بنا کر امیر معاویہ کے پاس دمشق روانہ کیا۔ام المومنینؓ نے امیر معاویہ کو حضرت حجر بن عدی کے قتل سے روکنے کیلیئے جو مکتوب بھیجا اس میں یہ لفظ تھے۔اے معاویہ اللہ سے ڈرو اور حجر بن عدی اور اسکے ساتھیوں کے قتل سے باز آجاؤ۔جب عبدالرحمن بن حارث شام پہنچے تو اس وقت حضرت حجر بن عدیؓ کو شہید کیا جا چکا تھا۔اور انکے ہمراہ انکے پانچ ساتھی بھی شہید کیئے جا چکے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حارث کے تاثرات

جب حضرت عبدالرحمن بن حارث کو معلوم ہو کہ حضرت حجر بن عدی اور انکے احباب کو محض حضرت علیؓ کی محبت کی بنا پر شہید کیا گیا ہے تو انہوں نے انتہائی دکھ کا اظہار کرتے

ہوئے معاویہ سے فرمایا کہ معاویہ تمہارا وہ حلم کہاں گیا تم نے انکو قید کیوں نہیں کیا۔آج کے بعد تمہیں کوئی عادل نہیں کہے گا تم نے بے گناہ لوگوں کو قید کے بعد قتل کیا ہے۔امیر معاویہ نے کہا تمہارے جیسے مشیر مجھے نہیں ملے۔معاذاللہ اگر مشیر نہیں ملے تو بے گناہوں کا قتل جائز ہو جاتا ہے؟ بریں عقل و دانش بیاید گریست اس واقعہ کے بعد جب یزید کیلئے جبری بیعت لینے امیر معاویہ مدینہ منورہ آئے تو ام المؤمنین نے فرمایا کہ حجر بن عدی کے بے گناہ قتل پر تمہیں خوف خدا نہیں آیا؟ اسکا جواب امیر معاویہ نے یہ دیا کہ میں اور حجر اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔

حجر بن عدیؓ کے قتل پر ام المؤمنینؓ کے تاثرات

مشہور تابعی حضرت مسروق کا بیان ہے کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبان مبارک سے سنا ہے خدا کی قسم اگر معاویہ کو معلوم ہوتا کہ اہل عراق حضرت حجر بن عدی کے قتل پر مزاحمت کریں گے تو معاویہ کبھی بھی حجر بن عدیؓ کی گرفتاری اور شہادت کا حکم نہ دیتے۔آکالۃ الاکباد جگر کھانے والی کے بیٹے نے یہ گمان کر لیا کہ اب مولی علیؓ کے بعد عرب میں جرأت و بہادری نہیں رہی اس لیئے اس نے جلیل القدر صحابی کو شہید کر

دیا۔(الاستعیاب 357) یہاں ام المؤمنین نے امیر معاویہ کی والدہ کیلئے آکلۃ الاکبار کا لفظ استعمال فرمایا کیوں کے امیر معاویہ کی والدہ ہندہ نے جنگ احد کے موقعہ پر سیدنا امیر حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔اسلیئے آکلۃ الاکبار جگر کھانے والی کہا جاتا ہے۔امیر معاویہ کا یہ فعل بھی امیر حمزہؓ کے قتل کی طرح ظالمانہ تھا۔

حجر بن عدیؓ کے قتل پر عالم اسلام کا شدید رد عمل

چونکہ حجر بن عدیؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے اور تمام صحابہ کرام انکے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے انکا احترام کرتے تھے۔انکی عبادت ریاضت اور جذبہ جہاد مشہور تھا۔اس لئے جب امیر معاویہ نے انکو شہید کیا اور بلکل بے گناہ شہید کیا تو عالم اسلام میں اس پر شدید رد عمل ظاہر کیا اکابر صحابہ اور تابعین اس سانحہ پر نہ صرف روئے بلکہ چند ایک اس غم سے وفات پا گئے۔

حجر بن عدیؓ کے قتل کا منظر : حجر بن عدیؓ کو جب بزنجیر پا کر کے امیر معاویہ کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے اسلام علیک یا امیر المؤمنین کہا امیر معاویہ نے غصے میں آکر کہا مجھے امیر المؤمنین کہتے ہو اور حکم دیا اضرب عنقہ اسکی گردن اڑادو پھر جب جلاد نے تلوار سونت لی تو حجر بن عدیؓ نے کہا مجھے دو رکعت پڑھنے کی اجازت دو۔ پھر آپ

نے دو رکعت نفل ہلکے ادا کیے۔ پھر فرمایا کہ میں نے لمبی نماز اسلئے نہیں پڑھی کہ تم کہو گے موت سے ڈر گیا۔ پھر اپنے ساتھیوں سے فرمایا ،

لا تطلقوا عني حديد ولا تغسلوا عني دماً فاني ملاق معاوية على الجادة.

میرے قتل کے بعد بیڑیاں نہ اتارنہ اور میرا خون نہ دھونا بلکہ اسی طرح دفن کرنا کیونکہ اس چمڑے پر کل قیامت کو خدا کے سامنے معاویہ سے اپنے خون کا معاوضہ طلب کروں گا۔(الاستعیاب ابن عبدالبر الکامل ابن اثیر)۔

امام ابن سیرین کا ارشاد : مشہور تابعی امام ابن سیرین جو کہ خواب کی تعبیر میں اس قدر مشہور تھے کہ امام ابو حنیفہؒ اُن سے خواب کی تعبیر پوچھتے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ قتل کے وقت دو رکعت پڑھنے کا کیا حکم ہے فرمایا کہ حضرت حبیبؓ جن کو مشرکین نے شہید کیا تھا انہوں نے بھی شہادت کے وقت دو نفل ادا کیئے تھے۔ اور حجر بن عدی جن کو معاویہ نے شہید کیا تھا انہوں نے بھی دو نفل ادا کیئے تھے۔ اور یہ ہستیاں افضل صحابہ میں ہیں۔(الاستعیاب ابن عبدالبر صفحہ نمبر 356)۔

امیر معاویہ کا وقت اخیر : امام ابن سیرینؒ کا یہ بیان بھی ابن اثیر الجزری نے الکامل فی التاریخ کے صفحہ نمبر 488 پر نقل کیا ہے ،

قال ابن سيرين بلغنا ان معاوية لما حضرته الوفاة جعل يقول يومي منك يا حجر طويل.

امام ابن سیرین نے فرمایا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ وفات کے وقت امیر معاویہ کہتے تھے اے حجر بن عدی تیری وجہ سے آج میری موت کا دن لمبا ہو گیا ہے۔ اللہ غنی۔

حجر بن عدیؓ اور انکے قتل کی اصل وجہ : امیر معاویہ نے جن لوگوں کو حجر بن عدیؓ اور انکے ساتھیوں کے قتل پر مامور کیا انکے نام مندرجہ ذیل ہیں صعد بن فیاض القضاعی، حصین بن علی الکلابی، ابو شریف البلدی یہ سرکاری لوگ تھے انہوں نے کہا کہ تم لوگ یعنی حجر بن عدیؓ وغیرہ علیؓ پر لعنت اور تبرا کرو ہم تم کو چھوڑ دیں گے کیوں کے ہم کو اوپر سے یہی حکم ملا ہے۔ حجر بن عدی اور انکے ساتھیوں نے کہا کہ ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ اسکے بعد حضرت حجر بن عدیؓ اور انکے پانچ ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا۔ الکامل فی التاریخ ابن اثیر صفحہ نمبر 487 حجر بن عدی اور انکا جرم حضرت علیؓ کی محبت تھی اور انپر لعنت سے انکار تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے امیر معاویہ کی حضرت علیؓ سے کس قدر دشمنی تھی۔ کیا یہ دشمنی خطائے اجتہادی تھی۔ جس پر امیر معاویہ کو ڈھیروں ثواب ملا۔ کیا یہ وہی علیؓ نہیں جن پر نماز میں درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

حجر بن عدیؓ کے قتل پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا رونا

حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بازار میں تھے کہ انہیں حجر بن عدیؓ کی موت کی اطلاع ملی تو ان پر اسی وقت گریہ طاری ہو گیا اور انہوں نے چادر میں منہ لپیٹ کر رونا شروع کر دیا۔(الاستعیاب صفحہ نمبر 356)۔

حضرت ربیع بن زیاد الحارثی حضرت حجر بن عدیؓ کا سن کر وفات پاگئے

حضرت ربیع بن زیاد الحارثی حضرت حجر بن عدیؓ کا سن کر وفات پاگئے : ربیع بن زیاد الحارثی امیر معاویہ کی طرف سے حراسان کے گورنر تھے جب انہیں خبر پہنچی کہ حجر بن عدی کو معاویہ نے قتل کر دیا ہے تو انہوں نے دعا کی یا اللہ اگر ربیع کا کوئی عمل تیرے دربار میں مقبول ہے تو تو اسے فوراً اپنے پاس بلا لے اور دیر نہ کر تو اسی وقت انکی وفات ہو گئی۔(الاستعیاب ابن عبدالبر صفحہ نمبر 358 الکامل فی التاریخ ابن اثیر جزری صفحہ نمبر 489)

حضرت حسن بصریؒ کی بد دعا : مشہور تابعی مبارک بن فضالہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ کی زبان سے سنا ہے جب وہ امیر معاویہ کے ہاتھوں حجر بن عدی اور انکے ساتھیوں کا قتل کا ذکر فرماتے تو اس طرح بد دعا کرتے ویل

لمن قتل حجراواصحاب حجر ہلاکت اور بربادی ہے اس کیلئے جس نے حجر بن عدیؓ اور اسکے ساتھیوں کو شہید کیا(الاستعیاب صفحہ نمبر357)

امام احمد بن حنبلؒ کا بیان : امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں میں نے مشہور تابعی یحیٰ بن سلیمان سے سوال کیا کہ آپ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حجر بن عدیؓ مستجاب الدعوات صحابی رسول تھے۔انہوں نے جواب دیا بے شک وہ مستجاب الدعوات اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کرام میں سے تھے۔(الاستعیاب صفحہ نمبر 357)

خلاصۃ الکلام : امیر معاویہ جب مدینہ منورہ آئے توانہوں نے اہل مدینہ کو ڈرادھمکا کر یزید کی بیعت کیلئے آمادہ کیااور خصوصاًاہل بیت اور بنی ہاشم پر بہت زیادہ سختیاں کیں۔جبری بیعت کے بعد جب امیر معاویہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے توام المومنین سخت ناراض تھیں۔اورام المومنین نے امیر معاویہ سے جو تین سوال کیئے وہ تین خون ناحق اور قتل کے معاملہ میں تھے۔

پہلا سوال قتل حسینؓ اور انکے رفقاء کے متعلق تھا۔دوسرا سوال اپنے بھائی محمد بن ابو بکرؓ کے قتل کے متعلق تھا۔تیسرا سوال حجر بن عدیؓ اور انکے رفقاء کے متعلق تھا۔ان میں سے

دو ہستیاں تو پہلے ہی امیر معاویہ کے ہاتھوں قتل ہو چکی تھیں لیکن تیسری شخصیت یعنی سیدنا حسینؓ اور ان کے رفقاء کے متعلق امیر معاویہ نے انکار کیا لیکن یہ انکار دل سے نہیں فقط زبان سے تھا۔ اگر دل سے امیر معاویہ ان حضرات کو راستہ سے ہٹانا نہیں چاہتے تھے تو پھر مکہ مکرمہ میں باقاعدہ گرفتار کر کے ان کو قتل کی دھمکی کیوں دی اس بات کو سمجھنے کیلئے آنے والے صفحات کا مطالعہ مفید ہو گا لیکن اس سے پہلے حضرت حجر بن عدیؓ کی ایک زندہ جاوید کرامت ملاحظہ کریں۔

حجر بن عدیؓ کی کرامت : 2013 میں دہشت گرد ناصبیوں نے حضرت حجر بن عدیؓ کے مزار کی بے حرمتی کر کے آپ کے مزار کو شام میں جب شہید کیا تو ان ہی خارجیوں نے آپ کے جسم پاک کو 1400 سال بعد جب قبر سے نکالا تو آنکھوں میں چمک اور جسم مبارک تروتازہ تھا۔ اور پھر آپ کا دیدار انٹرنیٹ پر کروڑوں انسانوں نے کیا اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ زندہ اور شہید ہونے کی وجہ سے انکے جسم اطہر کی ڈیڑھ ہزار سال تک اللہ تعالی نے حفاظت فرمائی۔ رضی اللہ عنہ و عن رفقائہ. اور پھر توہین کرنے والے دشمنوں نے انکے چہرہ اور جسم کو انٹرنیٹ پر دیکھا کر ثابت کیا کہ دشمن سے بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کروانے والا اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حصہ دوم:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر معاویہ کی مکہ مکرمہ میں امام حسین علیہ السلام کو قتل کی دھمکی :

ابن اثیر الجزری اپنی شہرہ آفاق کتاب الکامل فی التاریخ صفحہ ٤٩٣ میں لکھتے ہیں کہ اہل مدینہ سے اپنے بیٹے یزید کیلئے امیر معاویہ جبری بیعت لینے کے بعد مکہ مکرمہ پہنچے مدینہ منورہ میں امیر معاویہ کے رویے سے تنگ آکر سیدنا امام حسین علیہ السلام، سیدنا عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، مکہ شریف تشریف لے جاچکے تھے۔ جب امیر معاویہ مکہ آئے تو سب سے پہلے یہی حضرات یہ امید لے کر امیر معاویہ سے ملے کہ شائد امیر معاویہ نے یزید کی ولیعہدی کے سلسلہ میں اپنا نظریہ تبدیل کر لیا ہو، اور امت مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر تدبیر سوچی ہو۔ چنانچہ ملاقات کے بعد امیر معاویہ کا رویہ مدینہ منورہ والے طرز عمل سے مختلف تھا۔ امیر معاویہ ان حضرات کو احترام سے ملے اور ہر روز دعوتیں کرنے لگے، تب یہ حضرات معاملہ کی طے تک پہنچے اور ایک دوسرے کو کہا کہ معاویہ کی یہ دعوتیں تمہارے احترام کی وجہ سے نہیں بلکہ یزید کیلئے بیعت حاصل کرنے کا حیلہ ہے۔ لہٰذا اپنا جواب تیار رکھو۔ چنانچہ حج کے بعد ایک دن امیر معاویہ نے ان

حضرات کو بلا کر کہا دیکھو میں نے تمہاری کس قدر عزت کی ہے۔اور تم سے کس قدر اچھائی کی ہے ،یزید تمہارا اپنا آدمی ہے لہٰذا اس کی بیعت کر لو۔حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، فرمایا کہ معاویہ تم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ،اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر چلو اور یہ مسئلہ شوریٰ کے سامنے رکھ کر حل کرو۔ امیر معاویہ نے پوچھا کہ تم لوگوں کی بھی یہی رائے ہے جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ہے،سب نے کہا ہمارا بھی یہی موقف ہے جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے پیش کیا ہے۔اس پر امیر معاویہ غصہ میں آ گئے،اور پھر جو کہا وہ ابن اثیر جزری کے بیان سے پڑھیں۔

واني قائم بمقالة فاقسم بالله لئن رد على أحد كلمة في مقامي هذا لا ترجع إليه كلمة غيرها حتى سبقها السيف إلى رأسه فلا يبقين إلا على نفسه .

ترجمہ: میں تم سے خدا کی قسم کھا کہ کہتا ہوں اگر تم میں سے کسی نے کوئی بات بھی کی تو اس کی بات ختم ہونے سے پہلے تلوار اس کا سر تن سے جدا کر دے گی پھر صرف اس کا دھڑ رہ جائے گا۔پھر امیر معاویہ نے سیدنا امام حسین علیہ السلام اور انکے رفقاء کی گرفتاری کیلئے پولیس کے سب سے بڑے افسر کو حکم دیا اس آرڈر کے الفاظ بھی ذرہ غور سے ملاحظہ کریں۔

ثم دعا حرسه بحضرتهم فقال أقم على رأس كل رجل من هؤلاء رجلين و مع كل واحد سيفان ذهب رجل منهم يرد على كلمة بتصديق او تكذيب فيضرباه بسيفها ثم خرج و خرج معه حتى رقي المنبر (الكامل في التاريخ صفحه رقم ٤٣٩)

ترجمہ: امیر معاویہ نے اپنے باڈی گارڈ کو بلا کر ان حضرات کے سامنے آرڈر دیا کہ ان چاروں میں سے ہر ایک پر پولیس کے دو آدمی تلواروں سے مسلح کر دو، اگر ان میں سے کوئی بھی میری تائید یا تردید کی کوئی بات بھی زبان سے نکالے تو دونوں پولیس والے تلوار کے ذریعہ اس کی گردن اڑادیں۔ پھر اسی حالت میں ان حضرات کو گرفتار کر کے پولیس کے جھرمٹ میں خانہ کعبہ آکر منبر پر چڑھ کر معاویہ نے جو تقریر کی وہ بھی پڑھیے۔

کعبۃ اللہ میں امیر معاویہ کی تقریر :

خطب معاوية و قال هؤلاء الرهط سادة المسلمين و خيارهم ل يبيت امر دونهم و لا يقضىٰ الا عن مشورتهم و انهم قد رضوا و بايعوا ليزيد فبايعوا على اسم الله فبايع الناس و كانوا يتربصون و بيعة هؤلاء النفرثم ركب رواحله فانصرف إلى المدينة فلقى الناس اولئك النفر فقالوا لهم زعمتم انكم لا تبايعون فلم رضيتم و اعطيتم و بايعتم قالوا والله ما فعلنا فقالوا إمامنعكم ان تردو على الرجل قالوا كادنا وخفنا القتل .

ترجمہ: کعبۃ اللہ کے سامنے امیر معاویہ نے منبر پر چڑھ کر یہ تقریر کی کہ یہ لوگ یعنی امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سردار اور انکے محبوب ترین پیشوا ہیں انکے بغیر کوئی فیصلہ درست نہیں ہو سکتا اور انکے مشورے کے بغیر کوئی امر حل نہیں ہو سکتا ان حضرات نے دل کی خوشی سے یزید کی بیعت کر لی ہے۔ لہذا تم سب لوگ بسم اللہ کر کے یزید کی بیعت کر لو۔ اس پر

سب لوگوں نے بیعت کرلی تمام لوگ ان حضرات کے منتظر تھے کہ یہ حضرات جو کہیں گے اس پر عمل کریں گے۔اس کے بعد امیر معاویہ ایک ہزار شامی لشکر لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوگے۔امیر معاویہ کے جانے کے بعد یہ لوگ ان حضرات کی خدمت میں آئے اور آ کر کہا کہ آپ حضرات نے ہمارے سامنے کہا تھا کہ ہم یزید کی بیعت ہر گز نہیں کریں گے تو پھر آپ حضرات نے یزید کی بیعت کیسے کرلی اور اس بیعت پر آپ حضرات نے اپنی رضا مندی بھی ظاہر کر دی۔ان حضرات نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کی بیعت نہیں کی لوگوں نے کہا کہ آپ نے امیر معاویہ کی تردید کیوں نہیں کی ان حضرات نے کہا کہ معاویہ نے ہمیں دھوکہ دیا ہے اور ہمیں اپنے قتل کا خوف تھا۔یعنی لوگوں کو علم نہ تھا کہ امیر معاویہ نے انکو گرفتار کیا ہے،اور قتل کی دھمکی دی ہے۔یزید کی جبری بیعت کا مکہ شریف میں یہ واقعہ تھا جس سے ہر انسان خود اندازہ کر سکتا ہے کہ معاملہ کیا تھا۔کیا معاویہ کا یہ خطبہ کعبۃ اللہ میں سچ تھا مقام غور ہے۔ **سوال نمبر ۲ اور ۳ کے جواب کا خلاصہ** : قارئین گزشتہ صفحات میں سائل کے سوال نمبر 2 اور سوال نمبر 3 کا نہایت تفصیل سے جواب دیا گیا ہے۔سوال نمبر ۲ کا خلاصہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سارے

مسلمانوں کواس کے ہاتھ لگادیا۔اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں یہ نہیں آیا کہ حسن علیہ السلام معاویہ سے بیعت کرے گا بلکہ یہ آیا ہے کہ اس میرے بیٹے کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہ صلح کر کے خون ریزی سے محفوظ رہیں گے ۔ گویا خون ریزی کروانے والا معاویہ ٹھہرا اور خون ریزی سے حفاظت کرنے والے امام حسن علیہ السلام ٹھہرے۔اس میں بیعت یا فضیلت معاویہ کا کوئی ذکر نہیں اسی طرح بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں مصالحت کا ذکر ہے اس میں بھی یہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا(ترجمہ)معاویہ نے ناحق میرے ساتھ جھگڑا کیا ہے حالانکہ خلافت میرا حق ہے اس کا نہیں۔

سوال نمبر ۳ کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں گروہ مسلمان تھے لہذا امیر معاویہ کی فضیلت ثابت ہو گئی ہم مانتے ہیں کہ معاویہ کے ہمراہ لوگ مسلمان تھے مگر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باغی تھے اور امیر معاویہ بھی باغی تھے۔جیسا کہ اہل سنت کی کتابوں سے ہم نے ثابت کیا ہے۔ صلح کے بعد اور امام حسن علیہ السلام کی دست برداری کے بعد امیر معاویہ یقیناتوبہ کر کے ایک صالح امام اور خلیفہ بن سکتے تھے۔اور خدا نے انکو یہ موقعہ دیا تھا مگر افسوس صد افسوس کہ انھوں نے امام حسن علیہ السلام سے جن شرائط پر حکومت لی تھی ان میں سے ایک شرط بھی پوری نہ کی اور ظلم ستم سے خلافت راشدہ کو ختم کر کے ملوکیت کا ایسا نظام پیش کیا جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے بدنما داغ بنا اور پھر آج تک مسلمانوں کو خلافت راشدہ نصیب نہ ہوئی۔

معاہدہ کے پیرا گراف :

اب قارئین کی توجہ کیلئے اس معاہدہ کی تمام شقیں ہم دوبارہ تحریر کرتے ہیں جس کی تفصیل بیان کر کے گزشتہ صفحات میں ہم نے بتایا کہ میثاق کو کس طرح قطع کیا گیا۔

شق نمبر 1 : بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ . هذا ما صالح عليه حسن ابن علی رضی الله عليه معاوية بن سفيان صالحه على ان يسلم إليه ولاية المسلمين على ان يعمل فيها بكتاب الله تعالى و سنة رسول الله ﷺ وسيرة الخلفاء الرشدين المهديين .

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔یہ معاہدہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن سفیان میں ہوا ہے جس کی بناپر صلح کی گئی ہے۔امام حسن علیہ السلام نے اس شرط پر مسلمانوں کی حکومت کا والی معاویہ کو بنایا ہے کہ وہ اپنے دور حکومت میں کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے گا۔اور خلفاءراشدین کے طریقہ پر چلے گا۔جو کہ ہدایت والے اور راہ یافتہ تھے۔

شق نمبر ۲ : وليس لمعاوية بن سفيان ان يعهد إلى احد من بعد عهداً بل يكون الامر من بعده شوريٰ بين المسلمين.

اور معاویہ بن سفیان کو کوئی حق نہیں ہو گا کہ اپنے بعد کسی کو ولی عہد مقرر کرے بلکہ حکومت مسلمانوں کے شوریٰ سے گی۔(یعنی جس کو ارباب حل وعقد چن کر منتخب کریں گے وہی خلیفہ ہو گا۔)

شق نمبر3 :و علی الناس امنون حیث کانو من ارض اللہ تعالیٰ فی شامھم و عراقھم و حجازھم و یمنھم

.ترجمہ: اور اس بات پر بھی معاہدہ ہوا کہ اللہ کی زمین میں لوگ معاویہ کے دور حکومت میں امن میں رہیں گے خواہ وہ شام میں ہوں عراق میں ہوں خواہ حجازی ہوں یا یمنی ہر جگہ معاویہ کی حکومت لوگوں کے مال وجان وعزت کی حفاظت کرے گی۔

شق نمبر4 :معاویہ سے یہ معاہدہ بھی ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب اور انکے گروہ کے لوگ جہاں بھی ہوں معاویہ انکے مالوں جانوں اور انکی عورتوں اور انکی اولاد کی حفاظت کریں گے۔

شق نمبر 5 :و علی معاویہ بن سفیان بذالك عھداللہ و میثاقه

.ترجمہ:اور اس عمل کے لئے معاویہ سے اللہ کے نام پر پختہ وعدہ اور میثاق لیا جاتا ہے۔

شق نمبر 6:و ان لا يبتغي للحسن بن علي رضی اللہ عنہ ولا بأخيه الحسين عليه

السلام ولا لاحد من بیت رسول ﷺ عائلة سراً ولا جهراً ولا یخیف احداً منهم فی افق من الافاق.

ترجمہ: اور معاویہ بن سفیان سے اس بات پر بھی معاہدہ ہوا کہ معاویہ حسن اور حسین سلام اللہ علیہما اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرد کے ساتھ کوئی دھوکہ دہی اور فریب کاری کا کوئی معاملہ نہیں کرے گا۔نہ پوشیدہ اور ظاہر اور نہ ہی حسن و حسین سلام اللہ علیہما کو اور اہل بیت کو کسی مقام پر ڈرا دھمکا کر خوف زدہ کرے گا۔

شق نمبر 7 :أشهد علیه فلان و فلان و كفى بالله شهیداً.

ترجمہ : اس پر فلاں فلاں گواہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔(الصواعق المحرقہ ابن حجر مکی صفحہ 210 دار الکتب بیروت).

قارئین وناظرین ہم آخر میں یہ سات شقیں معاہدہ کی ذکر کر دی ہیں تاکہ گزشتہ صفحات کو آپ دوبارہ مطالعہ کر کے یہ معلوم کریں کہ ان شقوں میں سے کسی ایک پر بھی امیر معاویہ نے عمل نہیں کیا بلکہ اس معاہدہ کی دھجیاں اڑا کر آنے والے دور کے لئے مصائب کے پہاڑ کھڑے کر دیئے اور آج تک مصائب و ملوکیت کے منحوس سائے امت مسلمہ کیلئے روگ بنے ہوئے ہیں۔

سوال نمبر 4: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری چالیس احادیث میری امت تک پہنچائیں اللہ تعالی اسے فقیہ بنا کر اٹھائے گا۔اور میں قیامت کے دن اسکی شفاعت کروں گا (مشکوۃ) آپ نے یعنی معاویہ نے ایک سو تریسٹھ احادیث روایت کیں۔

اس سوال کے جواب میں یہ امر ملحوض رہے کہ امیر معاویہ نے ثقہ صحابہ سے روایت کیں لہذا اگر خود امیر معاویہ اگر مجروح قابل جرح تھے مگر جن ثقات سے رویت کیں وہ قابل اعتماد اور ثقہ تھے۔لہذا یہ روایت دینا جائز ہے۔اسی معاویہ نے مجروح ہونے کے باوجود آگے ثقات سے روایت بیان کیں یہ بھی اصول احادیث میں جائز ہے کہ ثقات مجروح سے روایت کر سکتے ہیں جبکہ مجروح راوی ثقات سے روایت کرے یہ تمام باتیں علماء اسمائے رجال اور علماء اصول احادیث کے نزدیک ثابت ہیں۔

سوالنمبر 4 کا جواب: سائل نے صرف مشکوۃ شریف صفحہ نمبر ۳۶ کا حوالہ دے کر سوال کر دیا مگر اصل احادیث دیکھنے اور عربی الفاظ نقل کرنے اور اس حدیث کی سند کے متعلق صاحب مشکوۃ نے خود تبصرہ کیا ہے۔اس سے مکمل چشم پوشی کی ہے۔کسی بھی حدیث کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اس کا حوالہ اور سند ضروری

ہے۔اس کے الفاظ روایت کے لحاظ سے غور کرنا اور روایت کے لحاظ سے تفکر کرنا نہایت اہم بات ہے۔سائل نے مشکوۃ شریف صفحہ 36 کا حوالہ دیا ہے لیکن باب کا حوالہ نہیں راوی کا نام نہیں صاحب مشکوۃ امام ولی الدین رحمۃاللہ علیہ کا طریقہ اور دستور یہ ہے کہ وہ عن لکھ کر پہلے راوی کا نام لکھتے ہیں۔ پھر آخر میں جس کتاب سے وہ حدیث نقل کی ہے اس کا نام ضرور درج کرتے ہیں۔ لیکن سائل نے راوی کا نام اور کتاب کا حوالہ دونوں ہضم کر لئے کیا یہ علمی خیانت نہیں اگر علمی تحقیق کا یہی معیار ہے تو مشکوۃ شریف سے حدیث روایت کرتے وقت راوی اور کتاب دونوں کا نام خذف کیا جائے اور اس حدیث پر مصنف نے جو جرح کی ہے وہ بھی گول کر دی جائے اور باب اور فصل لکھنے سے بھی گریز کیا جائے اور پھر حدیث کا ترجمہ بھی غلط کیا جائے کیا اس سے کوئی دین کی خدمت ہو سکتی ہے۔یا کسی مسئلہ کا حل سامنے آ سکتا ہے۔ ہر گز نہیں یہ طریقہ مکمل دھوکہ دہی کے مترادف ہے۔اب ہم حدیث کا عربی متن مکمل درج کر کے یہ ثابت کریں گے کہ یہ حدیث نہ صرف محدثین کے نزدیک ضعیف ہے بلکہ محدث البانی نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے یعنی یہ حدیث جعلی ہے۔

متن حدیث:

مشکوۃشریف کتاب العلم الفصل الثالث میں یہ حدیث اسطرح ہے -وعن ابي دردا قال سئل رسول الله ﷺ ماحدّ العلم الذي إذا بلغه الرجل كان فقيها فقال رسول الله ﷺ من

حفظ على امتي اربعين حديثاً في امر يدينها بعثه الله فقيها وكنت له يوم القيامة ثافعا وشهيداً
(رواه البيهقي وقال امام أحمد ليس له اسناد صحيح).

ترجمہ: حضرت ابودرداسے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ علم کی کتنی مقدار حاصل کرنے کے بعد آدمی فقیہ بنتاہے۔جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری امت سے چالیس احادیثیں دینی مسائل کے متعلق یاد کیں قیامت کے دن اللہ اس کو فقہی بنا کر اٹھائے گا اور میں اس کے حق میں شفاعت کرنے والا اور گواہی دینے والا ہوں گا۔اس حدیث کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کر کے کہاہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگرچہ یہ حدیث لوگوں میں مشہور ہے لیکن اس کی کوئی سند صحیح نہیں ہے۔اس حدیث کی شرح میں علامہ علی قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ نمبر 235 پر لکھتے ہیں کہ امام نوی نے کہاہے۔کہ اسکی سب سندیں ضعیف ہیں۔حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں اس حدیث کی جتنی سندیں ہیں سب ضعیف ہیں۔زمانہ حال کے مشہور محدث البانی ضعیف الجامع الصغیر میں حدیث نمبر 5560 لکھ کر کہتے ہیں یہ حدیث موضوع یعنی جعلی ہے۔اسکو ابن عدی نے کامل میں درج کیاہے۔اور اس سے مشکوۃ والے صاحب نے نقل کیاہے۔

ایک تو سائل نے موضوع حدیث درج کی ہے اور بغیر حوالہ درج کی ہے۔اور دوسرا ظلم یہ کیاہے کہ حدیث کا ترجمہ بھی غلط کیاہے۔اور ترجمہ یہ کیاکہ جس نے چالیس حدیث میری

امت تک پہنچائیں حالانکہ من حفظ علی امتی کے معنی ہیں جس نے امت کے نفع کی نیت سے چالیس حدیثیں یاد کیں جب کے پہچانے کیلئے لفظ بلغ جو کہ اسی باب کی دوسری حدیث میں موجود ہے۔اس تشریح سے واضح ہوا کہ حدیث موضوع نقل کی گئی اور غلط ترجمہ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ امیر معاویہ نے چونکہ احادیث روایت کی ہیں لہذا انکو یہ درجہ ملے گا امیر معاویہ کا اس میں کوئی نام اور فضیلت نہیں۔اس لئے امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل امام نسائی اور امام اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ جو امام بخاری کے استاد ہیں ان سب کا عقیدہ یہی ہے۔کہ معاویہ کی تعریف وفضیلت میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے۔(فتح الباری شرح صحیح بخاری باب ذکر معاویہ جلد نمبر 7)(نام و نسب پیر نصیر الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر 514)۔

بنیادی سوال : بنیادی سوال یہ ہے کہ آج احادیث کی تقریبا ایک سو کتابیں ہمارے سامنے ہیں اگر کوئی ناصبی یزید کا پیروکار دشمن اہل بیت یا کوئی خارجی مولی علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان کا دشمن چالیس احادیث یاد کر لے اس کا عمل اور عقیدہ اہل بیت کی دشمنی پر استوار ہو تو کیا وہ یہ درجہ حاصل کر سکتا ہے؟ ہر گز نہیں سب سے پہلے اسکو اپنا عقیدہ اہل بیت کے طریقہ پر قائم کرنا ہو گا،تب اس کو حفظ حدیث کا فائدہ ہو گا۔اسی طرح

اگر کوئی یزیدی پارٹی کا آدمی سو حدیثیں یاد کر لیتا ہے اور اپنے ناپاک عقیدہ کے باوجود انکی تبلیغ اور عمل بھی کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا عقیدہ ہے کہ امام حسین کو یزید نے نا حق قتل نہیں کیا بلکہ امام حسین علیہ السلام نعوذ باللہ واجب القتل تھے۔ کیا اس کو یہ حدیثیں یاد کرنا اور انکی تبلیغ کرنا اس کو دنیا یا آخرت میں فائدہ دے سکتا ہے ہر گز نہیں جیسا کہ یہی ناپاک عقیدہ ابو بکر بن عربی نے اپنی کتاب العواصم من القواصم میں ظاہر کیا ہے۔ معاذاللہ۔ یزید کے باپ نے منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لعن کرنے اور سب شتم کا حکم دیا ملاحظہ ہو۔ (مسلم شریف حدیث نمبر 509) یا امام حسن علیہ السلام کی وفات پر خوشی اور شماتت کا اظہار کیا ملاحظہ ہو۔ (ابو داود حدیث نمبر 730) یا امام حسین علیہ السلام اور انکے ساتھیوں پر تلوار رکھ کر کہا کہ یزید کی بیعت کر و ورنہ تم کو قتل کر دوں گا ۔ (ملاحظہ ہو تاریخ کامل ابن اثیر) ہمارا اعتراض معاویہ کی روایت کردہ حدیث پر نہیں ہمارا اعتراض یہ ہے کہ اہل بیت کی شان میں نازل کردہ آیات قرآنی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر اہل بیت کی توہین کیوں کی۔ اب اگر وہ ہزار احادیث بھی روایت کر دیں تو فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ کہ ادب اہل بیت صرف فضائل کا مسئلہ نہیں بلکہ جز ایمان ہے۔ اور حدیث،

أنا حرب لمن حاربهم و أنا سلم لمن سالمهم.(ترمذی)

اس پر گواہ ہے۔ ترجمہ: جو اہل بیت سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔ جو ان سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے اہل بیت کی محبت فرائض سے ہے۔ یہ صرف فضیلت نہیں بلکہ فرضیت ہے۔ ایذائے اہل بیت امیر معاویہ سے ثابت ہے اور آخر تک توبہ ثابت نہیں حالانکہ مغیرہ بن شعبہ عمر بن عاص کی ندامت ثابت ہے۔

تحقیق بات : تحقیقی بات یہ ہے کہ ائمہ حدیث نے امیر معاویہ سے جو احادیث روایت کیں ہیں یہ اس زمانہ میں امیر معاویہ نے روایت کی ہیں جب آمر مطلق بن کر ڈنڈے کے زور سے حکومت پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ ورنہ دور ملوکیت میں معاویہ کی شان میں بے شمار حدیثیں گھڑی گئی جن کو علماء نے موضوع ثابت کیا اور پانی کے گلاس سے مکھی کی طرح نکال کر باہر پھینک دیا۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (امام ابن جوزی کی کتاب الموضوعات) اور ابن تیمیہ کی (منھاج السنیہ) اور پیر نصیر الدین گولڑوی کی کتاب (نام و نسب)۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ وہی احادیث دوسرے صحابہ کرام سے بھی مروی ہیں۔ لہذا اگر حدیث بیان کرنے میں امیر معاویہ خیانت کرتے تو پکڑے جاتے۔ چنانچہ ابو داؤد کتاب اللباس میں ہے۔ حضرت امام سرین فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی رویت میں معاویہ پر کوئی

تہمت نہیں کہ ناپاک جانوروں کے چمڑوں پر نماز ناجائز ہے کیوں کہ یہ حدیث دوسروں نے بھی روایت کی ہے۔امام ابن سرین کے اس قول سے پتہ چلتا ہے کہ تابعین کرام امیر معاویہ کی روایت کردہ احادیث کو دوسری روایات کی روشنی میں پرکھتے تھے۔جہاں تک روایت کا تعلق ہے تو شیعہ وغیرہ سے بھی احادیث کی روایات محدثین نے قبول کی ہیں جبکہ ان روایات کی متابعات دوسرے ثقہ اور صحیح لوگوں سے ثابت ہوں۔ ملاحظہ ہو (فتاوی رضویہ جلد نمبر 5 رضا اکیڈمی لاہور از امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

:تاریخ ابو الفد جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۰۰ اپر لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد امام ربیع کو لکھا عربی عبارت یہ ہے،

وعن شافعي انه امر الى ربيع انه لا يقبل شهادة اربعه من الصحابة و هم معاوية و عمر بن عاص و مغيرة و ذياد.

ترجمہ: امام شافعی نے امام ربیع کو حکم دیا کہ معاویہ، عمر بن عاص، مغیرہ، ذیاد کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ گواہی سے مراد حدیث کی روایت مطلب یہ کہ جب تک دوسرے صحابہ سے مروی حدیث عقائد اور حلال و حرام میں مروی نہ ہو، ان حضرات کی روایات پر اعتماد نہ کیا جائے۔ کتاب الام میں بھی امام شافعی نے یہی کہا ہے چونکہ ان حضرات نے خلیفہ راشد اور

خلیفہ صادق حضرت علی کو منبروں پر لعن کرنے کی بدعت سیئہ کو رواج دے کر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹایا لہذا ان کی روایت کردہ احادیث پر دوسرے شواہد کی ضرورت ہے۔

نجات کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حاصل کرنے کیلئے ایک صحیح حدیث کی تبلیغ کا ثواب

: سائل نے حدیث پیش کی وہ یقینا موضوع یا ضعیف ہے۔اس بات کو ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے لیکن اب ہم جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع صغیر سے ایسی صحیح حدیث نقل کرتے ہیں کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نسبت رسولی نصیب ہو تو ایک صحیح حدیث کی تبلیغ بھی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔اگر عقیدہ اور عمل خراب ہے تو ذخیرہ حدیث بھی فائدہ نہیں دیتا۔بقول شاعر

بے عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو پڑھتے ہیں بخاری

آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

حدیث صحیح : عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نضر اللہ امراءً سمع منا حدیثا فحفظہ حتی بلغہ غیرہ فرب حامل فقہ لیس بفقیۃ .

ترجمہ : حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ اس شخص کو باوقار اور بارونق رکھے جس نے ہم سے حدیث سن کر اس کو حفظ کیا پھر دوسرے تک پہنچایا۔ کیونکہ بسا اوقات اس شخص کو حدیث کی سمجھ زیادہ ہوتی ہے جس سے اس نے وہ حدیث سنی اور بسا اوقات حدیث کا راوی فقیہ نہیں ہوتا مگر اس سے سننے والا زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور امام احمد بن حنبل اور اور صاحب بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (صحیح الجامع السیوطی میں یہ حدیث نمبر 6763 ہے۔ اس ارشاد پاک سے معلوم ہوا کہ ایک حدیث صحیح کو حفظ کر کے اس پر عامل ہو کر اس کی تبلیغ کرنے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نصیب ہوتی ہے۔

امیر معاویہ کا شان علی رضی اللہ عنہ میں صحیح حدیث سن کر نظر انداز کرنا : اب ہم یہ بات نہایت افسوس کے ساتھ لکھنے پر مجبور

ہیں کہ امیر معاویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں حضرت سعد بن و قاص رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث کو سن کر نظر انداز کر دیا جس میں حضرت سعد بن و قاص رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ارشادات بیان فرمائے، جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امتیازی خصائص تھے۔

نمبر 1 : خیبر کے دن فتح کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں دینا اور قلعہ خیبر کا انکے ہاتھ پر فتح ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کل جھنڈا اس کے ہاتھ میں دوں گا جس شخص سے اللہ اور رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔

نمبر 2 : اے علی تم راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئیے اس طرح جانشین بنو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد جانشین بنے تھے۔ (نوٹ) اس جانشینی کا مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت کی جانشینی سے نہیں بلکہ یہ اس وقت فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ پاک میں اپنا جانشین بنایا، کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ

السلام کی حیات ظاہری میں جانشین بنے تھے، جبکہ موسیٰ علیہ السلام چالیس روز کیلئے طور پر گئے تھے۔

نمبر 3 : تیسرا ارشاد آیۃ مباہلہ کے نزول کے وقت عسائیوں کے مقابلہ میں آپ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جناب فاطمہ علیہا السلام حسنین کریمین علیہما پر اپنی چادر ڈال کر فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

مقام فکر : قبل غور و تفکر یہ بات ہے کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک نہیں بلکہ مختلف مواقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی تین احادیث مرفوعہ متصلہ کو جو فضیلت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق تھی امیر معاویہ کے سامنے بیان کیا ۔نمبر ا خیبر کی فتح کے متعلق مرفوعا حدیث اور حضرت علیؓ کی فضیلت۔ نمبر ۲ مدینہ پاک میں جانشینی کے متعلق حدیث فضیلت علیؓ نمبر ۳ آیہ مباہلہ کے نزول پر اپنی چادر مبارکہ نفوس قدسیہ پر ڈالنا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ظاہر کرنا۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ شاگرد تھے اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ استاد تھے۔ استاد نے شاگرد کو تین احادیث مرفوعہ متصلہ جو انھوں نے زبان پاک رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں وہ بیان کیں مگر شاگردنے تینوں ارشادات کو نہ صرف نظرانداز کیا بلکہ فرمان نبوت کے خلاف عمل کیا۔

درود ابراہیمی اور مقام اہل بیت : 20 صحابہ سے زیادہ نے درود ابراہیمی کے جو الفاظ احادیث میں روایت کیے ہیں ان سب میں اللھم صل علی محمّد و علی آل محمّد کے الفاظ روایت کیے گئے ہیں ادھر حضور صلی اللہ علیہ و سلم اپنی مبارک چادر حضرت علی پر اور جناب خاتون جنت، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام پر ڈال کر فرمارہے ہیں یااللہ یہ میرے اہل بیت ہیں اس سے بلکل عبارۃ النص سے یہ بات ثابت ہوتاہے کہ آل محمد یہی حضرات ہیں۔ اور ان پر نماز میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک درود پڑھنا سنت مو کدہ ہے۔ اور دیگر اماموں کے نزدیک واجب ہے۔ اب مقام غور و فکر یہ ہے کہ آل نبی پر صلوۃ ان سے محبت کا تقاضا کرتاہے۔ جو فرض عین ہے۔ اور لعنت اس صلوۃ کی ضد ہے کیا امیر معاویہ درود ابراہیمی کے قائل تھے؟ کیونکہ اس حدیث کو سننے کے بعد بھی انکے حکم سے انکے دور حکومت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مروان جیسے خبیث یہ فعل قبیح کرتے رہے۔ یہ بدعت سیئہ پورے ساٹھ سال جاری رہی ھجری 41 سے 100 ھجری تک۔ جب ساٹھ سال بعد جب خلیفہ راشد پنجم حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ آکر اس بدعت سیئہ کو ختم کر کے آیت مبارکہ إن الله يامر بالعدل والاحسان پڑھنے کا حکم ہر

خطبہ میں جاری کیا یہ آیت مبارکہ پارہ نمبر 14 سورۃ النحل کی آیہ نمبر 90 ہے۔ ملاحظہ ہو طبقات بن سعد جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 307۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد جو بنو امیہ ھجری ۱۳۲ تک حکمران رہے وہ بھی یہ فعل بد کرتے رہے۔ جیسا کہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے ۔شاہ عبدالعزیز نے لکھا ہے کہ محبت اہل بیت باب فضائل سے نہیں بلکہ باب فرائض سے ہے۔ جب حب اہل بیت فرض ہے تو انکے خلاف منبروں پر لعن طعن کرنا کتنا عظیم گناہ ہو گا۔ اور اگر اس اکبر الکبائر کو جائز سمجھ کر کیا تو کتنا وبال ہو گا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

ایک اہم سوال : سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کہ اس سوال پر کہ تم علی کو گالیاں کیوں نہیں دیتے (بحوالہ مسلم) تین احادیث فضائل علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بیان کیں یہ تمام احادیث سن کر سمجھ کر اور یہ جان کر کہ درود ابراہیمی میں فرمان رسالت کے مطابق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد حضرت علی خاتون جنت اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیھم اجمعین ہیں۔ پھر اس کے بعد دور امیر معاویہ اور انکے بعد ۴۱ سے ۱۰۰ ھ تک ممبروں پر مروان جیسے خبیث حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجتے رہے۔ یہ دشمنی کہاں لے جائے گی نعوذ باللہ اگر صرف یہی حدیث ذہن نشین کر لی جائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر معاویہ نماز میں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے کیا قائل تھے؟ کیوں

کہ صلوۃ نہایت محبت اور نزول رحمت من اللہ کا نام ہے۔اور لعنت اس کے مقابل غضب الٰہی کا نام ہے اور نفرت کا اظہار ہے۔

یہ کیا تضاد نہیں کہ نماز تو بغیر علی رضی اللہ عنہ اور آل علی رضی اللہ عنہ پر صلوۃ بھیجے بغیر ناقص ہو اور خارج نماز ان نفوس قدسیہ پر لعنت بھیجی جائے -نعوذ باللہ من ذالك انا للہ و انا إلیہ راجعون . کیا حضرت علی کی شان میں امام ترمذی کی صحیح حدیث امیر معاویہ تک نہیں پہنچی تھی۔

لقد عهدإلى النبی ﷺ یا علی لا یحبك إلا مؤمن ولا یبغضك الا منافق . (ترمذی حدیث نمبر 3736)

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے متعلق یہ پختہ فرمان جاری فرمایا کہ اے علی تجھ سے صرف مومن محبت کرے گا اور تجھ سے صرف منافق بغض رکھے گا۔امیر معاویہ نے اگر شان علی میں یہ صحیح حدیث سن کر انکار بھی نہیں کیا اور انکو فرمان نبوت اور لسان نبوت کے ارشادات جانتے ہوئے انکی مخالفت کر کے منبروں پر شان علی رضی اللہ عنہ کے خلاف سب و شتم جاری رکھا کیا یہ کسی صحابی کی شان ہو سکتی ہے ؟ جن کے لئے رحماء بینھم کی آیت نازل ہوئی۔

صحابہ کرام کو بدنام کرنے کا حربہ : ہم نے اس مقالہ مین جہاں بھی موقع ملاہے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ صحابہ کرام حب اہل بیت کو دینی فرض سمجھ کر ان سے محبت اور عشق جانثاری اور فداکاری سے پیش آتے تھے۔ لیکن صد افسوس بنو امیہ نے خاندانی عصبیت کو اسلام میں داخل ہو کر بھی نہ چھوڑا، اور سابقہ دشمنی کی وجہ سے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا۔ اسی خاندانی عصبیت کا نتیجہ تھا کہ واقعہ ہائلہ کربلا ظہور پذیر ہوا کیوں کہ یزید کی تربیت میں خاندانی عصبیت شامل تھی۔ لہذا بنو امیہ کے سیاہ اعمال والے افراد کو صحابیت کے پردے میں چھپا کر ناصبی فرقہ دراصل مذہب رفض کو تقویت پہنچا رہا ہے۔ کہ صحابہ کرام اہل بیت کے دشمن تھے۔ حالانکہ سو فیصد صحابہ کرام مہاجرین وانصار اصحاب بیت رضوان، بدرئین ، صحابہ احد سب کے سب نے حضرت علیؑ کی بیعت کی اور اہل بیت کے محب تھے۔ بنو امیہ پر صحابیت کی چادر ڈال کر انکے سیاہ کارنامے چھپائے نہیں جا سکتے۔

بنو امیہ کے ہیرے : بنو امیہ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ناراض تھے، چنانچہ ترمذی کتاب التفسیر حدیث نمبر 3350 حضرت یوسف بن سعد سے روایت ہے اس روایت کا ترجمہ یہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب معاویہ کے حق میں

دستبردار ہو کر حکومت معاویہ کے حوالے کر دی تو ایک شخص نے حضرت امام حسن کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ نے معاویہ سے صلح کر کے مومنون کے چہرے کالے کر دیئے ہیں۔امام حسن علیہ السلام نے فرمایا تم ایسی بات مت کرو کیوں کہ حضو پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو امیہ اپنے منبروں پر نظر آئے اور آپ بہت مغموم ہوئے۔اس وقت سورۃ کوثر نازل ہوئی کہ اآپ کو جنت کی ایک نہر عطا ہو گی جس کا نام کوثر ہے۔پھر سورۃ قدر نازل ہوئی کے آپ کے بعد بنو امیہ کو ہزار ماہ حکومت ملے گی اس ہزار ماہ سے لیلۃ القدر بہتر ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ سے لے کر ایک سو بتیس تک ہزار مہینے وہ تھے جن کو سرکار نے ناپسند کیا جن سے سرکار ناراض تھے۔بنو امیہ میں صرف دو ہی بیش قیمت ہیرے تھے۔ایک خلیفہ راشد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ راشد تسلیم کیا اور انکے دور حکومت میں بارہ سال تک مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ قاضی القضاۃ چیف جسٹس اور مشیر اعلی کے عہدے پر فائز رہے۔اور نظام خلافت میں شریک رہے۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کو ذوالنورین ہونے کا شرف ملا۔اور بیعت رضوان کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا۔اور اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ید اللہ فوق ایدیھم عثمان کے ہاتھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔(ملاحظہ ہو سورۃ فتح آیت نمبر 10 پارہ نمبر 26)۔

بنوامیہ کا دوسرا ہیرا : بنوامیہ کے کے خاندان سے دوسرا ہیرا خلیفہ راشد پنجم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پوتی کے بیٹے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تھے ۔ جنہوں نے آکر بنوامیہ کے مظالم سے اہل بیت رسول اللہ کو رہائی دلائی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے باغ فدک امیر معاویہ نے چھین کر مروان کے حوالے کیا تھا ۔ وہ واپس اہل بیت کے قبضہ میں دیا اور امیر معاویہ اور یزید نے جو اہل بیت پر مظالم کیئے ان کی تلافی کی تفصیل کیلیئے ملاحظہ ہو۔ (طبقات بن سعد جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 307 ذکر عمر بن عبدالعزیز)۔ ان دو افراد کے علاوہ بنوامیہ کے تمام افعال ایذائے رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہل بیت کی ایذا سے مملوء ہیں یہ حقیقت ہے کہ بنوامیہ کے اعمال سیئہ سے نہ صحابہ کرام کی شان کم ہو سکتی ہے ۔ اور نہ ان بد ترین کارناموں کے سبب یہ لوگ ان صحابہ کا مقام حاصل کر سکتے ہیں، جن کے سروں پر رضی اللہ عنہ کا تاج سجایا گیا۔ کیونکہ بنو امیہ کے یہ لوگ اگرچہ دعوی صحابیت کرتے ہیں لیکن سابقون الاولون کے اچھی طرح اتباع سے محروم ہیں جس کا ذکر مذکورہ آیت میں ہے پارہ نمبر 26 آیت نمبر 29 قرآن مجید سورۃ فتح کی آخری آیت میں صحابہ کرام کی یہ شان بیان ہوئی۔ رحماء بینھم وہ آپس میں حد درجہ مہربان ہیں ۔ دوسری خصوصیت صحابہ کرام کی سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۰۰ پارہ نمبر ۱۱ میں تمام صحابہ کی ایک ایک جامع تعریف بیان فرمائی گئی۔ ارشاد ہوتا ہے ۔

والسابقون الاولون من المهاجرين ولانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی الله عنهم و رضوعنه واعدلهم جنة تجری تحتها الانهار خالدین فیها ابدا ذالك الفوز العظیم.

ترجمہ: سب سے آگے آگے اور سب سے پہلے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنہوں نے پیروی کی اللہ تعالی ان سے راضی ہو گیا، اور وہ اللہ تعالی سے راضی ہو گئے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں انکے لئے باغات بہتی ہیں انکے نیچے ندیاں رہیں گے ان میں ہمیشہ تک یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس آیت مبارکہ کا آخری جملہ نہایت ہی قابل توجہ اور قابل غور و فکر ہے۔ والذین اتبعوھم باحسان فرمایا کہ سابقون اولون مہاجرین و انصار کے سروں پر رضی اللہ عنہ کا تاج سجایا گیا ہے۔ لیکن اسکے بعد جو بعد میں ایمان لائے انکو یہ مقام اس وقت ملے گا جب ان سابقون کی مکمل پیروی کریں گے۔ ان دونوں آیتوں کو بغور پڑھنے اور ان میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو امیہ کے وہ افراد جن کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی لیکن اہل بیت کو دکھ دے کر وہ اتباع سے محروم ہو کر صحابیت کا درجہ ضائع کر بیٹھے ان میں ابو غادیہ بھی تھا۔ جو صحابی ہونے کے باوجود حضرت عمار کا قاتل بنا۔ اور احادیث بھی روایت کرتا تھا لیکن اس کے متعلق صحیح حدیث سے ثابت ہوا قاتل العمار و سالبہ فی النار عمار کا قاتل اور اس کا سامان لوٹنے والا جہنم میں جائے گا۔ اسی طرح امیر معاویہ کا گورنر بسر بن ارطاۃ بھی حدیثیں روایت کرتا تھا لیکن لیکن امیر معاویہ کے حکم سے اس نے بے شمار لوگوں کو قتل کیا صرف اس جرم میں

کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامی تھے۔ خصوصا عبید اللہ بن عباس کے دو بچوں کو ظلم سے شہید کیا اور ایک سال تک انکی والدہ انکی قبروں پر روتی رہی۔ اور ذہنی توازن کھو بیٹھی۔ بسر کے متعلق محدث دار القطنی کہتے ہیں له صحبة وليس له استقامة بسر کی صحبت ثابت ہے لیکن صحابیت پر استقامت نہیں۔ اسی طرح مروان کا باپ حکم بن عاص جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرتا تھا۔ اور اسکو سرکار نے مدینہ پاک سے نکال دیا۔ اور فرمایا لعن الله الحكم وما ولد (مستدرک حاکم) اللہ کی حکم بن عاص اور اسکی اولاد پر لعنت ہو۔ اسی کا بیٹا مروان امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ اور ہر جمعہ کے خطبہ میں اہل بیت کو گالیاں دیتا تھا۔ مستدرک کی یہ روایت صحیح اور گزر چکی ہے۔ یہ سب امیر معاویہ کے کارندے عامل اور گورنر تھے۔ تو پھر غور کا مقام ہے کہ امیر معاویہ نے اپنی صحابیت کی کیا درگت بنائی۔ امیر معاویہ نے بزور شمشیر مسلمانوں پر غلبہ حاصل کیا خلافت علی رضی اللہ عنہ منہاج النبوۃ کو ختم کیا۔ ملک عضوض کو رائج کیا لہذا قرآن کی تعریف صحابیت سے وہ خارج ہو گئے کیوں کہ وہ مؤلفۃ القلوب سے تھے انکو اتباع باحسان سے ہی یہ درجہ مل سکتا تھا لیکن اتباع باحسان کو ترک کر کے وہ اس بلند مقام سے محروم ہو گئے۔

چونکہ سوال نمبر ۴ میں سائل امیر معاویہ کی حدیث دانی اور حدیث روایت کرنے کے متعلق بات کی تھی اس لئے ہم نے تفصیلا یہ جواب دیا لیکن بات یہاں پر ختم نہیں ہو جاتی آئندہ اوراق میں پہلے ہم یہ بات ثابت کریں گے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امیر

معاویہ سے ناراض ہوئے اگرچہ انکو حضرت عمرؓ کے زمانے میں کسی مجبوری کی بناپر شام کا امیر بنایا گیا انکے بڑے بھائی یزید بن ابی سفیان کی وفات پر انتظامی معاملات کی وجہ سے انہیں شام کا عامل بنایا گیا۔اس وقت تک معاویہ کے اعمال درست تھے۔

نمبر 1 : کسی مصلحت کے تحت جب کسی انسان کی برائی ظاہر نہ ہو اسکو کسی منصب پر فائز کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے چنانچہ ان جاء کم فاسق بنبا کی تفسیر میں ہے کہ ولید بن عقبہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا اور انہوں نے غلط بیانی کی اور قرآن انکے خلاف نازل ہوا۔

نمبر 2: اسی طرح عبداللہ نامی شخص کو کاتب وحی مقرر کیا اور وہ مرتد ہو گیا۔ نعوذ باللہ۔

نمبر 3 : اسی طرح آپ نے ایک نو مسلم عیسائی کو کاتب وحی مقرر کیا وہ مرتد ہو گیا۔اور مرنے کے بعد زمین نے اسکو قبول نہیں کیا۔(ملاحظہ بخاری شریف) کیوں کہ سرکار نے فرمایا تھا کہ اس خبیث کو زمین قبول نہیں کرے گی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے مگر آپ نے ان معاملات میں ایسے لوگوں کو مقرر فرما کر یہ اشارہ دیا کہ جب تک کسی کی برائی معلوم نہ ہو اس کو منصب دینا جائز ہے۔یہ حضوپاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی اور ان بد بختوں کی شقاوت تھی وہ مردود بارگاہ رسالت ہو گئے۔

نمبر 4 :اسی طرح خطوط لکھنے پر عارضی طور پر معاویہ کا مقرر سرکار نے خود فرمایا اور اسی اعتماد کو لے کر فاروق اعظم نے معاویہ کو شام کا گورنر بنایا لیکن جو کچھ امیر معاویہ نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں کیا اس سے حضرت عمرؓ ہرگز خوش نہ تھے لیکن پورے ملک پر جبری قبضہ کرنے کے بعد انہوں نے جو کچھ کیا لفظ صحابی کی مکمل نفی تھی اور توہین تھی۔

امیر معاویہ سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی

(طبقات بن سعد مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت جلد نمبر 7)(صاحب ترجمہ کا نمبر 2944 عاصم ابوالنصر بن عاصم لیثی)

قال أخبرت عن ابي مالك كثر بن يحيى البصري قال حدثنا غسان بن مضر قال حدثنا سعيد بن يزيد عن نصر بن عاصم الليثي عن أبيه قال دخلت مسجد رسول الله صلى الله عليه و أصحاب النبى صلى الله عليه و سلم يقولون نعوذ من غضب الله و غضب رسوله قلت ما هذا قال معاوية مر قبيل أخذ بيد ابيه و رسول الله صلى الله على المنبر يخرجان من المسجدفقال رسول الله ﷺ فيهما قولاً.

سند کا ترجمہ: نصر بن عاصم لیثی اپنے باپ ابو نصر بن عاصم لیثی باسناد روایت کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا اور میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہ کہ رہے تھے ہم اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے پناہ مانگتے ہیں میں نے کہا کیا بات ہوئی ہے صحابہ کرام نے ابو نصر لیثی کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر

معاویہ اور اسکے باپ کے متعلق کوئی بات فرمائی تھی جس کے بعد معاویہ اپنے باپ کو لے کر مسجد سے باہر نکل گیا۔

وہ کیا بات تھی: ناظرین طبقات بن سعد میں جو روایت بالاسناد بیان ہوئی اس کا ترجمہ ہم نے لکھ دیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی بات فرمائی جس کی وجہ سے معاویہ اور ابو سفیان کو پریشانی ہوئی۔ اور وہ مسجد سے نکل گئے ۔کیونکہ صحابہ کرام کی بات بتاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار کیا، صرف معاویہ اور ابو سفیان کے متعلق ہی فرمایا تھا۔ اب وہ بات کیا تھی اس کیلئے ابو نصر عاصم الیثی کا ترجمہ: یعنی انکے حالات جب دیکھے گئے تو پتہ چلا کہ امیر معاویہ کو مسجد میں دیکھ کر کیا فرمایا تھا۔ اس کیلئے ملاحظہ ہو طبرانی کبیر کی روایت۔ امام طبرانی لکھتے ہیں ہمارے سامنے عبد الرحمن بن حسن مابوری تستری نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہمارے سامنے عقبہ بن سنان الدارع نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمارے سامنے غسان بن مفر نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہمارے سامنے سعید بن یزید ابی مسلم نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہمارے سامنے نصر بن عاصم لیثی نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں میرے سامنے میرے باپ ابو نصر عاصم لیثی نے حدیث بیان کی ابو نصر عاصم لیثی کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا نعوذ من غضب اللہ و غضب

رسوا ہم اللہ کے غضب اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے پناہ چاہتے ہیں

۔ قلت ماذا میں نے کہا کیا ہوا ہے۔

قالو قال رسول الله ﷺ يخطب على منبره فقام رجل فاخذ بيد ابنه فاخرجه من المسجد فقال رسول الله ﷺ لعن الله القائد والمقود ويل لهذا يوما لهذه الامة من فلان ذى الاستاه.

ترجمہ: لوگوں نے ابو نصر عاصم لیثی کو بتایا کہ رسول پاک صل اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور اس کو لے کر مسجد سے باہر نکل گیا رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت اس پر جو آگے ہے اور جو اسکے پیچھے ہے۔ ایک وقت آئے گا اسکی وجہ سے میری امت کی تباہی ہو گی وہی شخص ہے جو موٹے چوتڑوں والا ہے (موٹی سرین والا ہے)۔

اضافی توضیحات : ناظرین یہ المعجم الکبیر محدث حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی المتوفی 360ھ کی عبارت ہے جو ہم نے پیش کی ہے۔ ہمارے سامنے قاہرہ کا طبع شدہ نسخہ ہے، جسکو مکتبہ ابن تیمیہ نے شائع کیا ہے۔ اور حمدی عبد المجید سلفی نے اس کو ایڈٹ کیا ہے۔ اور حدیث کا نمبر 465 ہے اور ایڈٹ کرنے والے نے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ روایت عاصم لیثی کی جو صفحہ نمبر 465 ہے اسکو مجمع الزوائد جلد نمبر 5 صفحہ نمبر ۲٤۲ نے ذکر کیا ہے۔ اور کہا کہ اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دار

ابن تیمیہ والے سلفی حضرات نے بھی مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ابو نصر عاصم لیثی کی روایت صحیح اور ثقہ ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی کی تصدیق :اس کے بعد جب ہم نے امام ابن حجر عسقلانی شارح بخاری کی احوال صحابہ پر شرح آفاق مستند کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں عاصم لیثی کے حالات دیکھے تو واہاں پر ابن حجر عسقلانی المتوفی 852 ہجری نے مندرجہ ذیل تصریح فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ جلد نمبر 2 (عاصم)

وروى البغوي من طريق نصر بن عاصم الیثي عن أبيه قال قال رسول الله ﷺ ويل لهذه الامة من فلان ذي الاستاه قال البغوي ولا ادري له صحبة ام لا قلت قدأخرجه الطبراني من الوجه الذي أخرج منه البغوي فزاد في أوله ما يدل على صحبته و هو قوله دخلت المسجد المدينة و أصحاب رسول الله صلى الله عليه و سلم يقولون نعوذ باالله من غضب الله و غضب رسوله قلت لما ذالك قالوا كان يخطب انفاً فقام رجل فأخذ بيد إبنه ثم خرج فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم لعن الله القائد والمقود به ويل لهذه الامة من فلان ذي الاستاه (ابن حجر عسقلاني الاصابه جلد نمبر 2صفحه نمبر238 ، 237)

اب اس عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ امام بغوی نے نصر بن عاصم کی روایت انکے باپ ابو نصر عاصم لیثی کی روایت کی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امت کی خرابی فلاں آدمی جو ذی الاستاہ موٹے سرین والا اسکے ہاتھ سے ہو گی۔ بغوی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ابو نصر عاصم کی صحبت یعنی صحابی ہونا ثابت ہے یا نہیں ابن

حجر کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اس حدیث کو طبرانی نے اسی طریقے سے روایت کیا ہے۔ جس طریقے سے بغوی نے روایت کیا ہے۔اور اس حدیث کے ابتدائی الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ عاصم لیثی صحابی تھے،اور یہ الفاظ یہ ہیں:

دخلت المسجد المدينة و اصحاب رسول الله ﷺ يقولون نعوذبالله من غضب الله و غضب رسوله قلت مما ذالك قالوا كان يخطب انفاً فقام رجل فأخذ بيد ابنه ثم خرج فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم لعن الله القائد والمقود به ويل لهذا الامة من فلان ذي الاستاه.

ترجمہ میں مسجد میں داخل ہوا یعنی مدینہ پاک کی مسجد مراد مسجد نبوی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام یہ کہہ رہے تھے کہ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اللہ کے غضب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے۔میں نے کہا کیا ہوا صحابہ کرام نے بتایا کہ ابھی ابھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص اٹھا اور اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور دونوں باہر نکل گئے۔اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لعنت ہو آگے جانے والے اور اسکے پیچھے جانے والے پر اس امت کی تباہی فلاں موٹے سرین والے کے ہاتھوں ہو گی۔

امام عبدالبر الاندلسی المتوفی 463 کا بیان

: حالات صحابہ میں جو کتابیں اس وقت دستیاب ہیں ان میں سب سے زیادہ قدیم اور مستند کتاب امام عبد

البر الفقھیہ المالکی المحدث القرطبی المتوفی 463 کی الاستعاب فی اسمٰا الاصحاب ہے۔امام عبد البر نے سب سے پہلے عاصم لیثی کا پورا نام اس طرح لکھا ہے عاصم بن عمرو بن خالد لیثی والد نصر بن عاصم روی عنہ ابنہ نصر بن عاصم اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے عاصم بن عمر بن خالد لیثی یہ نصر بن عاصم کے والد ہیں ان سے انکے بیٹے نصر بن عاصم نے حدیث روایت کی ہے۔

امام عبد البر کی سند : حدثنا عبد الوارث بن سفیان حدثنا قاسم احمد بن زھیر حدثنا موسیٰ بن اسماعیل حدثنا غسان بن مفر حدثنا ابو سلمه سعید بن زید عن نصر بن عاصم الیثي عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ ویل لھذا الامة من ذي الاستاه مرة أخری ویل لامتي من فلان ذي الاستاه.

ترجمہ: عاصم لیثی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی خرابی موٹی سرین والے کی وجہ سے ہو گی اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا فلاں موٹی سرین والے کی وجہ سے میری امت کی تباہی ہو گی۔(الاستعاب في اسمآألاصحاب بر حاشیه الاصابه في تمیز الصحابه صفحه نمبر 134 جلد سوم دار الکتب العربي بیروت).

اضافی توضیحات : ناظرین آپ نے طبقات بن سعد المتوفی ۲۳۰ کی عبارت دیکھی جس میں معاویہ کا نام ہے۔اس کے بعد آپ نے امام طبرانی کی روایت دیکھی جس

میں مضمون وہی ہے مگر نام کے بجائے رجل (یعنی ایک آدمی) پھر آپ نے امام عبد البر 460ہجری کی الاستعاب کی روایت دیکھی جس میں کسی آدمی کا نام نہیں لیکن رجل کے بجائے فلان کا لفظ ہے۔ بھر آپ نے امام بغوی اور امام ابن حجر کی تصریحات دیکھیں جو کہ امام طبرانی اور عبد البر سے بلکل مطابقت رکھتی ہیں اب بات اچھی طرح سمجھ آگئی کہ خطبہ کے دوران معاویہ کیلئے آپ نے جو الفاظ استعمال فرمائے انکو مام بغوی اور عبد البر نے نقل کیا۔وہ الفاظ یہ ہیں:

ويل لهذه الامة من فلان ذي الاستاه يا فويل لامتي من فلان ذي الاستاه .

دونوں کا مفہوم ایک ہے فلاں آدمی جو موٹے سرین والا ہے اس کی وجہ سے میری امت کی تباہی ہو گی۔ گویا بغوی اور عبد البر کی روایت سے متعین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہاری وجہ سے اس امت کی تباہی ہو گی اسکے بعد طبرانی اور ابن حجر کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ ابو سفیان اور امیر معاویہ دونوں باپ بیٹا مسجد سے یہ بات سن کر نکل گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت جو ارشاد فرمایا وہ یہ الفاظ تھے یعنی ان دونوں کو مسجد سے نکلتے وقت آپ نے فرمایا

لعن الله القائد والمقوديه ويل لهذه الامة من فلان ذي الاستاه اللہ کی لعنت ہو آگے جانے والے اور پیچھے جانے والے پر فلاں موٹی سرین والے کی وجہ سے اس امت کی ہلاکت ہو

گی۔ تمام روایت کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ ایک ہے اور راوی بھی ایک ہے اور سند بھی ایک ہے اور خطبہ میں آپ نے امیر معاویہ کو مخاطب کر کے جو ارشاد فرمایا وہی الفاظ آپ نے دوبارہ مسجد سے نکلتے وقت فرمائے فرق یہ ہے کہ خطبہ میں لعنت کے الفاظ نہیں بلکہ معاویہ کو خطاب کہا اور کہا اے موٹی سرین والے تیری وجہ سے میری امت کی ہلاکت ہو گی۔ اور جب اس بات سے خار کھا کر ابو سفیان اپنے بیٹے کو لے کر مسجد سے نکلا تو پھر آپ نے معاویہ کے لئے وہی الفاظ فرما کر ساتھ ہی انتہائی ناراضگی سے فرمایا کہ آگے جانے والا اور پیچھے جانے والا دونوں ملعون ہیں۔ یہ ہے اس روایت کی مکمل تفہیم جس سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی ناراضگی ظاہر ہوتی ہے اور آپ کے علم غیب کا پتہ چلتا ہے کہ سب آپ کے سامنے تھا کہ بادشاہ بن کر امیر معاویہ نے نہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پریشان کیا بلکہ خلافت کو ختم کیا۔ اور پھر امام حسن رضی اللہ عنہ کو صلح کے بعد دکھ دیا زہر کا معاملہ بھی کیا اور پھر امام حسین علیہ السلام کو یزید کی بیعت پر مجبور کیا اور پھر اہل بیت سے فدک چھین کر مروان کو دیا اور آخر میں یزید کو جبراً امت مسلمہ پر مسلط کر کے اہل بیت کی شہادت کا سامان مہیا کر کے امت کو مکمل تباہی تک پہنچا دیا۔

ایک اہم سوال اور اسکا تحقیقی جواب : یہاں پر کوئی شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ طبقات ابن سعد المتوفی 230 ہجری میں امیر معاویہ کا نام ہے اور

طبرانی المتوفی 360 ھ میں نہیں لہذا کوئی دوسرا شخص معاویہ کے سوا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حدیث میں امت کی ہلاکت ذی الاستاہ کی طرف منسوب کی گئی اور اسی شخص پر لعنت بھی کی گئی۔ طبرانی میں معاویہ کے بجائے رجل ہے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس سے پہلے سوال نمبر ایک کے جواب میں ہم نے جو حدیث ابوداؤد شریف کی نقل کی ہے اس میں بھی یہ ہے کہ امیر معاویہ نے جب مقدام بن معدیکر کو بتایا کہ کیا تمہیں معلوم ہوا ہے کہ حسن وفات پا گئے ہیں تو انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کیا تو حسن کی وفات کو مصیبت خیال کرتا ہے۔ امام ابوداؤد کی روایت میں رجل ہے لیکن امام احمد کی مسند میں امیر معاویہ کا نام ہے۔ اور ابوداؤد کے تمام شارحین نے بھی اس حدیث کو شرح میں امیر معاویہ کو ملامت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ امیر معاویہ کو نواسہ رسول ﷺ کی وفات پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے پر غصہ آنا اور یہ کہنا کہ حسنؓ کی موت کوئی مصیبت نہیں انتہائی ناجائز اور اہل بیت سے مکمل دشمنی ہے۔ ملاحظہ ہو (عون المعبود شمس الحق بذل المجہود خلیل انبیٹھوی) اس سے ظاہر ہوا کہ ابوداؤد میں جس شخص کو رجل کہا گیا وہ امیر معاویہ تھے۔ کیونکہ امام احمد کی مسند میں اسی روایت میں امیر معاویہ کا نام ہے۔ اور امام احمد ابوداؤد سے بہت پہلے تھے۔ اور شارحین میں سے کسی نے معاویہ کے سوا کسی کا نام نہیں لیا لہذا سو فیصد مفہوم یہ نکلا کہ معاویہ نے کہا کہ اے معدیکرب تو حسنؓ کی موت کو مصیبت سمجھ کر انا للہ کیوں پڑھتا ہے۔ اور عاشق صادق اور صحابی جانثار کی سچائی دیکھیں کہ

معاویہ کو رو در رو جواب دیا کہ میں کیوں نہ اناللہ پڑھوں جبکہ میں نے حضور پاک ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے الحسن مني والحسین من علي یعنی حسن مجھ سے یعنی میری شبیہہ ہے اور حسین علی سے ہے یعنی علی کی شبہیہ ہے۔اس کے بعد حضرت مقدام نے امیر معاویہ کے سامنے کہا:

۱ : کیا تیرے گھر میں سونے چاندی کے برتن استعمال نہیں ہوتے جبکہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔یہ سن کر معاویہ چپ ہو گیا۔

۲ : کیا تیرے گھر میں مرد ریشم استعمال نہیں کرتے جبکہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے یہ سن کر بھی معاویہ چپ ہو گیا۔

۳ : کیا تیرے گھر میں درندوں کے چمڑوں کا استعمال نہیں ہوتا جبکہ رسول پاک ﷺ نے بھی انکے استعمال سے منع فرمایا ہے۔یہ سن کر امیر معاویہ چپ ہو گیا۔مقدام بن معدیکرب نے کہا یہ سب کچھ تیرے گھر میں ہوتا ہے میں نے خود دیکھا ہے گویا اعتقادی طور پر امیر معاویہ کو امام حسنؑ سے اتنا بغض تھا کہ اناللہ وانا الیہ راجعون بھی انکے وصال پر پڑھنا بھی گوارہ نہ کیا حالانکہ ہر مسلمان کے انتقال پر اناللہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔اور عملی طور پر حضرت مقدام نے تین احادیث سنائیں جن کے خلاف معاویہ کے گھر میں عمل ہوتا تھا۔امیر معاویہ نے تسلیم کیا کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں لیکن انکے خلاف جو عمل کرتا تھا انکی

تردید نہیں کی گویا اقرار کیا کہ میرے گھر میں حکم رسول ﷺ کی مخالفت ہوتی ہے نعوذ باللہ (ملاحظہ ہو ابوداؤد کتاب اللباس حدیث نمبر 4131)

ابو نصر عاصم لیثی کی حدیث بھی ابوداود کی طرح ہے

جس طرح ابوداود میں رجل ہے اور مراد معاویہ ہے کیوں کہ مسند احمد میں نام آگیا ہے اسی طرح طبقات ابن سعد میں نام ہے۔اور طبرانی میں رجل ہے نام نہیں لیکن مراد معاویہ ہے کیونکہ پورے ذخیرہ حدیث میں ابو نصر عاصم لیثی کی نہ اور کوئی حدیث ہے اور نہ ہی اور کوئی روایت صرف یہی ایک روایت ہے۔ جس کے سارے اسناد میں یہ لفظ ہیں میں مسجد نبوی میں داخل ہوا اور صحابہ کرام یہ فرمارہے تھے کہ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اللہ کے غضب اور اسکے رسول ﷺ کے غضب سے اور یہ الفاظ بھی اسی روایت میں ہیں کہ میری امت کی ہلاکت فلاں موٹے سرین والے کے ہاتھوں ہو گی ایک ہی حدیث ہے ایک ہی راوی ہیں ایک ہی مضمون ہے۔

ابوداود اور طبرانی میں نام نہ ہونے کی وجہ : یہ بات تو ہم نے ثابت کر دی کہ دونوں جگہ مراد معاویہ بن ابوسفیان ہے۔ لیکن ایک جگہ روایت میں نام اور دوسری جگہ دوسری جگہ لفظ رجل اس لئے غالباً رکھا گیا بنوامیہ کے حکمرانوں سے وہ

راوی خوف زدہ تھے اس لئے نام نہیں لیا جس طرح امام حسن بصری کی مرویات کے متعلق محدیثین نے لکھا ہے کہ امام حسن بصری کی اکثر روایات حضرت علیؓ سے تھیں لیکن امام حسن بصری بنوامیہ کے فتنہ سے بچنے کیلیئے حضرت علیؓ کا نام نہیں لیتے تھے۔اور حدیث کو براہ راست حضور ﷺ کی طرف منصوب کر دیتے تھے۔اس کو ارسال کہتے ہیں یہاں بھی یہی ہوا کہ معاویہ کے لوگوں کی شر سے بچنے کیلیئے نام کے بجائے ایک آدمی لکھ دیا لیکن چونکہ امام احمد کی مسند میں وہی روایت اور نام معاویہ ہے لہذا معاویہ کے معاملہ میں تمام حقیقت سامنے آگئی۔ہم نے پوری دیانت داری سے یہ تحقیق پیش کی ہے اس لئے اگر کوئی اسکے خلاف ہے تو اپنی علمی اسنادی تحقیق پیش کرے۔ضمیمہ صفحہ نمبر 46 اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ہے کہ امام اوزاعی اور امام زہری بنوامیہ کے ڈر سے اہل بیت کے فضائل کی احادیث بیان نہیں کرتے تھے۔ملاحظہ ہو اسد الغابہ جلد اول۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا امیر معاویہ نے ادب کے ساتھ نام پاک نہ لیا اور حضرت حضرمی کی ڈانٹ

اسد لغابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ محدث ابن اثیر جزری المتوفی 630ھ کی اہل سنت اور اہل علم کے نزدیک صحابہ کے حالات پر ایک مستند کتاب ہے۔اس کے صفحہ نمبر 63 اور

صحابی نمبر 223 پر ایک صحابی امد بن ابد الحضرمی کا واقعہ بالاسناد لکھا ہے پہلے عربی عبارت ملاحظہ کریں پھر اردو ترجمہ۔

عن سلمة بن سعيد قال كنا عند معاوية فقال وددت ان عندنا من يحدثنا عما ما مضى من الزمن يتبه ما نحن فيه اليوم قيل له بحضر موت رجل قد اتت عليه ثلاث مائة سنة فارسل إليه معاوية فاتى به فلما دخل عليه اجله ثم قال له ما اسمك ؟ قال امد بن ابد فقال له كم اتى عليك من السنين قال ثلاث مائة سنة فقال له معاوية كذبت ثم اقبل على جلسائة فحدثهم ساعة ثم أقبل عليه فقال حدثنا أيهاالشيخ فقال ما تصنع بحديث كذاب فقال والله ما كذبتك و أنا أعرفك بالكذب والكني أريد ان أخبر من عقلك فارك عاقلا حدثنا ما مضى من الزمن هل يتبه ما نحن فية فقال نعم كأنه ما ترى ليل يجئ من ها هنا ويذهب من هاهنا قال أخبرني ما أعجب ما رأيت ؟ قال رأيت ظهينة تخرج من الشام حتىٰ تأتي مكة لا تحتاج إلى طعام ولا شراب تأكل من الثمار و تشرب من العيون ثم هى الان كما ترى قال وما اية ذالك قال دول الله في البقاع كما ترى ثم سأله عن عبد المطلب و عن أمية بن عبد شمس ثم قال له فهل رأيت محمد قال و من محمد ؟ قال رسول الله ﷺ قال سبحان الله الا عظمته بما عظمه الله سبحانه قلت رسول الله ﷺ نعم قال صفه لي قال رأيته بأبي و أمي فما رأيت قبله ولا بعده مثله و ذكر الحديث أخرجه أبو موسى .

ترجمہ: سلمہ بن سعید کہتے ہیں کہ ہم لوگ امیر معاویہ کے پاس تھے۔امیر معاویہ نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ ہمیں کوئی آدمی بتائے کہ گزشتہ زمانے میں اور ہمارے زمانے میں کیا فرق ہے۔امیر معاویہ کو بتایا گیا کہ حضر موت میں ایک شخص ہے جس کی تین سو سال عمر ہے امیر معاویہ نے اس شخص کو بلایا جب وہ شخص امیر معاویہ کے سامنے آیا تو معاویہ نے اسکی عزت کی پھر امیر معاویہ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے جواب دیا میرا نام امد بن ابد

ہے۔امیر معاویہ نے پوچھا تمہاری کتنی عمر ہے؟اس نے کہا تین سو سال ہے۔امیر معاویہ نے کہا تم نے جھوٹ بولا ہے۔اس کے بعد امیر معاویہ دوسری طرف متوجہ ہو کر لوگوں سے باتیں کرتے رہے پھر اس شخص یعنی امد بن ابد کی طرف متوجہ ہو کر امیر معاویہ نے کہا کہ شیخ کچھ بات تو بتاؤ اس نے کہا جھوٹے آدمی سے بات کر کے تم کو کیا فائدہ ہو گا۔امیر معاویہ نے کہا خدا کی قسم میں نے تمہیں جھوٹا سمجھ کر تم کو کاذب نہیں کہا بلکہ میں تمہارے عقل کا امتحان کر رہا تھا معلوم ہوا تم بہت سمجھدار ہو۔ہم کو بتاؤ کہ پہلے دور میں اور ہمارے دور میں کیا مماثلت ہے۔کہا ہاں اسی طرح کا دور ہے اسطرف مشرق سے رات آتی ہے اور مغرب کی طرف چلی جاتی ہے یعنی سورج غروب ہوتا ہے تو رات اور جب رات چلی جاتی ہے تو دن آجاتا ہے۔پہلے بھی ایسے ہی تھا۔امیر معاویہ نے کہا کوئی تعجب انگیز بات بتاؤ تو اس شخص نے بتایا کہ میں نے ہودج میں سوار عورت کو دیکھا ہے وہ اکیلے ہی شام سے چلی اور مکہ مکرمہ تک گئی اسکو کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہ پڑی راستے میں چشموں کا پانی پیتی اور درختوں کے پھل کھاتی تھی۔اور آج بھی اللہ کی زمین پر ایسا ہوتا ہے۔امیر معاویہ نے عبد المطلب اور امیہ بن عبد شمس کے حالات پوچھے اور پھر امیر معاویہ نے کہا کیا تو نے محمد کو دیکھا ہے؟اس نے پوچھا کون محمد؟امیر معاویہ نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص نے کہا سبحان اللہ افسوس تم نے اسکی عظمت کیوں نہ کی جس کی شان اللہ نے بلند کی ہے۔تم کو نام لینے کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا چاہیے تھا۔امیر معاویہ نے

کہا کہ انکے متعلق بات کرو۔اس شخص نے کہارایت بابی وامی میرے ماں باپ ان پر قربان ہو جائیں میں نے انکی زیارت کی ہے۔نہ ان سے پہلے کوئی ان جیسا دیکھا نہ انکے بعد ان جیسا دیکھا صلی اللہ علیہ وسلم۔ناظرین اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ امیر معاویہ نے ادب سے سرکار کا نام نہیں لیا اسی وجہ سے امد بن ابد حضرمی نے انکو ڈانٹ پلائی۔

امیر معاویہ نے حضور صل اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے خلاف فیصلہ دیا

: جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 171 اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ علامہ عزالدین ابن اثیر الجزری لکھتے ہیں

إن اسید بن ظهیر الانصاري احد بني حارثه كان عاملا على اليمامة و أن مروان كتب إليه و أن معاوية كتب إليه أيما الرجل سرقت منه سرقة فهو أحق بها حيث وجدها.

ترجمہ : اسد بن ظہیر انصاری بنی حارثہ قبیلہ کے ایک فرد تھے۔اور وہ یمامہ کے گورنر تھے۔مروان نے انہیں یہ حکم نامہ لکھ کر بھیجا کہ امیر معاویہ نے حکم دیا ہے کہ جس آدمی کی کوئی چیز چوری ہو جائے وہ جہاں سے ملے اسپر بلا معاوضہ قبضہ کر سکتا ہے۔

فكتب إلى مروان أن رسول الله ﷺ قضى ان كان الذى ابتعها من الذِ سرقها غير متهم فغير سيدها فإن شاء أخذ ما سرق منه بثمنه اوتبع سرقه ثم قضى بذالك بعده ابو بكررضى الله عنه عمر رضى الله عنه ،عثمان رضى الله عنه.

حضرت اسید نے جواب میں مروان کو لکھا کہ رسول پاک ﷺ نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اگر چوری کی چیز جس آدمی نے خریدی ہے وہ دیانت دار آدمی ہے تو جس کی چیز چوری ہوئی وہ اسے رقم دے کر خرید سکتا ہے۔ یا چوری کرنے والے کو پکڑ سکتا ہے۔ کہ میرا مال دو (مطلب یہ کہ چور نے آگے وہ چیز فروخت کر دی اور کسی نیک آدمی نے بے خبری میں خرید لی تو اب مالک بغیر قیمت ادا کیے اس سے وہ چیز نہیں لے سکتا۔) اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، وسیدنا عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی بعد میں اسی قانونی ضابطے پر عمل کر کے فیصلہ دیا تو اب یہ قانون بن گیا۔

فكتب بذالك مروان إلى معاوية فكتب إليه معاوية أنك لست انت ولا اسيد بقاضيين علي ولكن قضيت عليكما فيما وليت فارسل مروان إلى اسيد بكتاب معاوية فقال اسيد لست ما وليت بما قال معاوية.

حضرت اسید نے جواب دیا وہ جواب مروان نے امیر معاویہ کو لکھ بھیجا۔ اس پر امیر معاویہ نے مروان کو دوبارہ لکھا کہ اسید اور تم میرے فیصلے کو تبدیل نہیں کر سکتے کیونکہ میں تمہارا امیر ہوں۔ پھر معاویہ کی تحریر مروان نے حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ کو بھیج دی تو حضرت اسید نے جواب دیا کہ جب تک میں گورنر ہوں معاویہ کے فیصلے پر عمل نہیں کروں گا۔ (مطلب یہ کہ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون ہے اس پر عمل کروں گا کیونکہ معاویہ نے اس کے خلاف فیصلہ دیا ہے لہذا وہ باطل ہے۔) ناظرین دیکھیں

کس طرح رسول پاک صلاللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے فیصلے کو مسترد کر کے مرضی سے امیر معاویہ اپنے فیصلے کرتے تھے۔ کیا اس پر ان کو ثواب ملے گا یا وہ سزا کے مستحق تھے۔

منبر شریف کی بے ادبی اور سورج گرہن : امام محدث

ابن اثیر الجزری المتوفی 630 اپنی شرح آفاق اور مستند تاریخ جس کا نام الکامل فی التاریخ ہے میں ہجری 50 کے واقعات میں امیر معاویہ کا ایک مکروہ حکم نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو ۔(صفحہ نمبر 481 مطبوعہ الافکار الدولیہ سعودی عرب) وہ حکم کیا تھا عربی عبارت یہ ہے

-وفي هذا السنة امر معاوية بمنبر نبي ﷺ أن يحمل من المدينة إلى الشام وقال لا يترك هو وعصا النبي ﷺ بالمدينة وهم قتله عثمان وطلب العصاوهو عند (سعد القرطبي فحرك المنبر وكسفت الشمس حتى رؤيت النجوم بادية فاعظم الناس ذالك فتركه.

ترجمہ: اور اسی پچاس ہجری میں معاویہ نے حکم دیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو مدینہ پاک سے شام لایا جائے۔ اور معاویہ نے کہا کہ منبر رسول صل اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے عصا کو مدینہ منورہ نہیں چھوڑیں گے کیونکہ اہل مدینہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے۔ اور امیر معاویہ کے حکم سے حضرت سعد القرضی سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا بھی طلب کیا جب منبر شریف کو اپنی جگہ سے ہلایا گیا تو

اسی وقت سورج گرہن لگا اور سورج سیاہ ہو گیا اور دن کو ستارے نظر آنے لگے لوگوں پر ہیبت طاری ہوئی اور لوگوں نے اس فعل بد کو بہت بڑا حادثہ شمار کیا۔ چنانچہ معاویہ کے کارندوں نے منبر شریف کو چھوڑ دیا۔ معاویہ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو پھر معذرت کی اور منبر کے چھے درجات بڑھائے (توبہ ثابت نہیں) ناظرین اس واقعہ پر تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے کیا یہ مدینہ منورہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس تبرکات کی توہین نہیں کیا اس بے ادبی پر بھی معاویہ کو ثواب ملے گا۔ معاذاللہ۔

عبدالملک بن مروان کا ناپاک ارادہ : اس کے بعد اتنا بڑا واقعہ ہونے کے باوجود بنوامیہ کے کرتوت ملاحظہ کریں چنانچہ امام جزری اس کے بعد لکھتے ہیں عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ کریں: پھر جب عبدالملک بن مروان حاکم بنا تو اس نے بھی منبر شریف کو مدینہ منورہ سے شام لے جانے کا ارادہ کیا۔ اس وقت قبیصہ بن ذوہیب رضی اللہ عنہ نے عبدالملک کو کہا کہ خدا سے ڈرو تم سے پہلے معاویہ نے بھی منبر شریف لے جانے کا ارادہ کیا تھا تو سورج سیاہ ہو گیا تھا۔ انکی بات سن کر عبدالملک نے یہ ناپاک ارادہ ترک کر دیا۔ (صفحہ نمبر 481 تاریخ کامل ابن اثیر) عبدالملک کون تھا اسکا تعارف ابو بکر الجصاص تفسیر احکام القرآن میں یوں فرماتے ہیں تفسیر لاینال عھد الظالمین) ملاحظہ

ہو۔ عبد الملک بن مروان نے کہا تھا کہ جو مجھے کہے گا اللہ سے ڈرو میں اس کی زبان کاٹ دوں گا۔

ولید بن عبد الملک کا ناپاک ارادہ : عبد الملک بن مروان کے بعد ولید بن عبد الملک جب حاکم بنا تو اس نے بھی ناپاک ارادہ کیا کہ منبر شریف کو مسجد نبوی سے شام منتقل کیا جائے اس وقت مشہور تابعی سعید بن مسیّبؒ جو ہر وقت مسجد نبوی شریف میں رہتے تھے انھوں نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ آپ ولید کو بتائیں کہ وہ مسجد نبوی کے تبرکات کو چھیڑ کر اللہ کا مقابلہ نہ کرے۔ اور اللہ کے غضب کو دعوت نہ دے ۔ پھر جب سلیمان بن عبد الملک کا زمانہ آیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے نے سلیمان کو عبد الملک بن بن مروان اور ولید بن عبد الملک کے ان ناپاک ارادوں سے آگاہ کیا جبکہ وہ مر چکے تھے۔ اس وقت سلیمان بن عبد الملک نے کہا ایسی بات ہم کو ہر گز نہیں کرنی چاہئے جو کچھ دنیا کا مال خزانہ ہے ہم نے لے لیا ہے۔ اب اسلام کی بہت بڑی علامت یعنی منبر شریف کو چھیڑنا مناسب نہیں ہے۔

ضمیمہ عبارت مندرجہ بالا : ناظرین حضرت سعید بن مسیب تابعی تھے اور جلیل القدر ہستی تھے انکے الفاظ پر دوبارہ غور کریں۔ انھوں نے مسجد نبوی میں

نصب منبر شریف جو رسول کریم صل اللہ علیہ وسلم کی مبارک نشست گاہ تھی اسکو اپنی جگہ سے ہٹانے کو اللہ تعالیٰ سے جنگ اور غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف قرار دیا ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولید سے پہلے عبدالملک بن مروان اور معاویہ بن سفیان یہی ارادہ کر کے غضب الٰہی کو دعوت دے چکے ہیں۔ جس پر سورج گرہن لگا اور مدینہ منورہ پر زلزلہ آیا نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مستند تاریخی واقعات کو پڑھ کر سن کر سوچ کر ہر مسلمان فیصلہ کر سکتا ہے کہ بنو امیہ کے یہ افعال کیسے تھے۔(الکامل فی التاریخ صفحہ نمبر 481 مطبوعہ بیت الافکار)۔ ناظرین یہ تھے عبدالملک بن مروان ولید بن عبدالملک بنو امیہ کے ناپاک ارادے۔اور یہ تھے صحابہ کرام جو حضور پر قربان تھے اور تابعین کے جذبات جو جانے قربان کرتے تھے۔ دونوں میں کتنا فرق ہے۔ ایک گروہ معاویہ کے طریقہ پر ہے اور ایک گروہ خلفائے راشدین کے طریقہ پر اپنے دل سے پوچھ کر فیصلہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس گروہ کے دل میں تھی۔اور بے ادبی کس گروہ کے دل میں۔ بعد میں آنے والے ایسے لوگ جن کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ناپاک خیال آئے امیر معاویہ کی وجہ سے پیدا ہوئے۔اللهم ارزقنا حبك و حب حبيبك ﷺ وارزقني شهادة في سبيلك ووفات في بلد حبيبك ﷺ.

ضمیمہ مندرجہ بالا پیرا : حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پاک کی معمولی اہمیت نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک گھر اور حجرہ مبارک اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر مبارک یہ دونوں جنت کے باغ ریاض الجنہ میں شامل ہیں ۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

عن ابو هريرة أن رسول الله ﷺ ما بين بيتي و منبري روضة من رياض الجنة و منبري على حوضي.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ منبر اور قبر شریف اور ریاض الجنہ یہ سب سرکار کا مستقر اور مقام ہیں آپ کے مقام اور مستقر کو چھیڑنا اور توہین کرنا حرام اور باعث غضب جبار ہے۔اس کے ساتھ ہی یہ حدیث مبا کہ بھی سن لیں مدینہ منورہ حرم ہے جس نے بھی مدینہ پاک میں بری بات یا خلاف سنت کام کیا اور بری بدعت ایجاد کی تو ایسے شخص پر اللہ اور مالائکہ اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔نہ اس کا فرض قبول ہو گا نہ نفل (بخاری مسلم مشکوۃ صفحہ نمبر 272 حضرت سعد بن وقاص سے مروی ہے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اہل مدینہ کو دکھ دیا اس طرح پگل جائے گا جیسے پانی میں نمک (بخاری و مسلم)

امیر معاویہ کا صحیح حدیث مبارکہ سن کر مسترد کرنا

اور حضرت ابو دردا کا احتجاج :اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو غور سے ملاحظہ کریں کہ صحیح حدیث معاویہ کے سامنے صحابہ کرام نے پیش کی اور امیر معاویہ نے بغیر سوچے سمجھے فیصلہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسترد کر دیا۔اور اپنی رائے کو کتاب و سنت کے مقابلے میں ترجیح دے کر حکم خداوندی کی مخالفت کر کے کتنا عظیم جرم کیا۔ام ملاحظہ فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق صحابی کرام نے کس طرح امیر معاویہ کے سامنے کمال حق بیان کیا۔مؤطا امام مالک صفحہ نمبر 437 حدیث نمبر ۱۳۲۱ مطبوعہ بیروت402 مؤ طا امام محمد مطبوعہ کراچی صفحہ نمبر 373 حدیث نمبر814 پوری حدیث کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔عطا بن یسار سے بالا سناد امام مالک رویت کرتے ہیں کہ معاویہ بن سفیان نے پانی پینے کا ایک سونے یا چاندی کا برتن اس کے وزن سے زیادہ عوض فروخت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی ابو دردا وہاں موجود تھے۔دمشق کے قاضی تھے انہوں نے امیر معاویہ کو بتایا اس قسم کی بیع سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، مگر یہ کہ دونوں طرف سونا چاندی ہم وزن ہوں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس پر ابودرداشدید ناراض ہوئے کہ تم کون ہو میں معاویہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور معاویہ اس کے مقابلہ میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ اے معاویہ میں اس ملک میں نہیں رہوں گا جس میں تو ہے اس وقت امیر معاویہ شام کے والی تھے۔ حضرت ابودردا شام چھوڑ کر مدینہ منورہ فاروق اعظم امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خدمت میں حاضر ہوئے اور امیر معاویہ کی شکایت کی کہ انھوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کو حکم دیا کہ آئندہ ایسی بیع نہ کرنا یہ منع ہے۔ یہاں تک حدیث مؤطا کا ترجمہ تھا۔

واضح ہو کہ سونا چاندی کے برابر فروخت کرنے کا حکم اور زیادتی سے فروخت کرنے پر سود کا حکم کسی ایک حدیث میں نہیں بلکہ مؤطا امام محمد میں حدیث نمبر ۸۰۹ حدیث نمبر ۸۱۰ حدیث نمبر 813 حدیث نمبر 814 یہ چاروں حدیثیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ جن میں یہ بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا چاندی ہم وزن فروخت کرنے کو جائز قرار دیا اور زیادتی کے ساتھ یا ادھار کے ساتھ فروخت کرنے کو حرام اور سود قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ھریرہ اور حضرت ابو سعید خذری رضی اللہ عنھما سے بھی اس قسم کی حدیث صحیح مروی ہیں اور دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہیں۔ اب

سوال یہ ہے کہ جب امیر معاویہ نے ابو دردا سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پاک سن کر انکار بھی نہیں کیااور اس حدیث کے منسوخ ہونے کا کوئی عذر بھی پیش نہیں کیا اس کے باوجود ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی رائے کو ترجیح دے کر کیا اس آیۃ مبارکہ کی صریح مخالفت نہیں کی؟

فلا و ربك لا يؤمنون حتى يحكموك فی ما شجر بينهم ثم لا يجدوفی انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليماً (النساء پارہ نمبر 5 آیت نمبر 65)

ترجمہ: پس اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رب کی قسم یہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑا میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان۔ پھر نہ پائیں اس میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کریں دل و جان سے (ترجمہ ضیاء القرآن)ناظرین قرآن پاک کے فیصلہ اور حدیث مقدسہ پر غور کریں کیا امیر معاویہ کا عمل کس قدر سنت نبوی اور قرآن سے دور تھا۔ اسی لئیے امیر معاویہ کے دور ملکیت کو کسی نے بھی خلافت علی منہاج النبوہ میں شمار نہیں کیا۔

بعد کے زمانہ میں ناصبی فرقہ پیدا ہوا جو حضرت علی اور امام حسن و حسین رضوان اللہ علیھم اجمعین سے عداوت رکھتا تھا۔ اس ناصبی فرقے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں معاویہ کی حکومت کو خلافت راشدہ کہا اور امیر معاویہ کی شان میں جعلی حدیثیں مشہور

کی جن کو محدثین نے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ خلافت راشدہ کے مقابلے میں جو ملوکیت آئی اور جسکو امیر معاویہ اور انکے بنوامیہ کے حکمرانوں نے رواج دیا وہ اس نظام کے مکمل متصام تھی۔ جس خلافت کو خلفائے راشدین نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلایا تھا۔ اسی لیے حضور نے ایسی بادشاہت کو ملک عضوض فرمایا۔ یعنی ظلم و بربریت سے کاٹ کھانے والی ظلم کی ملوکیت فرمایا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا معاویہ کے سامنے کلمہ حق :

حضرت عبادہ بن صامت نے امیر معاویہ کے سامنے کلمہ حق بیان کیا اور حدیث بیان فرمائی امیر معاویہ نے انکی تکذیب کی یہ عبادہ بن صامت کون تھے ؟ پہلے انکا تعارف الاصابہ ابن حجر اور الاستعیاب ابن عبدالبر سے ملاحظہ فرمالیں۔ اس کے بعد وہ واقعہ لکھا جائے گا جو عبادہ بن صامت اور امیر معاویہ کے مابین ہوا۔ ابن عبدالبر اپنی شرح آفاق مستند کتاب الاستعاب فی اسماء الاصحاب حرف عین میں لکھتے ہیں۔ کہ عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے۔ اور انکو نقیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بننے کا شرف حاصل ہے۔ اور بیعت عقبہ اولی، ثانیہ اور ثالثہ میں حاضر تھے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبادہ بن صامت اور ابی مرثد الغفوی کے درمیان

مواخات قائم فرمائی تھی۔امام اوزاعی کا قول ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عبادہ بن ثامت کو فلسطین کا قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) مقرر کیا گیا۔

امیر معاویہ نے سونے چاندی کے مسئلہ میں حضرت عبادہ بن صامت کی مخالفت کی اور انہیں برا بھلا کہا لیکن امیر معاویہ کی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کوئی پرواہ نہ کی اور معاویہ کے سامنے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جو سود کے متعلق تھی وہ بیان فرمائی جب امیر معاویہ نے انکی بات کو نہ مانا حالانکہ انہیں دربار خلافت سے قاضی القضاۃ بنا کر بھیجا گیا تھا۔تو عبادہ بن صامت نے فرمایا میں اور تم ایک ریاست میں نہیں رہ سکتے۔یہ کہہ کر وہ مدینہ شریف تشریف لے گئے۔اور جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے سب ماجرا بیان کیا اور اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو الفاظ فرمائے وہ پڑھیئے۔

فقال إرجع إلى مكانك فقبح الله ارضا لست فيها ولا أمثالك وكتب إلى معاوية لا امرة لك على عبادة.

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی شکایت سن کر فرمایا تم اپنے عہدے پر واپس فلسطین چلے جاؤ خدا اس زمین کا برا حال کرے جس میں تمہارے جیسے قاضی موجود نہ ہوں۔اور پھر معاویہ کو حکم نامہ لکھا کہ تمہاری حکومت کا عبادہ پر کوئی اثر نہیں یعنی انپر تمہارا کوئی فیصلہ نہیں چلے گا۔وہ براہ راست مرکز کی طرف

سے قاضی القضاۃ مقرر کیے گئے ہیں۔(الاستعیاب ابن عبد البر علی ھامش الاصابہ صفحہ نمبر ٤٤٢ دار لکتب عربی بیروت)

ابن حجرؒ کا بیان : حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری اپنی کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ کے صفحہ نمبر 260 پر لکھتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت ان صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مکمل قرآن پاک حفظ کیا تھا۔امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بھی یہی لکھا ہے۔اور ابن سعد نے اپنی طبقات میں محمد بن کعب قرضی سے بھی یہی روایت کی ہے۔جب شام کا والی امیر معاویہ کا بڑا بھائی یزید بن ابو سفیان بنا تو اس نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ شام والوں کو ایسے علماء کی ضرورت ہے جو انہیں قرآن سکھائے اور علم فقہ سکھائے یزید بن ابی سفیان کے مطالبہ پر حضرت عمرؓ نے تین جلیل القدر حافظ قرآن اور معتبر علماء روانہ کیے۔وہ تین حضرات معاذ بن جبلؓ،ابو درداؓ،عبادہ بن صامتؓ تھے۔چنانچہ اس دور میں حضرت عبادہؓ فلسطین کے قاضی بنے۔ابن حجر لکھتے ہیں کہ معاویہ کے سامنے عبادہ بن صامتؓ نے جو کلمہ حق بلند کیا یہ انکے دین میں قوی ہونے اور امر باالمعروف پر قائم رہنے کی بہترین مثال ہے۔تدل علی قوته دین الله و قیامه في الامر بالمعروف حضرت عبادہ بن صامت کا وصال بیت المقدس میں 45ھ میں معاویہ کے دور حکومت میں ہوا۔اور انکی قبر بیت المقدس میں آج تک مشہور ہے۔ناظرین حضرت

عبادہ بن صامت کی شخصیت پر یہ نوٹ اس لئے لکھا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ جس طرح حضرت ابو درداؓ کے ساتھ معاویہ نے سلوک کیا اسی طرح عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔اور دونوں حضرات نے معاویہ کے سامنے حدیث رسول ﷺ بیان کی اور دونوں کے سامنے امیر معاویہ نے حدیث سن کر حدیث پر اپنے فیصلے کو ترجیح دی ۔اور دونوں حضرات نے فاروق اعظمؓ کے سامنے پہنچ کر شکایت کی۔اور دونوں کی حضرت عمرؓ نے تصدیق کی اور دونوں کے متعلق امیر معاویہ کو حکم نامہ لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ہمارے قاضی سچ بولتے ہیں ان سے مت چھیڑو۔ یہ پوری کیفیت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ دور فاروقی میں بھی امیر معاویہ نے ملک شام میں کوئی اسلام کی خدمت نہیں کی۔ بلکہ اپنی مرضی مسلط کی لیکن کسی سیاسی مصلحت کے تحت انہیں وہاں والی بنایا گیا۔ لیکن دور فاروقی میں انکے خلاف شریعت پالیسی پر عمل اس لیئے نہیں ہوا کہ فاروق اعظم موجود تھے ۔اس کے بعد دور عثمانی میں امیر معاویہ نے زیادہ قوت پکڑی لیکن پھر بھی خلافت راشدہ موجود تھی۔ اس لئے وہ اپنا فارمولہ نافذ نہ کر سکے۔ لیکن حضرت علیؓ کے زمانے میں انہوں نے اپنی پرانی عصبیت کو جگا کر اسلام کی خلافت کو نقصان پہنچا کر ملوکیت کو رائج کیا اور ایسا ناجائز نظام نافذ کیا جس سے واقعہ کربلا ظہور پذیر ہوا۔

وفات سے چند سال پہلے حضرت عمر معاویہ کو شام کا والی بنانے پر نادم ہوئے تھے (حوالہ کیلیئے ملاحظہ ہو اسد الغابہ۔

حضرت عبادہؓ اور امیر معاویہ کا مناظرہ : سب سے پہلے مسئلہ کی نوعیت کو جاننا ضروری ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت قاضی تھے انہوں نے تحقیق سے حضرت عمرؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو سعید خذریؓ سے روایت کی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سونا چاندی کی فروخت جب چاندی چاندی کے بدلے ہو اور سونا سونا کے بدلے میں صرف ہم وزن اور ہاتھوں ہاتھ جائز ہے۔ اگر ادھار ہو یا ہم وزن نہ ہو تو یہ بیع نہیں بلکہ سود ہے۔ اب پڑھیے شرح معانی الاثار صفحہ نمبر 346 حدیث 5672 جلد نمبر 3 دار لکتب العلمیہ بیروت۔

عن أبي تميم الجيشاني قال اشترى معاوية بن سفيان قلادة فيها منبراً و ذبرجد و لؤلؤ و ياقوت بست مائة دينار فقام عبادة بن صامت حين طلعا لمعاوية المنبر أو حين صلى الظهر فقال الا أنه في النار إلى حلقه.

ترجمہ: ابو تمیم الجشیانی روایت کرتے ہیں کہ معاویہ بن سفیان نے ایک ہار خریدہ چھ سو دینار میں وہ سونے کا ہار تھا اور اس میں ذبدجد موتی اور یاقوت جھڑے ہوئے تھے۔ جب امیر معاویہ منبر پر چڑھے یا ظہر کی نماز کو آئے تو حضرت عبادہ بن صامتؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا لوگو سنو معاویہ نے سودی کاروبار کیا ہے۔ سود کھایا اور اپنے حلق تک آگ میں ہے۔ (امام طحاوی شرح معانی الآثار میں اسکی تشریح میں فرماتے ہیں اگر چھ سو دینار سونے

سے کم یا زیادہ تھے۔ پھر بھی سود ہوا اگر ادھار میں خریدہ پھر بھی سود ہوا۔) شرح معانی الاثار مطبوعہ دار لکتب علمیہ بیروت جلد نمبر 3 حدیث نمبر 5637۔

عن أبي الاشعب قال كنا في غزاة علينا معاوية فاصبنا ذهبا و فضة فامر معاوية رجلا ان يبع الناس في عطياتهم قال فتنازع الناس فقام عباده و نهاهم فردوها فاتى الرجل معاوية فشكا إليه فقام معاوية خطيباً فقال مابال رذال يحدثون عن رسول الله ﷺ احاديث و يكذبون فيها عليه لم نسمعها فقام عباده فقال لنحدثن عن رسول الله ﷺ و ان كره معاوية قال رسول الله ﷺ لا تبيع الذهب بالذهب ولا فضة بالفضة ولاالبر بالبر ولا الشعير بالشعير ولا التمر بالتمر ولا الملح بالملح الا سواء بسواء يدا بيد عينا بعين .

ترجمہ: جناب ابو الاشعث اس حدیث کے راوی ہیں کہ ہم ایک جنگ میں گئے۔ ہمارے کمانڈر معاویہ تھے۔ اس جنگ میں ہمیں سونا اور چاندی ملا امیر معاویہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ یہ سونا چاندی لوگوں میں ادھار کے طور پر فروخت کر دو۔ جب لوگوں کو تنخواہ ملے گی تو واپس کر دیں گے۔ حضرت عبادہ بن صامت نے اس بیع سے منع کیا کیونکہ یہ ربا السیئہ تھا۔ دست بدست نہ تھا تو لوگوں نے وہ سونا چاندی واپس کر دیا۔ اور معاویہ کے سامنے حضرت عبادہؓ کی شکایت کی امیر معاویہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کچھ لوگ یہاں جھوٹی احادیثیں بیان کرتے ہیں جو ہم نے نہیں سنیں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا ہم ضرور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثیں بیان کریں گے اگرچہ وہ معاویہ کو پسند نہ ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سونے کے

بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک فروخت نہیں کر سکتے مگر دو شرطوں کے ساتھ ایک تو وزن میں دونوں برابر ہوں، دوسرا یہ کہ دست بدست سامنے ہوں ادھار نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث خفائے راشدین سے مروی ہے۔اور سچے راویوں نے امیر معاویہ کے سامنے بیان کی صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ اربع کا اجماع ہے کہ جن چیزوں کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ ادھار فروخت کرنا یا زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا قطعی حرام اور سود ہے۔ جبکہ جنس ایک ہوں مثلا دونوں طرف سونا ہو تو زیادتی بھی حرام اور ادھار بھی حرام ہے۔ہاں جنس تبدیل ہو جائے تو زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے۔ جیسے ایک طرف سونا ہے اور دوسری طرف چاندی ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو شرح معانی الاثار امام طحاوی جلد نمبر 3 سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے یہی حدیث شریف لکھ کر شام اجناد کے گورنر کو حکم دیا حدیث نمبر 5657 صفحہ نمبر 340۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے اسی حدیث کے مطابق حکم نامہ دی احدیث نمبر 5659 جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر 341 شرح معانی الاثار حدیث نمبر 5629 صفحہ نمبر 335 جلد نمبر 3۔ سیدنا عثمان بن عفانؓ نے یہی حدیث بیان کر کے حکم دیا حدیث نمبر 5658 صفحہ نمبر 341 شرح معانی الآثار۔ حضرت سیدنا علی بن ابی طالبؓ نے اس حدیث کو بنیاد بنا کر فیصلہ دیا کہ برابری جنس میں ضروری ہے۔اور دست بدست ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہے۔ خلفائے راشدین کے

علاوہ عبادہ بن صامتؓ جو حمص کے قاضی تھے۔ابو درداؓ جو شام کے قاضی تھے۔ابو سعید خذریؓ جو فقیہ تھے۔انکے علاوہ بے شمار صحابہ کرام نے یہ حدیث روایت کی اور معاویہ تک پہنچی یہاں تک کہ خود فاروق اعظمؓ نے خط لکھا معاویہ کو بتایا پھر بھی معاویہ ڈٹے رہے۔اوران سے رجوع ثابت نہیں کیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اس رائے کو خطائے اجتہادی کہا جائے یا جرم عظیم؟ہم نے سود کے مسئلہ پر تفصیل سے اسلئے لکھا ہے تاکہ ہر مسلمان کو یہ مسئلہ معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا اس مسئلہ میں کتنا واضح حکم تھا۔اسکے باوجود امیر معاویہ نے اپنی رائے کو ترجیح دی معاذ اللہ۔ہو سکتا ہے کچھ لوگ یہاں بھی خطائے اجتہادی کا فار مولی اختیار کریں لیکن نص کے مقابلہ میں کسی کے نزدیک اجتہاد کی گنجائش نہیں۔جب حدیث نبوی کو خلفائے اربع اور فقہا صحابہ نے روایت کر کے اس پر فیصلہ دیا ربوالفضل ربوالنسیہ دونوں کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔جبکہ معاویہ نے اپنی رائے پر کوئی دلیل کوئی حدیث کوئی اثر بھی پیش نہیں کیا یہ واضح محکم تھا۔

توریث المسلم من الکافر پر امیر معاویہ کا حدیث شریف کے خلاف فیصلہ

:امیر معاویہ نے مسلمانوں کو کافر کا وارث بنا

کر حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح انحراف کیا۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا یرث الکافر المسلم ولا المسلم الکافر صحیح الجامع الصغیر بحوالہ مسلم حدیث 7685 آپ نے فرمایا کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا اور نہ مسلمان کافر کو وارث بن سکتا ہے۔ مؤطا امام محمد بن حسن شیبانی ترجمہ میں یہی حدیث اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے اور حدیث کا نمبر 725 ہے۔ اس حدیث کو درج کرنے کے بعد امام محمد بن حسنؒ فرماتے ہیں کہ ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔ نہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا۔ اور کفر ایک ہی مذہب ہے لہذا یہودی عیسائی کا اور عیسائی یہودی کا اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ امام ابو حنیفہ اور فقہائے احناف کا یہی مذہب ہے۔ مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۱۰۹۳ میں بھی یہ حدیث اسی طرح ہے۔ اور مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۱۰۹۵ میں ہے کہ ایک صحابی محمد بن اشعثؓ کی پھوپھی مر گئی مرنے والی یہودیہ تھی مسلمان نہ تھی۔ محمد بن اشعثؓ نے فاروق اعظمؓ سے پوچھا کہ اس کے مال کا وارث کون ہوگا۔ حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا کہ جو اس کے دین پر ہے وہی اسکا وارث ہو گا۔ یعنی یہودیہ کا ورث یہودی ہو گا۔ مسلمان اسکا وارث نہیں بن سکتا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے بھی اس پر فتوی دیا۔ مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۱۰۹۶ میں ہے کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے ایک نصرانی غلام کو آزاد کر دیا

تھا۔ وہ جب مر گیا عمر بن عبد العزیزؒ نے ناظم بیت المال کو حکم دیا کہ اسکی وراثت بیت المال میں جمع کر دیعنی اس کا کوئی وارث نہیں لہذا بیت المال ہے۔

امام مالکؒ کا فتوی

: امام مالک یہ تمام روایات درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں

الامر المجتمع عندنا و السنة التى لا خلاف فيها والذي ادركت عليه اهل العلم من بلدنا انه لا يرث المسلم الكافر

ہمارے نزدیک اس پر اجماع ہے اور یہ ایسی سنت ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور اسی پر ہمارے شہر مدینہ کے اہل علم کا اتفاق ہے کہ مسلمان ہر گز کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔ (موطا امام مالک صفحہ نمبر ۳۵۲ مکتبہ دار النفائس بیروت) مسلمان کو کافر کا وارث بنانا احداث فی الدین ہے۔ یعنی دین میں بری بدعت ہے۔ ابو بکر جصاص المتوفی صفحہ نمبر 370۔

ناظرین آپ نے ملاحظہ کیا کہ امام ابو حنیفہ امام مالک نے اس صحیح حدیث پر عمل کرتے ہوئے فتوی دیا اور تمام امت کے فقہاء نے بھی صحابہ کرام کے بعد اسی پر فتوی دیا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔ لیکن امیر معاویہ نے اس حدیث کو ترک کر کے اپنی رائے کو اس پر ترجیح دی۔ چنانچہ امام ابو بکر جصاص احکام القرآن جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۰۱ پر لکھتے ہیں۔ فاما مراث المسلم من الکافر فان الائمة من الصحابه متفقون على نفى التوراث بينها

و هو قول عامة التابعين وفقہاالامصار .ترجمہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے۔امام جصاص فرماتے ہیں:

فقد روي الزهري عن علي بن حسين عن عمر بن عثمان عن اسامة بن زيد قال قال رسول الله ﷺ لا يتوارث اهل الملتين شتى و فى رواية لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم فهذا الاخبار تمنع توريث المسلم من الكافر والكافر من المسلم و لم يرو عن النبى ﷺ خلافه فهو ثابت المسلم في اسقاط التورث بينها.

ترجمہ: امام زہری نے حضرت زین العابدینؒ سے روایت کیا۔انہوں نے عمر بن عثمانؓ سے روایت کیا۔انہوں نے امامہ بن زید سے رویت کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو مذہبوں والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔اسلئے ثابت ہوا کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

خلاف سنت بدعت امیر معاویہ توریث المسلم من الکافر

الکافر : امام ابو بکر جصاص احکام القرآن جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 101 پر لکھتے ہیں۔

وروي ابن شهاب عن داود بن هند قال مسروق ما احدث الاسلام قضية أعجب من قضية قضاها معاوية قال كان يورث المسلم من اليهودى و النصراني ولا يورث اليهودي والنصراني من المسلم قال فقضى بها اهل الشام فلما قدم عمر بن عبدالعزيز ردهم الى الامر الاول.

ترجمہ: ابن شہاب زہری داود بن ہند سے روایت کرتے ہیں کہ مشہور تابعی حضرت مسروقؒ کا قول ہے اسلام میں کوئی فیصلہ زیادہ تعجب انگیز اور خلاف سنت معاویہ کے اس فیصلے سے زیادہ نہیں ہوا کہ امیر معاویہ نے مسلم کو یہودی اور نصرانی کا وارث قرار دیا اور یہودی اور نصرانی کو مسلمان کا وارث قرار نہیں دیا۔ اور اسی دستور پر اہل شام عمل کرتے رہے۔ جب عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ راشد پنجم کا زمانہ آیا تو انہوں نے سنت کے مطابق فیصلہ کیا یعنی نہ مسلم کافر کا اور نہ کافر مسلم کا وارث بن سکتا ہے۔

قاضی شریح کو معاویہ کا حکم : امام ابو بکر جصاص آگے لکھتے ہیں۔

و روي هشيم عن مجالد عن الشعبي أن معاوية كتب بذالك إلى ذياد يعني توريث المسلم من الكافر فارسل ذياد إلى شريح فامره بذالك وكان شريح قبل ذالك لا يورث المسلم من الكافر فلما امر ذياد بما امر معاوية قضى بقوله فكان شريح إذا قضى بذالك قال هذا قضا امير المؤمنين معاوية.

ترجمہ: اور ہشیم نے مجالد سے اور انھوں نے امام شعبی سے روایت کی کہ امیر معاویہ نے زیاد کو حکم نامہ تحریر کر کے بھیجا کہ عدالتوں کے قاضی مسلمان کو کافر کا وارث بنائیں۔ اور کافر کو مسلمان کا وارث نہ بنائیں۔ یہی حکم زیاد نے قاضی شریح کو لکھ کر بھیج دیا کہ آئندہ اس پر عمل کیا جائے قاضی شریح اس سے پہلے سنت پر عامل تھے۔ نہ کافر کو مسلم کا اور نہ مسلم کو کافر کا وارث قرار دیتے تھے۔ جب امیر معاویہ کا حکم ملا تو اس پر فیصلہ کرنے

لگے۔اور جب ایسا فیصلہ قاضی شریح کو کرنا ہوتا تو صاف صاف کہہ دیتے یہ میرا نہیں بلکہ امیر معاویہ کا فیصلہ ہے۔ کیونکہ وہ سنت کے مطابق فیصلہ کے قائل تھے۔یعنی نہ کافر مسلمان کا اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے۔ گویا حکومت کی طرف سے عدالتی شرعی نظام میں مداخلت کی گئی۔اور اس سنت مصطفی ﷺ کو اور سنت خلفائے راشدین کو اور سنت صحابہ کرام کو پس پشت ڈال کر اسلامی دستور کو داغ لگایا گیا۔اور غیر اسلامی بنایا گیا۔آگے امام ابو بکر جصاص لکھتے ہیں کہ مسروق کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ امیر معاویہ کا فیصلہ باطل تھا۔کیونکہ یہ اسلام میں نو ایجاد خلاف سنت فیصلہ تھا۔کیونکہ امیر معاویہ سے پہلے کسی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا۔لہذا معلوم ہوا کہ معاویہ کا فیصلہ باطل تھا۔اور امیر معاویہ سے پہلے والا فیصلہ یعنی نہ کافر مسلم کا اور نہ مسلم کافر کا وارث ہو سکتا ہے۔یہی فیصلہ حق تھا۔اس لئیے عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سنت کو زندہ کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا معاویہ کی بدعت کو ختم کر کے سنت کو زندہ کیا : ا :امام محمد بن حسن شیبانی المتوفی 181ھ

مؤطا امام محمد میں فرماتے ہیں صفحہ نمبر 389 مترجم مطبوعہ کراچی

قال ذكر ذالك ابن ابی ذئب عن ابن شهاب الزهري قال سألت عن اليمين مع الشاهد فقال بدعة و اول من قضى بها معاوية و كان ابن شهب اعلم عند اهل المدينة بالحديث من

غیرہ. ترجمہ: امام محمد فرماتے ہیں کہ ابن ابی ذئب نے ابن شہاب الزہری سے پوچھا کہ ایک آدمی کے پاس اپنے دعوی کیلیئے دو گواہ نہ ہوں تو کیا وہ ایک گواہ کے ساتھ قسم اٹھائے تو کیا اس کے حق میں فیصلہ ہو سکتا ہے۔ابن شہاب نے جواب دیا کہ دو گواہ ضروری ہیں۔ایک گواہ کے ساتھ قسم پر عمل کرنا یہ معاویہ کی بدعت ہے۔حالانکہ ذہری محدث مدینہ ہیں دوسروں کے اعتبار سے حدیثوں کو زیادہ جاننے والے تھے۔یعنی یہ علماء مدینہ کا فتوی ہے۔

2 : حدیث نمبر 5979 شرح معانی الاثار جلد نمبر ۳ امام طحاوی فرماتے ہیں :

وقد حدثنا و صبان قال قد حدثنا ابو همام قال حدثنا ابن المبارك عن أبي ذئب عن الزهري ان معاوية اول من قضى باليمين مع الشاهد و كان الامر على غير ذالك.

ترجمہ ہمارے سامنے وصبان نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ابو ھمام نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے ابی ذئب سے روایت کیا اور وہ امام زہری سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ایک گواہ کے ساتھ قسم کا طریقہ معاویہ نے شروع کیا جبکہ اس سے پہلے قرآن پاک کی آیت اور حدیث نمبر 238 حدیث رسول پاک صلی اللاہ علیہ وسلم کے مطابق دعوی کرنے والے کیلیئے دو گوہ پیش کرنا ضروری ہوتے تھے۔معاویہ نے آکر یہ فیصلہ کیا کہ اگر دعوی کرنے والا ایک گواہ پیش کرے تو ایک گواہ کے بدلے وہ قسم اٹھائے جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہ تھا البینۃ علی المدعی مدعی کے ذمہ بینہ یعنی دو

گواہ ہیں۔اور والیمین علی من انکراور مدعی دو گواہ نہ لاسکے تو مدعی علیہ قسم اٹھائے جس نے انکار کیا۔

3 : امام احمد بن ابو بکر الجصاص الزہری الحنفی اپنی شرح آفاق تفسیر احکام القرآن جلد نمبرا صفحہ نمبر518پر فرماتے ہیں

وروي الليث بن سعد عن ذريق بن حكم انه كتب الى عمر بن عبد العزيز وهو عامله انك كنت تقضى بالمدينة بشهادة الشاهد و يمين صاحب الحق و كتب اليه عمر انا كنا قد نقضى كذالك و انا وجدنا لناس على غير ذالك فلا تقضين إلا بشهادة رجلين او برجل و امرأتين فقد اخبر هولاء السلف ان القضا با ليمين سنة معاوية و عبد الملك و انه ليس بسنة النبى صلى الله عليه وسلم الو كان ذالك النبى ﷺ لما خفى على علماء التابعين و انكار علماء التابعين و اخبار هو انه بدعة و ان معاوية و عبد الملك اول من قضى به.

ترجمہ: اور لیث بن سعد نے ذریق بن حکم سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو لکھا(ذریق بن حکم) حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دور خلافت میں کئی جگہ کے عامل تھے۔ذریق نے لکھا کہ آپ مدینہ منورہ میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے۔ہم کیا کریں؟عمر بن عبد العزیز نے اسکے جواب میں لکھا کہ وہ پہلی بات ہے۔یعنی اس وقت عمر بن عبد العزیزؒ مدینہ منورہ میں عبد الملک کی طرف سے مقرر تھے ۔لیکن اب جبکہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ راشد بنے تو آپ نے حکم دیا کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ فیصلہ ہر گز نہیں کرنا۔بلکہ دو مرد گواہ یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہونا

ضروری ہیں۔امام جصاص فرماتے ہیں کہ سلف الصالحین یعنی اکابر تابعین کے یہ فیصلے بتاتے ہیں کہ قضا مع الیمین یعنی مدعی کی قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کرنا یہ معاویہ اور عبد الملک کی بدعت ہے۔اور یہ نبی کریم کی سنت نہیں ہے۔اگر یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہوتی تو اکابر تابعین اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ پر مخفی نہ رہتی۔علمائے تابعین نے کہا کہ یہ معاویہ اور عبد الملک بن مروان کی بدعت ہے۔یہ ثابت کرتا ہے کہ اس معاملہ میں قرآن و سنت کے فیصلے سے معاویہ نے انحراف کیا۔

1:ناظرین جس طرح توراث کے مسئلہ میں عمر بن عبد العزیزؒ نے سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا تھا۔2:اسی طرح اس مسئلہ یعنی یمین مع الشاھد کے مسئلہ میں بھی عمر بن عبد العزیزؒ نے آکر سنت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کر کے بدعت معاویہ کو ختم کیا۔3 :اسی طرح معاویہ کے دور سے اہل بیت پر جو مظالم ہوتے تھے وہ بھی عمر بن عبد العزیزؒ نے آکر ختم کیئے۔ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد ذکر عمر بن عبد لعزیزؒ۔ ٤ :اسی طرح حضرت علیؓ پر امیر معاویہ کے دور سے ہر منبر پر جو گالی دی جاتی تھی وہ بھی انہوں نے آکر ختم کروائی اور ہر خطبہ میں ان اللہ یأمر بالعدل والی آیت رکھی جو ہر خطبہ میں تا قیامت جاری رہے گی۔

سوال نمبر 4 کے طویل جواب کا خلاصہ : 1 :سائل نے

فضیلت امیر معاویہ مین ایک حدیث مشکوٰۃ شریف سے صفحہ نمبر ۵۳۶ کا حوالہ دے کر نقل کی جس کی تشریح میں ہم نے ثابت کیا کہ یہ حدیث ضعیف اور بعض کے نزدیک موضوع ہے۔ جبکہ حدیث میں امیر معاویہ کا کوئی نام نہیں صرف تبلیغ حدیث کی فضیلت کا ذکر ہے۔ ہم نے ثابت کیا کہ امیر معاویہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح موجود نہیں امام اسحاق بن راہویہ، امام نسائی، امام ابن حجر عسقلانی، وغیرہ محدثین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ فضائل معاویہ میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے۔

۲ : ہم نے ثابت کیا کہ حدیث کو بیان کرنا اور روایت کرنا کافی نہیں اسپر پختہ ایمان اور عمل ضروری ہے۔ امیر معاویہ نے حضرت سعد بن وقاصؓ سے صحیح ترین حدیث نبویہ فضائل علیؓ سننے کے بعد بھی حضرت علیؓ پر شتم جاری رکھا۔ اور یہ فعل بد انکے بعد تمام بنو امیہ کے حکمران بھی کرتے رہے۔ 100ھ میں امیر معاویہ کے چالیس سال بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آکر اس بدعت سیئہ کو موقوف کیا انکے بعد پھر یہ مکروہ عمل جاری رہاتا کہ انکی حکومت بنو امیہ 132 میں ختم ہو گی اور خلافت عباسیہ آگئی۔

3 : ہم نے ثابت کیا کے قرآن کی تعریف صحابیت پر امیر معاویہ پوری طرح نہیں اترے لہذا انھوں نے اہل بیت کو ایذا دے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کیا اور خود درجہ صحابیت کو ختم کیا۔ قرآنی آیات رحماء بینھم سورۃ الفتح آخری آیت والذین التبعو ھم باحسان کو ترک کر دیا پارہ ۱۱ آیت نمبر ۱۰۰۔ نہ اتباع باحسان ہوا اور نہ رحمآء بینھم پر عمل ہوا۔

4 : ہم نے صحیح روایت سے ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہ سے سخت ناراض ہوئے۔ اور خداداد علم غیب کی بنا پر امیر معاویہ کے آنے والے دور کے مظالم کو آپ نے دیکھ لیا اور پریشان ہوئے۔ اور پیشنگوئی فرمائی کہ اس شخص کی وجہ سے میری امت کی تباہی ہو گی۔ (طبقات ابن سعد حصہ ہفتم)

5 : ہم نے اسد الغابہ سے ثابت کیا کہ امیر معاویہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ادب سے نہیں لیا اور حضرت خضرمی نے امیر معاویہ کو ڈانٹا کہ تم نے اس ہستی کا نام ادب سے کیوں نہیں لیا۔ جس کی تعظیم اور عظمت کا خدا نے حکم دیا ہے۔

6 : ہم نے ابن اثیر جزری کی تاریخ الکامل سے ثابت کیا کہ امیر معاویہ نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے اٹھا کر شام لے جانے کا حکم دیا اور جب اسکے کارندوں نے یہ ناپاک ارادہ کیا تو سورج سیاہ ہو گیا۔ اور اہل مدینہ گھبرا گئے۔ امیر معاویہ کے بعد بھی عبدالملک وغیرہ نے یہ ارادہ کیا اور حضرت سعید بن مسیّبؒ نے فرمایا یہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ ہے۔ ہم نے منبر شریف کی فضیلت میں ثابت کیا کہ یہ جگہ ریاض الجنہ میں شامل ہے۔ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر حوض کوثر پر ہے۔

7 : ہم نے یہ بھی ثابت کیا کہ امیر معاویہ کا دور حکومت اور امیر معاویہ کے فیصلے مکمل طور پر خلفائے راشدین اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھے۔ اور اکابر تابعین نے ان فیصلوں کو بدعت سئیہ اور بدعت معاویہ قرار دیا بعد میں علمائے اہل سنت نے بھی ان خلاف سنت فیصلوں کو بدعت معاویہ قرار دیا۔

8 : ہم ثابت کیا کہ امیر معاویہ نے احادیث صحیحہ کو ان صحابہ کرام سے جو دربار خلافت سے قاضی مقرر کیئے گئے تھے سن کر نظر انداز کیا اور اپنی مرضی کے فیصلے کئے۔ اور وہ صحابہ کرام ملک شام چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ سب کچھ اہل سنت کی مستند حدیث اور تفسیر کی کتابوں سے ثابت کیا۔

9 : سوال نمبر ٤ کا جواب ایک وقیع علمی اور تحقیقی مقالہ ہے۔ناظرین اس کو غور سے پڑھ کر محسوس کریں گے آج جو لوگ حضرت علیؓ اور حسنین کریمینؓ کے مقابلے میں امیر معاویہ اور یزید کو پیش کر رہے ہیں وہ کس مقام پر کھڑے ہیں۔اور انکا انجام کیا ہو گا۔

اللهم ارنا حقاً وارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه بوسيلة نبيك الكريم صلى الله عليه وسلم امين يا رب العالمين.

سوال نمبر 5: جن دو گرہوں کے درمیان امام حسن علیہ السلام نے صلح کروائی اس وقت عمار بن یاسرؓ شہید ہو چکے تھے۔اسکے باوجود مسلمان گروہ کا لفظ بتاتا ہے کہ جن لوگوں نے قتل کیا وہ باغی تھے۔معاویہ نہیں تھے۔رہا عمار بن یاسر کی حدیث کا تو اسکی شرح میں امام نولوی فرماتے ہیں قاتل اور مقتول مراد ہے۔جن کے پاس جنگ کی کوئی تاویل نہیں۔

سوالنمبر 5 کا جواب : سائل نے بات گول مول اس لئے کی ہے کہ اصل حقیقت کا انکشاف ہونے سے سائل کا کذب ظاہر ہوتا تھا لیکن ہم بات کھول کر بیان کرتے ہیں۔کیونکہ یہاں قیاس آرائی اور عقلی گھوڑے دوڑانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ بات مستند حدیث اور مستند تواریخ کی ہے۔جب واقعی طور ایک حادثہ ہوا ہے تو اس کو محض تاویلات

باطلہ سے مسترد نہیں کیا جاسکتا۔سائل کے سوال سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ امیر معاویہ حضرت عمار بن یاسر کے قتل کے ذمہ دار نہ تھے۔ کیونکہ انہوں نے امام حسنؓ سے صلح کرلی تھی۔یاد رہے کہ امیر معاویہ اپنے گروہ باغی کے امیر تھے۔ جبکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور دیگر متقدمین اور متاخرین علماء اہل سنت نے لکھا ہے کہ صلح سے پہلے امیر معاویہ باغی تھے۔ جب وہ باغی تھے اور باغیوں کے امیر اور سپہ سالار تھے۔ تو معاویہ کے زیر کمان حضرت علیؓ سے جنگ صفین ہوئی امیر معاویہ کے حکم یعنی باغی امیر کے حکم سے ایک یا دو آدمیوں نے مل کر عمار بن یاسرؓ کو شہید کر دیا۔اور امیر معاویہ کے حکم سے انکا سر کاٹ کر لے گئے۔اور امیر معاویہ کے سامنے پیش کر دیا۔

کسی روایت میں یہ نہیں کہ امیر معاویہ نے سر لانے والے کو کوئی سزا دی۔ یا عمار بن یاسر کے قتل پر افسوس کیا؟ یا انکو ملامت کیا ہو کہ اگر تم نے شہید کر دیا تھا تو سر کاٹ کر لانے کی جسارت کیوں کی؟ اور یہ بے حرمتی کیوں کی طبقات بن سعد اور کئی اسمائے رجال کی کتابوں سے ثابت ہے کہ قاتل کا نام ابو غادیہ تھا۔اور خود کو صحابی کہتا تھا اور کئی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ محدثین نے بھی اسکو صحابی تسلیم کیا ہے۔ حجۃ الوداع میں بھی وہ شریک تھا اور حجۃ الوداع کا خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر بیان کرتا تھا۔اور کہتا تھا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ جب کہ عمار بن یاسرؓ کے متعلق سرکار

صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہیں بلکہ دو حدیثیں بخاری شریف اور مسلم شریف میں موجود ہیں۔ بخاری شریف باب المسجد کی حدیث ہے

ویح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم إلى الله و يدعونه إلى النار.

افسوس عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ عمار انکو اللہ کی طرف بلاتا ہو گا اور باغی گروہ کے لوگ اسے دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے۔ مفہوم واضح ہے کہ معاویہ کا گروہ داعی الی النار تھا۔ اور امیر المؤمنین حضرت علیؑ کا گروہ جس میں عمار شامل تھے داعی الی الجنۃ تھا۔ ہمیشہ ذمہ دار لیڈر اور کمانڈر ہوتا ہے۔ امیر معاویہ امیر تھے حدیث مشہور ہے كل كم راع وكلهم مسؤل عن رعيته تم میں سے ہر شخص بکریوں کے ریوڑ کے چرواہے کی طرح نگران ہے۔ اور نگران سے اسکے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال ہو گا۔ اگر ایک گھر کا مالک نگران اور ذمہ دار ہے۔ تو معاویہ کی رعیت اور اسکے سپاہیوں کا نگران یقیناً معاویہ ہو گا اور مسئول ہو گا۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار صرف فاتر العقل انسان ہی کر سکتا ہے۔

عمار بن یاسرؓ کے بارے میں دوسری حدیث مسلم شریف میں قاتل العمار و سالبہ في النار الاحادیث الصحیہ میں البانی نے پہلے تو یہ ثابت کیا ہے کہ قاتل عمار ابو غادیہ صحابی تھا۔ اور پھر یہی حدیث مسلم شریف کی لکھ کر ثابت کیا ہے کہ نص صریح سے ثابت ہے کہ ابو غادیہ جہنمی ہے کیونکہ حدیث نبوی ہے قاتل عمار اور اسکا سالب دوزخی ہے پھر لکھا ہے کہ

یہاں نص کے مقابلہ میں خطا اجتہادی والا فارمولا اپلائی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں عمار بن یاسرؓ کے قاتل کو انکا سامان چھیننے والے کو جہنمی فرمایا گیا ہے۔

سر کاٹ کر لے جانے کی قبیح حرکت کا بانی کون تھا؟

سر کاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے اور انتقام کے جوش میں لاشوں کی بے حرمتی کرنے کا طریقہ جو جاہلیت میں رائج تھا۔ اور جسے اسلام نے مٹایا تھا۔ امیر معاویہ کے دور میں شروع ہوا اور اس سے پہلے احد کے موقعہ پر امیر معاویہ کی والدہ ہندہ نے حضرت امیر حمزہؓ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے کا جسم مبارک مثلہ کیا اور انکا جگر نکال کر چبایا تھا۔ اس لئے وہ آكلة الاكباد کہلاتی ہے۔ یعنی کلیجہ چبانے والی لیکن وہ تو زمانہ جہالیت اور حالت کفر میں ہندہ کا فعل تھا۔ زمانہ اسلام میں امیر معاویہ کو اس قبیح حرکت کا اجراء نہیں کرنا چاہیے تھا۔ إنا لله و إنا إليه راجعون.

زمانہ اسلام میں سب سے پہلے سر کاٹ کر بے حرمتی کرنے اور امیر کے سامنے سر لے جانے کی قبیح رسم امیر معاویہ سے شروع ہوئی۔ اور سب سے پہلے عمار بن یاسرؓ کا سر کاٹ کر امیر معاویہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جسکا کوئی نوٹس نہ لیا گیا یعنی امیر معاویہ اس فعل پر راضی تھے۔ یہی رسم بد امیر معاویہ کو دیکھ کر بعد میں خبیث یزید علیہ ما علیہ نے دوہرائی اور

اہل بیت کی لاشوں کی بے حرمتی کر کے سید الشھداء امام حسینؑ کا سر کاٹ کر اسکے اہلکاروں نے کربلا سے دمشق لا کر یزید کے دربار مین پیش کیا۔ یزید نے بھی امام پاک کے سر کی بے حرمتی کی اور اسکے گورنر ابن زیاد نے بھی اللہ غنی۔

دوزخ میں جانے کی جلدی کس نے کی : مسند امام احمد بن

حنبلؒ حدیث 6538 طبقات بن سعد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 196 امیر معاویہ کے سامنے حضرت عمار بن یاسرؓ کا سر کاٹ کر لایا گیا۔ سر لانے والے دو آدمی انعام کی لالچ میں جھگڑ رہے تھے۔ ہر ایک کہتا تھا کہ عمار کا سر میں امیر معاویہ کے سامنے پیش کروں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے کہا خدا کی قسم یہ دوزخ میں ایک دوسرے سے آگے جانے کیلئے جھگڑ رہے ہیں۔ کیونکہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

قاتل العمار و سالبه فی النار عمار

کو قتل کرنے والا اور اس کا سامان چھیننے والا دوزخ میں جائے گا۔ جب امیر معاویہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی یہ حدیث مبارک سنی تو حدیث کا انکار نہ کر سکے بلکہ عمر بن عاص سے ناراض ہو کر کہا کہ تم اپنے اس مجنوں بیٹے کو ہم سے دور کیوں نہیں کرتے۔ ان لوگوں نے ہماری وفاداری کے طور پر جان کی بازی لگا کر عمار کو قتل کیا

ہے۔اور تمہارا بیٹا عبداللہ کہتا ہے کہ یہ جہنم میں جانے کیلئے جھگڑ رہے ہیں۔امیر معاویہ کے الفاظ پر غور کریں وہ کتنے خوش تھے۔عمرو بن عاص نے جوب دیا خدا کی قسم یہ بات سچی ہے۔اور اے معاویہ خدا کی قسم تمہیں بھی اس بات کا علم ہے۔کاش میں عمار بن یاسرؓ کے قتل سے 20 سال پہلے مر چکا ہوتا عمرو بن عاص نے جب عمار بن یاسرؓ کا سر دیکھا تو رنگ فک ہو گیا اور خاموش ہو گئے۔(طبقات بن سعد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 196 تذکرہ عمار بن یاسرؓ)

حضرت عمار بن یاسر جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے امیر معاویہ کی فوج سے لڑائی میں شہید ہوئے۔اور حضرت عمارؓ کی شہادت نے نص صریح سے ہر بات کھول دی کے فریقین میں حضرت علیؓ حق پر ہیں۔اور امیر معاویہ باطل پر ہیں۔کیونکہ بخاری شریف کی حدیث

ویح عمار تقتلك الفئة الباغية عمار يدعوهم إلى الله و يد عونه الى النار

افسوس کہ عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا عمار انکو دعوت الی اللہ دے گا اور باغی گروہ عمار کو دعوت دوزخ دے گا۔اس حدیث کی شہرت صحابہ کرام میں پھیل گئی تھی کیونکہ اس حدیث کو ایک نہیں بلکہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا تھا۔

بغاوت کی حدیث کے راوی حضرات اور کتب

حدیث : بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، طبرانی شریف، بیہقی شریف، مسند ابوداود طیاسی، اور طبقات ابن سعد میں یہ حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرام سے مروی ہے۔ 1 : حضرت عثمان بن عفانؓ، 2 : عبداللہ بن مسعودؓ، 3: عمار بن یاسرؓ 4 :ابوایوب انصاریؓ 5 : ابوسعید خذریؓ 6 : ابو قتادہ انصاریؓ 7 : ام المؤمنین ام سلمہؓ 8 : عبداللہ بن عمرو بن عاص 9 : عمرو بن عاص 10 : ابو ھریرہؓ 11 : حذیفہؓ 12 :ابورافعؓ 13: خزیم بن ثابتؓ۔

امام ابو بکر جصاص الرازیؒ کی تصریح کہ امیر معاویہ باغی تھے

باغی تھے : احناف کی قدیم ترین مستند تفسیر احکام القرآن جیسے مجتہد فی الفقہ امام ابو بکر جصاص الرازی نے لکھا ہے سورۃ الحجرات آیت نمبر 9 کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

و أيضاً قاتل على ابن طالب الفئة الباغية با السيف ومعه كبرا الصحابة و اهل بدر قد علم مكانهم و كان محقاً في قتاله لهم لم يخالف فيه احد الا الفئة الباغية التي قاتله و اتباعها. و قال النبي ﷺ لعمار تقتلك الفئة الباغية و هذا خبر مقبول من طريق التواتر حتى ان معاوية لم يقدر على جحده لما قال له عبد الله بن عمرو فقال انما قتله من جأبه فطرحه بين اسنتنا.

حضرت علیؓ کی جنگ تلوار سے باغی گروہ سے ہوئی اور اس جنگ میں اکابر صحابہ کرام اور اہل بدر حضرت علیؓ کی طرف تھے جن کی شان کا سب کو پتہ ہے۔ حضرت علیؓ اس جنگ میں حق پر تھے۔ سوائے باغی گروہ کے کسی نے حضرت علیؓ کے خلاف بات نہیں کی۔ بلکہ حضرت علیؓ کے جھنڈے کے نیچے لڑ کر جام شہادت نوش کیا اور باغیوں سے قتال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسرؓ کے متعلق فرمایا تھا تقتلك الفئة الباغية اور یہ حدیث درجہ تواتر میں قبولیت حاصل کر چکی ہے۔ حتی کے عمار بن یاسرؓ کی شہادت پر جب عبداللہ بن عمرو عاص نے امیر معاویہ کو جب یہ حدیث سنائی تو امیر معاویہ اسکا انکار نہ کر سکے بلکہ یہ عذر گناہ پیش کیا کہ اس کا قاتل وہ ہے جو عمار کو ہمارے نیزوں کے سامنے لے کر آیا۔ (یعنی کے علیؓ) مطلب یہ کہ عمار کو علیؓ نہ لاتے تو وہ قتل نہ ہوتے۔ لہذا عمار کا قاتل علیؓ ہے۔ علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے امیر معاویہ کا یہ عذر گناہ بدتر از گناہ سن کر فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا معاذ اللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر حمزہؓ کو جنگ احد میں ساتھ لائے لہذا امیر حمزہؓ کے قتل کی نسبت معاذ اللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جائے گی۔ جیسے یہ باطل اور جھوٹی بات ہے۔ بلکہ باغی گروہ عمارؓ کے قتل کا ذمہ دار ہے جسکا امیر امیر معاویہ تھا۔

فضائل مناقب عمار بن یاسرؓ : سوال نمبر 5 کا جواب تو مکمل ہو گیا

کہ حضرت عمار بن یاسر کے قتل پر امیر معاویہ راضی تھے۔اور امیر معاویہ باغی گروہ کے امیر تھے۔لہذا عمارؓ کی شہادت کی مکمل ذمہ داری معاویہ پر عائد ہوتی ہے۔البتہ بالفعل جس شخص نے شہید کیا وہ ابو غادیہ تھا۔جسے دوزخ کی وعید سنائی گئی۔لیکن یہ سوال اب بھی تشنہ رہے گا کہ عمار بن یاسرؓ کی فضیلت اور جنگ صفین میں انکا مؤقف معاویہ کے مقابلہ میں کیا تھا بیان نہ کیا جائے اسلئے حضرت عمار بن یاسرؓ کی شخصیت اور انکے مؤقف سے واضح ہو گا کہ یہ خطائے اجتہادی نہیں بلکہ حق و باطل کی جنگ تھی۔اور جو مؤقف عمار بن یاسرؓ کا تھا وہی حضرت علیؓ اور آپ کے زیر لواء لڑنے والے مہاجرین و انصار اور اصحاب بیعت رضوان کا تھا۔معاویہ کے ساتھ تو شاہد دس صحابی بھی نہ تھے۔اگر تھے تو دھوکہ دیا گیا۔زیادہ شامی نوخیز صحابیت سے محروم تھے۔

فضیلت عمار بن یاسرؓ میں احادیث : حدیث نمبر ۱ : عمر

بن محیونؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسرؓ کی پشت کو مشرکین نے داغ دے کر جلایا تھا۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب انکے پاس سے گزرتے اور انکو عذاب میں دیکھتے تو آپ انکے سر پر ہاتھ رکھ کر فرماتے

يا ناركوني برداًوسلاماً على عمار كما كنت على ابراهيم تقتلك الفئة الباغية

اے آگ تو عمار پر ٹھنڈی اور سلامت بن جا جیسے تو ابراھیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامت بن گئی تھی۔(بطور علم غیب فرمایا) اے عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔(طبقات بن سعد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 188)۔

حدیث نمبر 2 : الیوسف المکی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمار انکی والدہ اور انکے والد کے پاس سے گزرے اور وہ مکہ شریف میں کفار کی طرف سے عذاب میں مبتلا تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا

إصبر و ال عمار فأن موعدكم الجنة (طبقات ابن سعد جلد نمبر سوم صفحہ نمبر 189)اے آل یاسرؓ صبر کرو تمہارا ٹھکانا جنت ہے۔

حدیث نمبر 3 : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سورۃ زمر پارہ نمبر 23 کی آیت نمبر 9 امن هو كانت انا اليل و النهار عمار بن یاسرؓ کی شان میں نازل ہوئی۔

حدیث نمبر 4 : جریر بن حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسرؓ سے سنا عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ انسانوں اور جنوں سے جہاد کیا۔ عمار بن یاسرؓ سے پوچھا گیا کہ کافر انسانوں سے تو آپ نے جنگ کی مگر جنات سے کیسے جنگ کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ ایک سفر میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ میں اپنا ڈول اور مشکیزہ لے کر ایک کنویں سے پانی لینے گیا جب جانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمار خیال رکھنا تمہارا ایک دشمن تمہیں پانی سے روکے گا۔ جب میں پانی لینے گیا تو وہاں ایک کالا مضبوط آدمی دیکھا اور اس نے کہا کہ تم کو ایک ڈول بھی پانی نہیں لے جانے دوں گا۔ پھر میری اور اسکی کشتی ہوئی میں نے ایک پتھر سے اس کا ناک اور منہ توڑ ڈالا۔ پھر میں اپنا مشکیزہ بھر کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ پانی پر کون تھا۔ میں نے کہا ایک کالا مضبوط آدمی تھا جس سے مقابلہ ہوا اور میں نے پتھر سے اسکا ناک اور منہ توڑ دیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے وہ کون تھا۔ وہ شیطان تھا تمہیں پانی سے روکنے آیا تھا۔

حدیث نمبر 5 : حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور عمار کا قاتل دوزخ میں جائے گا۔ (طبقات ابن سعد جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 190)

حدیث نمبر 6 : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت تین آدمیوں کی بہت زیادہ مشتاق ہے۔ اور وہ تین حضرت علیؓ، حضرت عمارؓ، اور حضرت سلیمان ہیں۔ (ترمذی کتاب المناقب)

حدیث نمبر 7 : حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک دن عمار بن یاسرؓ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے لئے اذن طلب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذنوا له مرحبا بالطيب المطيب مرحبا اسے آنے دو وہ بہت ہی پاکیزہ اور صاف انسان ہے۔ (ترمذی کتاب المناقب)

حدیث نمبر 8 : و من حديث خالد بن وليد ان رسول الله ﷺ قال من اغض عمار ابغضه الله تعالى قال خالد كما زلت احبه من يو مئذ (الاستعياب على هامش الاصابة ذكر عمار صفحہ نمبر 472 علامہ ابن عبد البر الاندلسی متوفی 463)

ترجمہ حضرت خالد بن ولید بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمارؓ سے بغض اور دشمنی کی اللہ تعالی نے اس سے دشمنی کی یعنی اللہ تعالی اس سے ناراض ہو کر اس کا دشمن ہو گا اور سزا دے گا۔ اللہ اکبر ایک طرف سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان جلالت نشان اور دوسری طرف گروہ امیر معاویہ کے لوگ عمار کا سر تن

سے جدا کر کے بے حرمتی کے ساتھ امیر معاویہ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور مجرموں پر کوئی تعذیر کوئی سزا عائد نہیں کی جاتی بلکہ تحسین کی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۹ : و قال رسول الله ﷺ ان عمار ملئ الى مشاشة و في رواية إلى اخمص قدميه

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار ایمان کی دولت سے بھرا ہوا ہے۔ سر سے پاوں تک اور ایک روایت میں ہے سر سے پاؤں کے تلوں تک سبحان اللہ۔

حدیث نمبر ۱۰ : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر 122 کا پہلا حصہ اومن كان ميتاً فاحييناه وجعلناله نوراً يمشى به فى الناس کیا وہ شخص جو مردہ تھا اس کو ہم نے زندہ کیا اور اسکو ایسا نور عطا کیا جس کی روشنی لے کر لوگوں میں چلتا ہے۔ اور دوسرے لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ آیت کا یہ حصہ حضرت عمار بن یاسر کی فضیلت میں نازل ہوا اور آیت مبارکہ کا دوسرا حصہ کمن مثله فى الظلمات ليس بخارج منهاكذالك زين للكفرين ما كانو يعملون کیا وہ پہلا شخص اس دوسرے شخص کی مثل ہو سکتا ہے جو گھپ اندھیروں میں یعنی کفر میں غرق ہے اور اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔ (ہر گز نہیں) اسطرح ہم نے کافروں کیلئے انکے برے اعمال کو مزین کر دیا کہ وہ کفر سے پیار کرتے

ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آیت کا دوسرا حصہ ابو جہل کے متعلق نازل ہوا مطلب یہ کہ عمارؓ نور علی نور ہے کہ وہ عاشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ابو جہل ظلمات کفر میں غرق ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ (الاستعیاب صفحہ نمبر 472)۔

حدیث نمبر ۱۱ : عبداللہ بن سلمہؓ فرماتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ہمراہ امیر معاویہ کے باغی لشکر جنگ سے مصروف تھے کہ میں نے عمار بن یاسرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے پانی مانگا انکے سامنے پانی کے بجائے دودھ پیش کیا گیا پھر انہوں نے فرمایا کے آج کے دن میری ملاقات اپنے پیاروں سے ہو گی کیونکہ

ان رسول اللہ ﷺ عہد التی ان اخر شربۃ تشربہا من الدنیا شربۃ لبن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ پختہ عہد فرمایا تھا کہ اے عمار دنیا میں سب سے آخری مشروب تمہارا دودھ ہو گا یہ کہ کر دودھ نوش فرمایا اور دودھ بطور صبح کے ناشتے کے ایک برتن میں لمبے ہاتھوں والی خاتون لے کر آئی تو حضرت عمارؓ نے اس سے لے کر دودھ پی لیا۔ اور پھر فرمایا الحمد للہ الجنۃ تحت الاسنۃ سب تعریف اللہ کے لئے اور جنت نیزوں کے نیچے اور پھر فرمایا۔

والله لو ضربونا حتي يبلغوبنا سعفات هجر لعلمنا ان مصلحنا علي الحق و انهم علي الباطل ثم قاتل حتى قتل.

اللہ کی قسم اگر وہ لوگ جنگ میں ہمیں بھگا کر ہجر کی کھجوروں تک لے جائیں پھر بھی ایمان قائم ہے۔ کہ ہمارا اصلاح کرنے والا علیؓ حق پر ہے اور وہ لوگ معاویہ اور اسکا گروہ باطل پر ہیں یہ کہہ کر لڑائی میں مصروف ہو گئے اور بالآخر شہید ہو گئے۔ (الاستعیاب ابن عبدالبر صفحہ 472)

حدیث نمبر 12 : حارثہ بن مضرد فرماتے ہیں کہ فاروق اعظم نے جو سرکاری مکتوب اہل کوفہ کے نام روانہ فرمایا وہ میں نے پڑھا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں تمہارے پاس عمار بن یاسرؓ کو امیر بنا کر بھیج رہا ہوں اور عبداللہ بن مسعودؓ کو معلم اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پسندیدہ ہیں۔ انکی اطاعت کرنی ہے اور انکے احکام پر چلنا ہے۔ میں نے تمہیں عبداللہ بن مسعودؓ جیسی ہستی دے کر بہت بڑا ایثار کیا ہے۔ (الاستعیاب صفحہ 473)

حدیث نمبر 13 : حضرت حذیفہ بن یمانؓ (جن کو رازدار نبوت ہونے کا شرف حاصل ہے) سے انکی وفات کے وقت پوچھا گیا کہ فتنہ کے زمانہ میں ہم کو کیا حکم ہے پوچھنے والے ابو مسعود انصاریؓ اور لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ حضرت حذیفہ بن یمان نے فرمایا

کہ تم لوگوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کے ساتھ رہنا ہے۔ کیونکہ عمار بن یاسرؓ آخر تک حق پر رہیں گے۔ اور حق پر انکی موت ہو گی اور یہ بھی فرمایا جس طرف عمار چلے گا اسی طرف حق چلے گا۔ اور جس طرف حق چلے گا اسی طرف عمار چلے گا۔ فانہ یدور مع الحق حیث دار (الاستعیاب صفحہ نمبر 473) ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یہ الفاظ کہ جدھر حق ہو گا عمار ادھر ہو گا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ ہیں یعنی حدیث مرفوع ہے۔

حضرت عمارؓ کا مؤقف : حدیث نمبر 14 : عبدالرحمن سلفی

بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ جس وادی یا جس کنارے کی طرف جاتے تھے، انکی اقتداء کرتے ہوئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بھی اسی طرف جاتے تھے۔ گویا حضرت عمار انکے لیئے پیشوائی اور رہنمائی کی علامت تھے۔ اور میں نے اس دن حضرت عمار بن یاسرؓ سے سنا کہ وہ حضرت ہاشم بن عتبہ سے مخاطب ہو کر کہ رہے تھے تقدم الجنۃ تحت الا بارقہ آگے بڑھو جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ الیوم القی الاحبۃ محمداً و حزبہ آج کے دن ہماری ملاقات شہادت کے بعد اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے ہو گی۔ پھر عمار بن یاسرؓ نے فرمایا:

یا ولو هزمونا حتى يبلغوا بنا سعفات هجر لعلمنا انا على الحق و انه على الباطل

اگر یہ باغی گروہ ہم کو شکست بھی دیدے اور ہمیں سعفات ھجر تک پہنچادیں پھر بھی ہمارا یقین کامل ہے کہ ہم حق پراور وہ باطل پر ہیں۔ پھر عمار بن یاسر نے یہ اشعار پڑھے

نحن ضربناكم على تنزيلها نضربكم على تاويله ضرباً الهام ان مكيله و يذهل الخليل عن خليلحه او رجع الحق الي سبيله.

ترجمہ: اشعار ہم نے تم سے اے معاویہ کے گروہ قرآن کے نزول کے وقت بھی جنگ کی اور آج قرآن کی تفسیر پر تم سے جنگ کر رہے ہیں۔(یعنی قرآنی حکم ہے کہ باغیوں سے لڑو یہاں تک کے وہ حکم الٰہی کے تابع فرماں بن جائیں۔)سورۃ حجرات پارہ نمبر 26ہم تم کو ایسی ضرب لگائیں گے کہ جس سے گردن تن سے جدا ہو جائے گی اور دوست اپنے دوست کو بھول جائے گا۔یاوہ حق کی طرف آجائے گا۔

سوال کا دوسرا حصہ : سائل نے سوال کے دوسرے حصے میں امام نوی کا حوالہ دیتے ہوئے صرف اتنی بات لکھی ہے کہ جن کے پاس جنگ تاویل نہیں انسے مراد قاتل اور مقتول ہے۔یہ عجیب منطق اور معمہ ہے تاکہ کوئی نہ سمجھ سکے۔اگر یہ مراد ہے کہ قاتل اور مقتول دونوں باغی ہیں تو یہ بھی باطل ہے۔کیونکہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ افسوس عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا عمارؓ انکو اللہ کی طرف بلا رہا ہو گا ۔(بخاری)اور باغی گروہ سے کون مراد تھا؟ یہ حدیث علم غیب نبوی پر واضح دلیل

ہے۔اور بے شمار صحابہ کرام نے سنی اور جنگ صفین میں عمار بن یاسرؓ حضرت علیؓ کی طرف کے دار بن کر میدان میں آئے تو صرف اصحاب بیت رضوان کی تعداد حضرت علیؓ کے لشکر میں آٹھ سو تھی۔کیونکہ یہ حدیث ان تک پہنچ چکی تھی کہ عمار کا مقابلہ باغی گروہ سے ہو گا۔اسلئے وہ علی شیر خدا کی طرف سے میدان جنگ میں آئے۔چنانچہ امام عبد البرؒ الاستعیاب میں لکھتے ہیں

و قال عبدالرحمن بن ابزي شهدنا مع علی صفين في ثمان مائة ممن بايع بيعة الرضوان قتل منهم ثلاثة و ستون فمنهم عمار بن ياسر (الاستعیاب صفحہ نمبر471)

حضرت عبد الرحمن ایزیؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ حاضر ہوئے۔حضرت علی کے طرف داروں میں صرف بیعت رضوان والے آٹھ سو صحابہ کرام تھے۔جن میں سے 63اصحاب نے جام شہادت نوش کیا۔ان میں حضرت عمار بن یاسرؓ بھی تھے۔مطلب یہ کہ حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد تسلیم کروانے کیلئے اتنے حضرات شہید ہوئے اسکی یہ وجہ بھی تھی کہ انکو سرکار کی حدیث سے پتہ تھا کہ جدھر عمارؓ ہو گا ادھر حق ہو گا۔

عمار بن یاسرؓ کی شہادت پر صحابہ کرام کا حضرت علیؓ کے ساتھ ہونا

ساتھ ہونا : فتنہ کی ابتداء شہادت سیدنا عثمانؓ سے ہوئی تھی۔اسلیئے کچھ صحابہ کرام تذبذب میں تھے کہ شاہد معاویہ خون عثمانؓ کیلیئے لڑ رہے ہیں۔ لیکن معاملہ کچھ اور تھا جب ایسے صحابہ کرام نے حضرت عمارؓ کی شہادت کو دیکھا تو فوراً حضرت علی شیر خدا کے جھنڈے کے نیچے آکر باغیوں سے قتال کیا۔اور جام شہادت نوش کیا۔کیونکہ عمار بن یاسرؓ کی شہادت ایک علامت تھی کہ حق کس طرف ہے اور باطل کس طرف ہے۔

شہادت عمار کے بعد حضرت علی شیر خدا کی جماعت میں شامل ہونے والے کون تھے؟

: حزیمہ بن ثابتؓ ایک ایسے صحابی ہیں جن کی اکیلے شہادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کے برابر قرار دی تھی حدیث شریف میں ہے کہ کسی اعرابی سے حضور پاک ﷺ نے گھوڑا خریدا ابھی قیمت ادا نہیں کی تھی کہ وہ بیع سے منکر ہو گیا۔اس نے کہا کہ گواہ پیش کرو کہ میرا آپ سے سودا ہوا ہے۔ حضرت حزیمہ اس وقت موجود نہیں تھے مگر انھوں نے کہا کہ میں گواہ ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے گھوڑا خریدا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

حزیمہؓ سے پوچھا تم کس طرح اس کی گوہی دیتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ آسمانی خبروں پر ہم آپ کو سچا تسلیم کرتے ہیں تو پھر اس معاملہ میں کیوں نہ آپ کی گواہی دوں۔ آپ نے فرمایا آج کے بعد حزیمہ بن ثابت کی ایک گواہی دو گوہوں کے برابر قرار دی جائے۔ (مسند سعید بن منصور کتاب الشھادۃ و دیگر کتب حدیث)

حزیمہ بن ثابتؓ کے صفین میں آخری الفاظ : عمارہ بن

حزیمہ بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت حزیمہ بن ثابتؓ صفین کی جنگ میں شریک ہوئے اور کہا کہ میں ہر گز حملہ کر کے جنگ نہیں کروں گا جب تک حضرت عمارؓ کا معاملہ نہ دیکھ لوں کیونکہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

تقتله الفئة الباغية فلما قتل عمار بن ياسر قال حزيمة بانت لى الضلالة واقترب فقاتل حتى قتل.

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ جب عمار بن یاسرؓ قتل ہوں گے تو حزیمہ بن ثابتؓ نے فرمایا اب بات کھل کر آگئی ہے کہ گمراہ فرقہ کون ہے۔ (یعنی معاویہ کی جماعت ضلالت میں ہے۔) یہ کہہ کر آگے بڑھے اور ڈٹ کر لڑے یہاں تک کہ جام شہادت نوش کیا۔ (ملاحظہ ہو الاستعیاب صفحہ نمبر 331 حرف العین مع اصحاب)۔

عبداللہ بن عمرؓ کی آخری تمنا : طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی آخری تمنا تھی کہ کاش میں جنگ صفین حضرت علیؓ کے مقابلہ میں آنے والے باغی گروہ سے جنگ کرتا۔ روایات ملاحظہ ہوں۔

1 : عن حبيب بن ثابت قال قال ابن عمر ما اسى على شئ الا اني لم اقاتل مع على الفئة الباغية و في رواية انه قال حين حضرته الوفاة ما اجد فى نفسي من امر الدنيا شيأ الا اني لم اقاتل مع على الفئة الباغية.

2 : عن ابو بكر بن جهم قال سمعت ابن عمر يقول ما اسى على شئ الا تركي قتال الفئة الباغية.

کی یہ حسرت باقی رہی۔

3 : حضرت عبداللہ حبیب بن ثابت اور ابو بکر بن جہم دونوں کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے آخری وقت فرمایا کہ میری دنیا سے کوئی تمنا نہیں مگر ایک افسوس ہے کہ علیؓ کی جماعت میں شامل ہو کر باغی گروہ سے میں نے کیوں لڑائی نہیں کی۔

عبداللہ بن بدیلؓ کی جنگ صفین میں تقریر

حضرت عبداللہ بن بدیلؓ نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور جنگ حنین جنگ طائف اور جنگ تبوک میں شریک رہے۔ حضرت عبداللہ بن بدیلؓ قبیلہ حزائمہ کے سردار تھے وہ بھی انکے بھائی حضرت عبدالرحمن بن بدیل حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے امیر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن بدیلؓ کا خطبہ صفین میں ہماری تمام مستند رجال کی کتابوں میں نقل کیا ہے جس سے حضرت علیؓ اور انکے ساتھیوں کا عقیدہ اور موقف واضح ہوتا ہے کہ وہ گروہ معاویہ کو باغی اور داعی الی النار ہونے کی وجہ سے واجب القتل اور ان سے جنگ کو عظیم جہاد یقین کرتے تھے۔ اسلئے لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا۔

صفین میں خطبہ حضرت عبداللہ بن بدیلؓ

: زید بن وھب الجھنی راوی ہیں کہ عبداللہ بن بدیلؓ نے اپنے ساتھیوں کے سامنے یہ خطبہ دیا سب سے پہلے انہوں نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور پھر یہ الفاظ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمائے۔

الا ان معاویۃ ادعی ما لیس لہ و نازع الامر اھلہ و من لیس مثلہ اجادل بالباطل لیدحض بہ الحق وصال علیکم بالاحزاب الاعراب و زین لھم الضلالۃ و زرع فی قلوبھم حب الفتنۃ و لبس علیھم الامر۔

ترجمہ: لوگو سنو معاویہ نے اس خلافت کا دعوی کیا ہے جسکا وہ حق دار نہیں ہے اور جو خلافت کا حقدار ہے یعنی علیؓ ان سے اس نے جھگڑا شروع کرر کھا ہے حالانکہ علیؓ کے پایا کا اس وقت کوئی انسان نہیں اور معاویہ باطل کا سہارا لے کر آیا ہے۔ تاکہ باطل کے ذریعے حق کو دبادے۔ اور تمہارے مقابلہ میں شہری لوگوں اور دیہاتی لوگوں کا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوا ہے۔ معاویہ نے ان لوگوں کی نظروں میں ضلالت یعنی گمراہوں کو خوبصورت بنا کر پیش کیا ہے۔ اور ان لوگوں کے دلوں میں فتنے کا بیج بو دیا ہے اور حق کو مشتبہ بنا دیا ہے۔

۲: وأنتم واللہ علی الحق علی نور من ربکم و برھان مبین۔فقاتلوا الطغاۃ الجفاۃ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم و ینصرکم علیھم و یشف صدور قوم مؤمنین۔(ایت نمبر ۱۴ التوبہ پارہ ۱۰)

ترجمہ: اور خدا کی قسم تم اے گروہ علیؓ حق پر ہو اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور اور مکمل سچی دلیل پر ہو۔ تم جنگ کرو ان ظالموں اور طاغیوں سے پھر یہ آیت پڑھی۔ جسکا ترجمہ ہے تم ان سے لڑو اللہ تمارے ہاتھوں انہیں عذاب دے گا۔ اور انہیں ذلیل کرے گا۔ اور تم کو

اپنی مدد سے نوازے گا۔اور مومنوں کے سینوں کو شفادے گا۔(ترجمہ آیت نمبر14 سورۃ توبہ پارہ نمبر10)

سوال نمبر ۵ کے تیسرے حصے کا جواب : سوال نمبر 5

کے تیسرے حصے میں سائل نے باغی گروہ کو حق پر ثابت کرنے کیلئے مسند سعید بن منصور کی روایت کا حوالہ دیا ہے اور یہ الفاظ لکھے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے اور امیر معاویہ کی طرف سے مرنے والوں کی نیت اللہ کی رضا ہے لہذا دونوں جنتی ہیں۔

جواب : مسند سعید بن منصور دنیا کے کتب خانوں میں قلمی رہی 1967 میں ڈاکٹر حمید اللہ نے ترکی سے مطبوعہ دریافت کر کے اس مسند کی تیسری جلد کو جو کتاب الفرائض سے شروع ہوتی ہے دو جلدوں میں ایڈٹ کیا اور یہ حوالہ جلد نمبر2 روایت نمبر 2968 سے سائل نے نقل کیا ہے۔اسلئے درجہ ذیل امور سے معلوم ہو گا یہ روایت منکر ہے مجہول ہے اور ساقط الاعتبار ہے۔حضرت علیؓ کا موقف جاننے کیلئے آپ کا یہ ارشاد بڑا اہم ہے۔کسی نے آپ سے سوال کیا کہ لڑائی سے بچنے کیلئے آپ امیر معاویہ سے (جو شام کے گورنر تھے) استعفی طلب نہ کریں تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں گا تو قرآن کی

اس آیت کے مطابق میں گمراہ لوگوں کو اپنا مددگار بنا کر مرتکب گناہ ہوں گا۔اور وہ آیت پارہ نمبر 15 سورۃ کھف کی آیت تلاوت فرمائی۔آیت یہ ہے وما کنت متخذا لمضلین عضداً اور میں گمراہوں کو اپنے لئے مددگار نہیں بناتا۔(الکھف) سعید صالح بن موسٰی سے روایت کرتے ہیں وہ معاویہ سے روایت کرتے ہیں وہ نعیم بن ہند سے رویت کرتے ہیں اور نعیم بن ہند اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے صفین کی جنگ میں مقتولوں کے متعلق فرمایا کہ دونوں گروہ جنتی ہیں۔سعید بن منصور کی اس سند میں صالح بن موسی کے بعد معاویہ کا نام ہے۔رجال کی کتابوں میں الاصابہ وغیرہ میں 42 حضرات کا نام معاویہ ہے۔یہ کون سا معاویہ ہے۔جس کے والد کا نام نہیں کیونکہ الاصابہ میں 42 نام معاویہ افراد کے ہیں۔اور سب کے والد کے نام ہیں نسب ہیں جیسے معاویہ بن ابی سفیان وغیرہ لہذا اس سند میں ایک جہالت یہ ہوئی یعنی مجہول راوی ہے۔اب یہ مجہول راوی نعیم بن ہند کا نام لیتا ہے۔اور نعیم بن ہند کہتا ہے کہ میں نے اپنے چچا سے سنا یہ چچا نعیم کا کون تھا وہ بھی مجہول ہے۔لہذا دونوں راوی مجہول ہونے کے سبب یہ پوری سند ساقط الاعتبار ہوگئی اور اسکی استنادی حثیت ختم ہوگئی۔

2 : کسی روایت کی صحت کیلئے اسکے تمام راویوں کے حالات اور رواۃ کا مستند ہونا ضروری ہے سند کے لحاظ سے تو یہ رویت درجہ ضعف سے بھی کم تر نکلی مفہوم کے لحاظ سے دیکھا جائے تو سائل نے حضرت علی کا مقولہ یوں نکل کیا ہے کہ میری طرف سے اور امیر معاویہ

کی طرف سے مرنے والوں کی نیت اللہ کی رضا ہے لہذا دونوں جنتی ہیں لیکن روایت کے الفاظ کا یہ مفہوم لینا بلکل غلط ہے اصل روایت کے الفاظ یہ ہیں

من قتل منا ومنهم يريد وجه الله والدار الاخرة دخل الجنة

صفحہ 345 جو ہم میں سے قتل کیا گیا اور جوانسے قتل ہوا اور اسکی نیت اگر رضائے الٰہی اور آخرت کی نجات تھی تو وہ جنت میں جائے گا۔ اسمیں حضرت علیؓ یہ شرط لگا رہے ہیں کہ جس نے رضائے الٰہی کی نیت کی وہ جنت جائے گا۔

ایک اہم سوال : سوال یہ ہے کہ امیر معاویہ کے گروہ کو زبان رسالت مآب سے باغی کہا گیا ہے اور آپ کی زبان اقدس سے اسی باغی گروہ کو داعی الی النار بھی کہا گیا ہے اور پھر اسی باغی گروہ کا جو فرد حضرت عمار بن یاسرؓ کا قاتل ہے تحصیصا اس کو جہنمی فرمایا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ گروہ بغاۃ ظالمین اور مرتکب کبیرہ تھے ایسی حالت میں اگر کوئی گناہ کو ثواب سمجھ کر کرے اور جنت کی توقع رکھے تو کیا اسکی نیت کا اسلام نے اعتبار کیا ہے؟

ہر گز نہیں برا کام کر کے بغاوت کر کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کر کے اگر کوئی پھر بھی ثواب کی نیت کرے تو یہ ڈبل گناہ ہے۔ ثواب کی نیت نیک عمل میں کام آتی ہے۔ قتل بغاوت زنا جھوٹ وغیرہ گناہ کے کاموں میں نیکی کی نیت کرنے کو ہر آدمی

گناہ خیال کرتا ہے۔ حضرت علیؓ سے یہ کیسے توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ گناہ کے کام کو جنت کا سرٹیفکیٹ دیں۔

صفین کی جنگ میں حضرت علیؓ کا مؤقف

: جنگ صفین میں امیر معاویہ کے خلاف جنگ میں حضرت علیؓ کا وہی مؤقف تھا جو گزشتہ صفحات میں حضرت عمار بن یاسرؓ کا مؤقف ناظرین پڑھ چکے ہیں۔اور وہ مؤقف یہ تھا کہ وہ باغی اور داعی الی النار گروہ سے جنگ کر رہے تھے۔کیونکہ صحیح بخاری باب المسجد میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ وہ گروہ باغی بھی ہو گا اور داعی الی النار ہو گا جو عمار کا قاتل ہو گا۔اس تصریح کے بعد حضرت علیؓ کا بھی یہی مؤقف تھا کہ وہ حق پر ہیں۔اور مخالف گروہ باطل اور داعی الی النار ہے۔مزید تشریح اس حوالہ سے واضح ہوتی ہے۔(مسند البزار جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 191)۔

قیس بن حازم سے روایت ہے کہ صفین کے موقع پر حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا کہ جنگ احزاب کا جو گروہ باقی ہے آؤ ان سے جنگ کریں ہم وہی کہتے ہیں جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں فرمایا جنگ احزاب ہجری ۷ میں ہوئی جس میں معاویہ اور ابو سفیان لشکر کفار کے سردار تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم وہی کہتے ہیں جو ہم نے جنگ احزاب میں کہا صدق اللہ ورسولہ کہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ سچا ہے۔اور جو یہ کہتے ہیں جو

بقیۃ الاحزاب ہیں کذب اللہ و رسولہ (آیت نمبر 22الاحزاب پارہ نمبر 21سورت نمبر 33)معاذاللہ اللہ اوراسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کیا۔

حضرت علیؓ کے خطبہ کا خلاصہ : خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ ہم معاویہ اور انکے گروہ کو کافر نہیں کہتے لیکن انکا کردار وہی ہے جو جنگ احزاب میں ابو سفیان کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تھا۔وہاں کفراور اسلام کی جنگ تھی اور یہاں بغاۃاور خلیفہ اسلام کے درمیان جنگ ہے۔وہاں بھی حق و باطل کا معرکہ تھایہاں بھی حق و باطل کا معرکہ ہے۔ناظرین گزشتہ صفحات میں عمار بن یاسر کا جو موٗقف اور انکے جو خطبات پیش کیئے گئے وہ بعینہ حضرت علیؓ کے خطبات اور عقائد ہیں۔کیونکہ عمار بن یاسر حضرت علیؓ کے دست راست اور تمام اہل بدر کے سردار تھے۔اور جو کچھ بھی حضرت عمار کہتے وہ حضرت علیؓ کے حکم پر فرماتے۔

سوال نمبر ۵ کے جواب کا خلاصہ : سوالنمبر 5 کے جوب کا خلاصہ یہ ہے کہ عمار بن یاسرؓ کی شہادت اور انکے سر اقدس کی توہین کے امیر معاویہ ذمہ دار تھے۔اور عمار بن یاسرؓ کی شہادت کے بعد جوق در جوق بدری صحابہ اور اصحاب بیعت رضوان نے حضرت علیؓ کی جماعت میں شامل ہو کر معاویہ سے مقابلہ میں جہاد کیا۔اور جام

شہادت نوش کیا۔ کیونکہ حضرت عمارؓ کی شہادت سے اس مشہور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم واضح ہو گیا باغی اور داعی الی النار کون ہے۔ سوال نمبر 5 کے جواب میں یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عمارؓ اور حضرت عبد اللہ بن بدیلؓ اور حضرت حزیمہؓ کا موقف یہ تھا کہ یہ جنگ حق و باطل کی جنگ ہے اور اس جنگ میں حضرت علیؓ کے جھنڈے کے نیچے آنے کا مطلب اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر باطل سے جنگ لڑنا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ خلیفہ راشد کی حمایت فرض عین ہے۔ اور باغی جماعت سے لڑ کر جان دینا عین شہادت ہے۔ باغی کی موت ہلاکت ہے۔ اور مجاہد کا قتل شہادت ہے۔

الهم جعلنا من المجاهدين في سبيل الله و صلى الله على رسوله محمد و على اله و اصحابه اجمعين.

حصہ سوم :

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سوال نمبر٦ : مندرجہ ذیل بزرگوں نے معاویہ کو صحابی لکھا ہے اسکے بعد مندرجہ ذیل بزرگوں کے نام لکھے ہیں جو بلا ترتیب ہیں ہم نے ہر بزرگ کا نام تاریخ وفات بالترتیب لکھ دی ہے۔

1۔عبداللہ بن مبارکؒ المتوفی 181ھ

2۔داتا گنج بخش علی ہجویریؒ465ھ

3۔امام محمد بن محمد غزالیؒ505ھ

4۔امام عبدالبر المالکیؒ463ھ

5۔سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ 561ھ

6۔قاضی عیاضؒ المتوفی544ھ

7۔مولنا جلال الدین رومیؒ673ھ

8۔امام ابن حجر عسقلانیؒ852ھ

9۔ابن حجر مکیؒ97ھ

10۔شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ1052ھ

11۔علی قاریؒ1014ھ

12۔امام ربانی مجدد الف ثانیؒ 1034ھ

13۔شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ1173ھ

14۔امام احمد رضا قادریؒ1340ھ

15۔خواجہ قمر الدین سیالوی1402ھ

عبداللہ بن مبارکؒ المتوفی 181ھ کا قول : عبداللہ بن

مبارک مشہور زاہد بزرگ ہیں یہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں انکا قول البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر نے یہ نقل کیاہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ معاویہ کے گھوڑے کی لگام کی غبار کے برابر نہیں جس گھوڑے پر معاویہ نے حضور ﷺ معیت میں جہاد کیا

۔یہ ابن مبارک کا قول بعد والوں نے بغیر سند کے نقل کیا ابن حجر مکی نے صواعق المحرقہ میں نقل کیا اور پھر صواعق سے آگے یہ سلسلہ چل پڑا۔

الجواب: اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے کہ ابن مبارک کا صرف قول ہے کوئی مرفوع موقوف حدیث نہیں نہ ہی کسی صحابی کا قول ہے اور نہ ہی معتبر تابعی کا قول ہے اور نہ ہی ائمہ اربعہ سے کسی کا قول ہے اس طرح کے ضعیف اقوال سے کوئی عقیدہ کی بات ثابت نہیں ہوتی اور یہ قول بھی بلا سند ہے یعنی ثابت نہیں کہ ابن مبارک نے واقعہ ہی یہ بات کہی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ انساب الاشراف جلد نمبر 3 صفحہ 345 میں ہے کہ ابن مبارک سے معاویہ کے متعلق سوال ہوا تو ابن مبارک نے کہا معاویہ کی فضیلت کہاں اگر معاویہ سر بسر بچ جائے تو یہی اسکے لئے کافی ہے یہ قول ابن مبارک کے پہلے قول کے مخالف ہے۔یہ بات بھی ذہن نشین رہنی ضروری ہے کہ محدث عبدالرزاق الصنعانی جنہوں نے حدیث کی مشہور کتاب المصنف 13 جلدوں میں لکھی ہے جس میں حدیث نور تھی بعض منکرین کی سازش سے یہ حدیث نکال دی گئی تھی لیکن زمانہ حال میں اصلی مصنف عبدالرزاق مل گئی ہے جس میں حدیث اول ما خلق اللہ نوری موجود ہے۔اور جس سے اہل سنت استناد کرتے ہیں یہی امام عبدالرزاق امام بخاری کے استاذ الاساتذہ سے تھے انکے

متعلق ضیائے حرم میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ امام عبدالرزاق الصنعانی 211ھ یہ امام ابو حنیفہ التوفی 150ھ کے شاگرد تھے یہی امام عبدالرزاق امیر معاویہ کو اس قدر ناپسند کرتے تھے کہ مولوی محمد علی صاحب نے میزان الکتب میں لکھا ہے کہ امام عبدالرزاق نے فرمایا کہ معاویہ کا نام لے کر ہماری مجلس کو خراب نہ کرو (ملاحظہ ہو محمد علی کی میزان الکتب) اب سوال یہ ہے کہ اہل سنت کا اتنا بڑا محدث جو امام ابو حنیفہؒ کا شاگرد ہے اس کا یہ عقیدہ ہے معلوم نہیں ہمارے دور کے یزیدی ان پر کیا فتوی لگائیں گے۔امام عبدالرزاق نے ابو حنیفہؒ سے براہ راست روایات المصنف میں درج کی ہیں۔

دراصل ناصبی پارٹی ہر صورت میں یزید کے خاندان اور یزید کو بلندی پر دیکھنا چاہتے ہیں لیکن اہل بیت کا نور قیامت تک روشن رہے گا۔اور یزیدی ناصبی پارٹی پر قیامت تک اللہ اور اسکے رسول اور ملائکہ اور اہل ایمان لعنت بھیجتے رہے گے۔ابن مبارک بھی امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں اور عبدالرزاق بھی امام صاحب کے شاگرد ہیں۔دونوں کے مستند اقوال سے معاویہ کی حثیت نمایا ہو گئی ابن مبارک کہتے ہیں کے بچ جانا ہی کافی ہے فضائل کہاں اور عبدالرزاق کہتے ہیں کہ اس کے نام سے ہماری مجلس خراب نہ کرو۔ابن مبارک کا جو قول انساب الاشراف میں بلازری نے نقل کیا ہے اسی سے ملتی جلتی بات امام نسائیؒ نے فرمائی تھی۔نسائیؒ مشہور محدث ہیں اور انکی کتاب السنن صحاح ستہ میں شامل ہے اور انکی

کتاب خصائص علیؓ کو ظہور احمد فیضی نے ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔امام نسائی کے تمام سوانح حیات لکھنے والے لکھتے ہیں جب امام نسائیؒ شام میں گئے تو انھوں نے دیکھا کہ شام میں لوگ حضرت علیؓ کو برا کہتے ہیں یہ معاویہ کی وہی بدعت سئیہ تھی کہ منبروں پر حضرت علیؓ کو سب و شتم کیا جاتا تھا۔ جب امام نسائیؒ نے فضائل علیؓ بیان فرمائے تو شامیوں نے کہا کہ معاویہ کہ فضائل بھی بیان کرو تو انہوں نے دو لفظ کہے ایک یہ کہ معاویہ کے فضائل کہاں اگر وہ سر بسر بچ جائے تو یہی کافی ہے۔اور دوسرا فرمایا کہ معاویہ کے متعلق مجھے یہی حدیث یاد ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ اللہ معاویہ کے پیٹ کو نہ بھرے اسپر شامیوں نے انہیں مار مار کر شہید کر دیا موت کے وقت انھوں نے وصیت فرمائی کہ میری نعش کو مکہ شریف لے جا کر دفن کرنا چنانچہ انکے شاگردوں نے انکو مکہ شریف صفا پہاڑی کے قریب دفن کر دیا۔

اوپر جو حدیث امام نسائیؒ نے بیان فرمائی یہ مسلم شریف میں موجود ہے اور ہر آدمی دیکھ سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابن عباسؓ کو بھیجا کہ معاویہ کو بلاؤ وہ گئے تو معاویہ کھانا کھا رہے تھے دوبارہ روانہ کیا پھر بھی کھانے کو عذر تھا تیسری بار جب کھانے کا عذر کیا تو اس وقت حضور پاک ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ لا اشبع اللہ بطنہ اللہ کرے اسکا پیٹ کبھی نہ بھرے۔ بعض لوگ اسکو بھی دعا کہتے ہیں کہ اس دعا کی برکت سے معاویہ پورا بکرا کھا جاتے تھے لیکن انکو معلوم ہونا چاہئے کہ کہ اسلام میں زیادہ کھانے کی کتنی مذمت آئی

ہے۔اور حدیث صحیحہ میں کم کھانے کی کتنی فضیلت آئی ہے۔ایک حدیث میں ہے جو لوگ پیٹ بھر کر حلقوم تک حیوانوں کی طرح کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن بھوکے ہوں گے۔لہذا یہ دعا نہیں بلکہ دعائے ناراضگی ہے جس کو دعائے ہلاکت کہنا زیادہ درست ہے۔بعض حضرات کہتے ہیں یہ تھی تو ناراضگی کی دعا لیکن قیامت کے دن یہ نیک دعا بن جائے گی۔لیکن ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضور ﷺ کی ایک اور حدیث بھی ہے وہ یہ کہ بعض لوگوں کو حوض کوثر سے فرشتے دور کر کے محروم کر دیں گے حضور پاک ﷺ فرمائیں گے یہ تو میرے صحابی ہیں ارشاد ہو گا کہ آپ کے بعد انہوں نے آپ کے دین میں خرابی پیدا کر دی تھی۔اس لیئے یہ جام کوثر سے محروم کیئے جاتے ہیں۔

یہ وہ صحابہ ہرگز نہیں ہوں گے جن کی تعداد لاکھوں میں تھی اور جن کی تعریف قرآن و حدیث میں ہے یہ بنوامیہ کے بدنصیب تھے جنہوں نے اہل بیت سے دشمنی کی سنت رسول کی توہین اور صحابی کا لیبل لگایا ملوکیت کو فروغ دیا اور ملوک عضوض تھے یعنی کاٹ کھانے والے تھے ظالم تھے فاجر تھے۔اور منبروں پر علیؑ اور آل علیؑ کو گالیاں دیتے تھے۔چنانچہ اس حدیث کی یہی تشریح مصر اور مراکش کے علماء نے کی ہے کہ حدیث سحقا کا جو لفظ مردودین عن الحوض کے لیئے ہے وہ بنوامیہ کے ظالم بادشاہ تھے۔

معاویہ کے متعلق امام حسن بصریؒ کا قول اور مقام

امام حسن بصریؒ حضرت اویس قرنیؒ کے بعد تابعین میں سب سے زیادہ فضیلت والی ہستی ہیں ۲۰ ہجری میں فاروق اعظمؓ کے آخری دور خلافت میں پیدا ہوئے ایک روایت کے مطابق جو طبقات ابن سعد میں ہے انکی والدہ حضرت حفصہ بن عمر خطاب کی خادمہ تھیں اس لئے جب خادمہ حاضر نہ ہوئی تو ام المؤمنیں حضرت حفصہؓ خواجہ حسن بصریؒ کو دودھ پلاتی تھیں 40 ہجری میں جب مولیٰ علیؓ کی شہادت ہوئی تو حسن بصریؒ 20 سال کے تھے۔انہوں نے حضرت علیؓ سے ظاہری اور باطنی علوم حاصل کئے اسی لئے بے شمار حدیثیں جو حضرت علیؓ سے سنی بعد میں انکو ارسال کیا یعنی حضرت علیؓ کا نام لئے بغیر حضور ﷺ کی طرف نسبت کی مولنا غلام رسول سعیدی نے تبیان القرآن میں لکھا ہے کہ مراسیل حسن بصری سب صحیح ہین کیونکہ بنوامیہ کے خوف سے انہوں نے حضرت علیؓ کا نام نہیں لیا۔اور یہ بات خود حسن بصریؒ نے بھی بیان کی تھی اسی لئے ظاہر ہے کہ بدعت معاویہ جو سب علیؓ پر مشتمل تھی وہ بعد میں جاری رہی محدثین اور مفسرین اور فقیا کے نزدیک ان کا اونچا مقام ہے وہ مفسر بھی تھے محدث بھی تھے۔اور فقیہ بھی تھے اسی لئے تقاریر و تفسیر احادیث اور فقہ میں میں انکے اقوال سے استفادہ کیا جاتا ہے اور ائمہ اربعہ کے فقہاان سے استدال کرتے ہیں انکی تفسیر بھی طبع ہو چکی ہے یہ تو علوم ظاہری میں انکے

مقام کی بات تھی، علوم باطنی میں قادریہ چشتیہ سہروردیہ سلسلہ کے تمام شجرے خواجہ حسن بصری سے ملتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جلانی غوث اعظمؒ، شیخ معین الدین چشتی غریب نواز، خواجہ شہاب الدین سہروردی ان سب کے آخری پیشوا حسن بصریؒ ہیں اسکے بعد مولی علیؓ اور انکے بعد شہنشاہ کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات کی جلد اول مکتوب نمبر 216 جلد اول

حسن بصریؒ کا مقام

منقول ہے کہ ایک دن حسن بصریؒ دریا کے کنارے کھڑے تھے اور کشتی کا انتظار کر رہے تھے اسی اثنا میں خواجہ حبیب عجمی بھی آنکلے پوچھا آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں عرض کیا کشتی کا انتظار کر رہا ہوں خواجہ حبیب عجمی نے فرمایا کشتی کی کیا حاجت ہے کیا آپ یقین نہیں رکھتے۔ خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کیا آپ علم نہیں رکھتے الغرض حبیب عجمی بغیر کشتی کے دریا سے پار گزر گئے۔ اور خواجہ حسن بصری کشتی کے انتظار میں کھڑے رہے۔ یہاں پر فضیلت حسن بصریؒ کی ہے جو صاحب علم ہیں جنہوں نے عین الیقین کو علم الیقین کے ساتھ

جمع کیا ہے۔اور اشیاء کو جیسی کے وہ ہیں جانا ہے اور حبیب عجمی حامل سکر ہیں اور فاعل حقیقی پر بغیر اسباب کے یقین رکھتے ہیں حضرت امام ربانی کے اس ارشاد سے واضح ہو کہ حسب بصری کا بہت اونچا مقام ہے۔

حسن بصریؒ اور معاویہ : انہیں حسن بصریؒ نے بنو امیہ کے سارے دور دیکھے اور معاویہ کا دور بھی دیکھا، انہوں نے معاویہ کے متعلق کیا فرمایا محدث ابن اثیر الجزری المتوفی 630 اپنی مستند اور شہرہ اافاق تصنیف الکامل فی التاریخ صفحہ 487 پر لکھتے ہیں اور اس روایت کو الاستیعاب میں عبدالبر نے بھی بالاسناد بیان کیا کہ خواجہ حسن بصری نے فرمایا کہ معاویہ نے چار کام ایسے کئے اگر ان میں سے صرف ایک کام کرتے تو بھی ان کی ہلاکت کیلئے کافی تھا لیکن انہوں نے تو چار مہلکات والے کام کئے یعنی ایسے کبیرہ گناہ جو انسان کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔

1 : معاویہ نے امت مصطفیٰ ﷺ پر تلوار سونت کر جبری حکومت حاصل کی اور خدا کے حکم شوریٰ کے بغیر حاصل کی جبکہ صاحب فضیلت صحابہ موجود تھے۔

2 : دوسرا ہلاکت والا کام اپنے بیٹے یزید پلید کو اپنا ولی عہد مقرر کرنا جبکہ یزید شرابی نشئی ریشم پہننے والا اور طنبھورے بجانے والا بد معاش تھا۔

3 : زیاد بن ربیہ کو اپنا بھائی بنا کر زیاد بن ابو سفیان مشہور کرنا جبکہ رسول کریم ﷺ کا فرمان صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ بیٹا اس کا ہو گا جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے سنگ ساری کی سزا ہے۔

4 : حجر بن عدیؓ اور اصحاب حجرؓ کا قتل ہے۔ تباہی اسکے لئے جس نے حجر بن عدی اور انکے ساتھیوں کو بے گناہ قتل کیا یہ مقالہ حسن بصریؒ کا ہے۔ جنھوں نے ۴۰ سے ۶۰ ہجری تک معاویہ کا دور دیکھا پھر 60 ہجری سے وفات تک بنو امیہ کے مظالم دیکھے ان میں صرف دو سال عمر بن عبدالعزیزؒ عادلانہ تھے۔ سوال یہ ہے کہ ابن مبارک شاہد تبع تابعین سے بھی نہین انکی بات بلا سند کیسے قبول کی جائے۔ جبکہ سید تابعین حسن بصریؒ جنھوں نے سینکڑوں صحابہ کرام سے روایات حاصل کیں حضرت علیؓ کے خلیفہ تھے انکا با اسناد قول معاویہ کی تباہی والا کیوں نہ قبول کیا جائے۔ اور اگر معاویہ کے خلاف کوئی بھی حوالہ نہ ہوتا تو بھی یہی ایک مقالہ حسن بصریؒ کا قول اس دور کا آئینہ ہے کہ مظالم سے وہ دور کس قدر آلودہ تھا جس نے حجر بن عدیؓ جیسے عاشق کو حضرت علیؓ کی محبت کی بنا پر مع چھ اصحاب کے شہید کیا گیا ملاحظہ ہو محدث ابن اثیر جزری حالانکہ صحاح کی احادیث اور تواریخ اس دور کی ظلمت بیان کرتی ہیں۔ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور کی عادلانہ نورانیت بیان کرتی ہیں۔ کیا ملک عضوض جس کا ذکر فرمان نبوی ﷺ میں ہے جن کے دور میں بھیڑ اور

بھیڑ یا اکھٹے چرتے تھے برابر ہو سکتے ہیں یہ صرف ابن مبارک کا خیال ہے یا انکی طرف غلط منسوب ہے۔

فضائل حسن بصریؒ ۔ اس کتاب میں پہلے عمر بن عبد العزیزؒ کے کچھ مناقب بیان ہوئے یہاں موقع کی مناسبت سے حسن بصریؒ کے مناقب مختصر بیان کیے جاتے تاکہ یہ پروپگنڈا اپنی موت آپ ختم ہو جائے کہ معاویہ کا دور بہت عادلانہ تھا۔طبقات ابن سعد میں ہے کہ خادم مصطفیٰ ﷺ حضرت انس بن مالکؓ سے لوگ سوال پوچھتے تو وہ حسن بصریؒ کی طرف بھیج دیتے لوگوں نے کہا کہ ہم آپ سے سوال پوچھتے ہیں اور آپ حسن بصریؒ کی طرف بھیج دیتے ہیں حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ حدیثیں ہمیں بھی یاد تھیں مگر بھول گئے مگر حسن کو سب یاد ہے۔حضرت انسؓ کا وصال بصرہ میں سو برس کی عمر میں ہوا ان کو محدثین مکثرین میں شمار کرتے ہیں یعنی وہ چند صحابہ جن سے سب سے زیادہ احادیث مروی ہیں ان میں حضرت ابو ہریرہ حضرت ابن عباسؓ حضرت علیؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت انسؓ ہیں۔یعنی حضرت انس صحابی ہونے کے باوجود لوگوں کو حسن بصری تابعی سے فیض لینے کی تلقین کرتے تھے،اس سے واضح ہوا کہ حسن بصریؒ کا کتنا اونچا مقام ہے۔اور انکی استنادی حثیت کتنی بلند

ہے۔الغرض حدیث اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن عبد العزیزؒ کا درجہ معاویہ سے ہزار ہا گنا بلند ہے۔

1 : اس لئے کہ عمر بن عبد العزیزؒ کا دور عادلانہ تھا اور معاویہ کا دور ظالمانہ تھا۔

2 : اس لئے کے معاویہ کے دور میں اہل بیت پر مظالم روا رکھے گئے۔اور عمر بن عبد العزیزؒ کے دور میں اہل بیت سے مظالم دور کیے گئے۔

3 : اس لئے کہ معاویہ کے دور میں سنت رسول کو ختم کیا گیا عمر بن عبد العزیزؒ کے دور میں سنتوں کا احیا کیا گیا۔

معلوم ہوا کہ معاویہ نے صحابیت کے منافی کام کئے اس لئے انکا درجہ تابعیت سے گر گیا صحابہ کی شان اور تابعی کی شان اس وقت تک ہے جب تک منافی صحابیت اور منافی تابعیت کام نہ کئے جائیں اہل بیت پر ظلم انکی دل آزاری مولیٰ علی کو منبروں پر سبّ و شتم اور یزید کی ولی عہدی کیلئے اہل بیت پر مظالم اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ سب کام منافی صحابیت تھے معاذاللہ اور یزید کے مظالم منافی تابعیت تھے۔

داتا صاحبؒ کا ارشاد (المتوفی 465)

سائل نے داتا صاحب کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ معاویہ کی صحابیت کے قائل تھے۔کشف المحجوب صفحہ نمبر 132 پر معاویہ کا حضرت حسن کو سونے کی اشرفیوں کی تھیلیاں بھیجنے کا ذکر ہے۔مگر اس روایت سے اصل حقائق سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔امام ابو بکر جصاص المتوفی ۳۷۰ داتا صاحب سے پہلے ہوئے ہیں اور حنفیوں کے پیشوا اور مجتھد فی المذہب ہیں مفسر قرآن ہیں اپنی تفسیر احکام القرآن پارہ نمبر ا تفسیر لاینال عھد الظالمین میں فرماتے ہیں کے حسنین اور صحابہ کرام معاویہ سے عطیات وصول کرنے کے باوجود معاویہ سے تبریٰ کرتے تھے یعنی معاویہ کے خلاف سنت کاموں کے مخالف تھے۔کیونکہ معاویہ کا امام حسن کی بے ادبی کرنا ابو داود کتاب اللباس سے ثابت ہے۔جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔لھذا یہ بات بھی غیر معتبر ہے کہ داتا صاحب معاویہ کی شان کے قائل تھے۔

معاویہ کا سنت رسول کے خلاف عمل : ابو داود کتاب

اللباس میں ہے کہ مقدام بن معدیکرب نے اس وقت معاویہ سے یہ مناظرہ کیا جب

معاویہ نے امام حسنؓ کی وفات پر اناللہ کہنے کو مکروہ جانا اور کہا کہ حسنؓ کی موت کوئی مصیبت نہیں۔

مقدام بن معدیکرب کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے پہلے مقدوم بن معدیکرب نے فرمایا کہ میں نے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا حسن میری شبیہ ہے اور حسین علی کی شبیہ ہے۔اسکے بعد مقدام نے امیر معاویہ سے تین سوال کیئے۔کیا ریشم پہننے کی ممانعت حضور کی حدیث میں ہے یا نہیں؟ معاویہ نے اقرار کیا کہ امت کے مردوں کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے کی ممانعت کی ہے۔

مقدام بن معدیکرب کا دوسرا سوال کیا حرام جانوروں کی کھالوں کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ معاویہ نے کہا کہ حرام درندوں کی کھالوں کا استعمال منع ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

مقدام نے تیسرا سوال کیا کہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے کا کیا حکم ہے؟ معاویہ نے کہا یہ بھی حرام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔مقدام نے کہا کہ میں نے خود دیکھا ہے یہ سارے خلاف سنت کام تیرے گھر میں ہوتے ہیں تو معاویہ خاموش ہو

گیا۔اسی طرح معاویہ نے بے شمار سنتوں کو ختم کیا۔داتا صاحب نے سماع کے باب میں جو کچھ لکھاہے وہ بھی قابل مطالعہ ہے۔ جس سے معلوم ہوتاہے کہ حرام اور ممنوع کاموں کا صدور معاویہ سے ہوتا تھا۔چنانچہ کشف المحجوب صفحہ 2013ءضیاءالقرآن پبلشر لاہور مترجم فضل الدین گوہر جس پر چالیس صفحہ کا مقدمہ ضیاءالامت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے لکھاہے۔اسی کشف المحجوب کے صفحہ ۵۴۷ پر لکھاہے کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم، عمر فاروق رضی اللہ عنہ سلف صالحین ایسے سماع کو حرام قرار دیتے تھے خصوصاعورتوں سے گانا سننا مطلقا حرام ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ پر اعتراض کیا کیونکہ اس نے گانے والی لونڈیاں رکھی ہوئی تھی۔داتا صاھب کی اس عبارت سے ثابت ہوتاہے کہ نہ صرف احیانا بلکہ امیر معاویہ دائمایہ حرام کام یعنی کنیزوں کے گانے سنتے تھے۔ معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو بھی معاویہ نے پس پشت ڈال دیا جس طرح باقی سنتوں سے انحراف کیا۔لہذا منافی سنت کام کرنا خصوصا حکومت حاصل کرکے منافی صحابیت اور منافی طریقہ خلافائے راشدین ہے۔

امام غزالی رحمۃاللہ علیہ اور معاویہ

سائل نے امام غزالی رحمۃاللہ علیہ کے بارے میں لکھاہے کہ وہ معاویہ کی صحابیت کے قائل تھے لیکن کوئی حوالہ نہیں دیااس کا جواب یہ ہے کہ صحابی تو سب نے لکھاہے لیکن معاویہ

نے دور حکومت میں مندرجہ ذیل کام کیئے جو صحابیت کے منافی تھے۔: 1: حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم۔2 :امام حسن کی وفات پر خوشی اور انکی شہادت کی سازش۔3 : امام حسین علیہ السلام کی بے ادبی 4: یزید کو ولی عہد بنانا صحابہ کرام اور امام حسین علیہ السلام مشورہ کو ٹھکرانااور انکو قتل کی دھمکی دے کر یزید پلید کوانپر مسلط کرنا جس کے نتیجہ میں واقعہ کربلا پیش آیا۔5: حضرت علی رضی اللہ علیہ کی محبت کی وجہ سے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا۔6 : مال غنیمت میں خیانت کرنا۔7 زیاد کو بھائی قرار دینا ۔معاویہ کے یہ کارنامے ہیں جن کاانکار کسی سے ممکن نہیں کیونکہ بالاسناد ثابت ہیں لہذا ابتدامیں صحابی ہونااور آخر میں منافی صحابیت کام کرنا بلکل ویسا ہی ہے جیسا ابن عبد البر نے معاویہ کے ایک گورنر ابن ارطاۃ کے متعلق محدث دار قطنی کا فیصلہ نقل کیاہے له صحبه و ليس له استقامة یعنی معاویہ کے گورنر ابن ارطاۃ کی صحابیت ثابت ہے لیکن صحابیت پر استقامت باقی نہیں رہی۔

اسی طرح ابو غادیہ جس نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر معاویہ کے سامنے جنگ صفین میں پیش کیایہ ابو غادیہ بھی صحابی تھالیکن اسکے لئے مسلم شریف کی یہ حدیث کہ وہ جہنمی ہے قاتل العمار و سالبه في النار البانی جیسے متعصب نے بھی لکھاہے کہ یہاں خطا اجتہادی کا فارمولا نہیں چلتازبان نبوت سے ابو غادیہ کا ناری ہوناثابت ہے اگرچہ وہ صحابی تھا مگر صحابیت کے منافی کام کی وجہ سے وہ سٹیٹس ختم ہو گیا۔

امام غزالی اسلامی صوفی اور مفکر ہیں ان سے حضرت علی رضی اللہ علیہ اور حسین علیہ السلام کے خلاف کوئی بات ثابت نہیں۔ مگر امام غزالی کا ایک ناحلف شاگرد ابو بکر ابن الوبی ناصبی تھا جس نے العواصم میں لکھا کہ حسین اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوئے انہی ابن عربی کی صاحب روح المعانی نے خوب خبر لی ہے وہ اپنے مقام پر ہم نقل کریں گے اسی طرح شاہ عبدالعزیز نے ابن عربی کو ناصبی لکھا ہے۔

ابن عبد البر المالکی 463

سائل نے لکھا ہے کہ عبد البر نے معاویہ کو صحابی لکھا ہے۔ ابن عبد البر کی کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب میں معاویہ کا ذکر ضرور صحابہ میں مگر ابن عبد البر نے نے معاویہ کے وہ تمام خلاف سنت کارنامے بھی لکھے ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ انکی تحریروں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ صحابیت تھی مگر استقامت علی الصحابیت نہیں تھی۔ خصوصا یزید کی ولی عہدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور واضح حدیث کی خلاف ورزی تھی اور خلافائے راشدین کے طریقہ کی مخالفت تھی۔ خلافت ختم کر کے ملوکیت کی بدترین شکل سے امت کو دوچار کرنا اور قتل اہل بیت کی راہ ہموار کرنا یہ تمام کام صحابیت کے منافی تھے۔ اس کتاب میں ہم ابن البر کے اقوال اس سے پہلے نقل کر دیے ہیں دوبارہ ملاحظہ کریں جن میں حسن بصری کے مقالات بھی ہیں جن میں معاویہ کے چار کامون کو مہلکات

کہا گیا ہے۔ عبدالرحمن بن خالد بن ولید کا قتل بھی ہے جو یزید کے مقابلہ میں خلافت کے امید وار تھے۔

سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ 561

سائل نے غوث پاک کے متعلق لکھا ہے کہ وہ معاویہ کی صحابیت کے قائل تھے۔ صحابہ کے تذکروں میں ضرور معاویہ کا ذکر ہے لیکن ۴۰ ہجری کے بعد معاویہ کے کارنامے صحابیت کے منافی ہیں خصوصاً سب علی رضی اللہ عنہ توہین اہل بیت امام حسن حسین رضی اللہ عنہما کی گستاخی اور آخر میں شرابی بدکار طنبورے سننے والے خبیث کو امت پر مسلط کرنا جس سے واقعہ کربلا ظہور میں آیا۔ مدینہ پاک لوٹا گیا حریمات مدینہ منورہ کی عزت لوٹی گئی ہزارہا صحابہ کو شہید کیا گیا کعبہ معظمہ کا پردہ جلایا گیا۔ حریمات اہل نبوت سے نارواں ظالمانہ سلوک کیا گیا یہ سب یزید کو ولی عہد بنانے کے سانحات ہیں۔ کیونکہ معاویہ نے کہا تھا کہ بیٹے میں نے تیرے لئے سارے راستے صاف کر دیئے ہیں تمام بلاد کو تیرے تابع کر دیا ہے۔

غنیۃ الطالبین غوث پاک کی کتاب نہیں

معاویہ کی حمایت میں غنیۃ الطالبین کی عبارات بھی پیش کی جاتی ہیں جبکہ دعوت اسلامی والوں کے مکتبہ علمیہ نے اعلحضرت امام احمد رضا خان صاحب کی کتاب شائع کی ہے جس کا نام ہے الحق الجلی اس کتاب میں امام احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں کہ غنیۃ الطالبین غوث پاک کی کتاب ہی نہیں اور اعلی حضرت نے شیخ محقق کا حوالہ دیا ہے کہ انکی تحقیق بھی یہی ہے کہ یہ کتاب غوث پاک کی نہیں ہے۔

غنیۃ الطالبین کی سینکڑوں احادیث ایسی ہیں جو موضوع ہیں اور جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہے عاشورہ کے روزہ کی فضیلت صحیح حدیث میں ہے مگر غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ دس ہزار حج کا ثواب ہے۔ اسی طرح ایک جگہ لکھا ہے کہ کہ معاویہ کی خلافت ۹ سال تھی ایک جگہ لکھا ہے کہ کہ معاویہ کی خلافت ۳ سال تھی حالانکہ خلافت راشدہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم يكون بعد ذالك ملوكا عضوضا خلافت راشدہ میرے بعد ۳۰ سال رہیگی اسکے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت کا دور ہو گا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ خلافت راشدہ کا دور ختم ہو چکا ہے اور ظلم کا دور شروع ہونے والا ہے اس لئے خلافت سے دستبردار ہو گئے لہذا غنیۃ الطالبین کی

عبارت صحیح حدیث کے خلاف ہے۔اسی طرح غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ سیاہ خضاب لگانے والوں کے منہ قیامت کے دن کالے ہوں گے۔سیاہ خضاب کا مسئلہ اختلافی ہے پیر مہر علی شاہ صاحب نے عجالہ بر دوسالہ کتاب میں ثابت کیا ہے کہ ۷۰ صحابہ کرام نے سیاہ خضاب لگایااور حسنین کریمین نے بھی لگایالہذا یہ بات عقل نقل کے خلاف ہے اسی طرح گمراہ فرقوں میں امام ابو حنیفہ کے پیروکاروں کو شمار کر کے لکھاہے مرجیہ امام ابو حنیفہ کے پیروکار ہیں۔الغرض اس کتاب کو اہل حدیثوں نے تحفہ دستگیر کے نام سے اسی لئے شائع کیا کہ اسمیں احناف کے خلاف باتیں ہیں۔جب کے حضور کی شان میں صحیح حدیث کو اہل حدیث ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔لیکن غنیۃ الطالبین میں کیونکہ امام صاحب کے خلاف بات ہے اس لئے اہل حدیث نے اسکو شائع کر دیا۔ان دلائل کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور امام احمد رضا صاحب کا مسلک کہ غنیۃ الطالبین غوث پاک کی کتاب نہیں ہے صحیح اور درست ہے۔غنیہ کے علاوہ وہ غوث پاک کی مطبوعہ تصانیف الفتح الربانی اور فتوح الغنیب میں معاویہ کا کوئی ذکر نہیں۔بلکہ الفتح الربانی مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔جبکہ غنیہ میں اسکے برعکس ہے۔

قاضی عیاض المتوفی 544 : قاضی عیاض نے لکھا الشفا صفحہ ۵۵

جلد دوم معافی بن عمران اس بات پر ناراض ہوئے جب ایک شخص نے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا موازنہ کیا کی عمر بن عبد العزیز کا معاویہ سے کیا موازانہ وہ تو کاتب وحی اور صحابی رتھے وغیرہ وغیرہ اسکا جواب ہم عبد اللہ بن مبارک کے حالات میں لکھ چکے ہیں کہ ۴۰ ھ کے بعد معاویہ صحابیت کی استقامت سے ہٹ گئے تھے وہ ضرور صحابی تھے اور وحی کی کتابت ثابت نہیں لیکن مطلق کتابت ثابت ہے۔ لیکن جب انہوں نے اپنے دور حکومت میں خلاف سنت کام کئے اور سبّ علی کو منبروں پر لازم قرار دیا اور یزید پلید کو جانشین بنایا اور عشاق رسول کو حب علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے قتل کیا اور لعن علی پر مجبور کیا حقوق اہل بیت سلب کئے۔ خلیفہ راشد پنجم نے آکر یہ تمام بدعات ختم کیں لہذا اگرچہ وہ تابعی ہیں لیکن دین اسلام کو زندگی بخشنے کی وجہ سے معاویہ کا انسے کوئی موازنہ نہیں۔ انکا درجہ بلند ہے باقی بنو امیہ کے حکمرانوں سے کیونکہ حقوق اہل بیت واپس کئے مظالم معاویہ کا خاتمہ کیا منبروں پر سب علی رضی اللہ عنہ کو ختم کر کے خطبہ میں ان اللہ یأمر بالعدل والی آیت رکھی امام زرقانی کے نزدیک معاویہ والذین تبعوھم باحسان سے خارج ہیں لہذا ان صحابہ کرام کی صف سے خارج ہیں جن کے سروں پر رضوان الٰہی کا تاج سجایا گیا ہے معاویہ ابتدا سے ہی طلقاء میں سے تھے طلقا وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر ایمان

لائے۔اور ابھی ضعیف الایمان تھے جب ابتداء سے ہی کمزور ایمان تھے تو بادشاہت ملنے پر انہوں نے خلاف سنت کام کئے جس سے مسلمانوں کے سینے چھلنی ہو گئے قاضی عیاض صاحب کہتے ہیں کہ کسی تاریخ کی بات نہ مانی جائے تاریخیں جھوٹی ہیں اگر سب تاریخیں جھوٹی ہیں تو وہ صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی علی المرتضی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل کیوں بیان کرتی ہیں،اور معاویہ کے یزید اور بنو امیہ کے سیاہ کارنامے کیوں بیان کرتی ہیں۔اگر اسلام کی تاریخیں سب جھوٹی ہیں تو پھر واقع کربلا واقعہ حرم اور بنوامیہ کے مظالم اور عمر بن عبدالعزیز کے احیائے سنت کے کارنامے سب فضول باتیں ہیں اسلام کے مستند مآخذ کو جھوٹا کہنے کا نقصان یہ ہے کہ مستشرقین یورپ جو چاہیں بکواس کریں انکی باتیں مان لو کیونکہ وہ بھی اسلامی تاریخ کے منکر ہیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سو فیصد صفحہ قرطاس پر موجود ہے اسی طرح آپ کے خلافائے راشدین اور بنو امیہ کی تاریخ بھی موجود ہے۔کیا طبقات بن سعد،الاستیعاب، طبری،ابن اثیر،البدایہ والنہایہ کو جعلی کہا جائے گا۔صحابہ کے حالات تو استیعاب اور اسد الغابہ میں ہیں۔غالبا قاضی عیاض صاحب کو اپنے استاد قاضی ابو بکر ابن عربی المالکی کی ہوا لگی ہے کیونکہ دونوں اندلس کے تھے۔اور قاضی عیاض قاضی ابو بکر ابن عربی المالکی کے شاگرد تھے۔قاضی ابو بکر نے تو حد کر دی یہاں تک لکھ دیا العواصم میں کہ حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوئے نعوذ باللہ۔لیکن اسی قاضی ابو بکر نے یہ بھی لکھ دیا کہ تاریخ کی کتابوں پر

اعتبار نہیں سوائے ابن جریر طبری کے۔اس کا مقصد یہ ہوا کہ ابن جریر طبری جو مفسر بھی ہیں اور تاریخ الامم والملوک کے مصنف بھی اور معتبر بھی ہیں۔

طبری نے تو معاویہ کے تمام مظالم طشت از بام کئے ہیں دروغ گورا حافظہ نہ باشد ابن عربی قاضی کو طبری کا اعتبار ہے تو معاویہ کے مظالم کا اقرار ہے۔ابن اثیر، ابن کثیر، ابن خلدون سب طبری کے خوشہ چین ہیں۔ادھر طبری کی تفسیر کا یہ مقام ہے کہ ابن تیمیہ جیسے لوگ بھی ابن جریر کی تفسیر کو معتبر مانتے ہیں لہذا قاضی عیاض صاحب کا تواریخ کے خلاف واویلا بے سود ہے۔ قاضی عیاض اپنے استاد کے طریقہ پر چلتے ہیں۔جب امیر معاویہ اتباع باحسان سے خارج ہو گئے تو صحابی کی تعریف پارہ نمبر ۱۱ کی سورۃ توبہ سے ثابت ہوتی ہے وہ صحابیت کے مصداق سے بھی خارج ہو گئے ہیں۔نہ وہ انصاری نہ مہاجر اور نہ متبع باحسان ملاحظہ ہو مولنا عبدالرشد نعمانی کی کتاب حضرت علی اور قصاص عثمان صفحہ نمبر ۹۱۔جس میں یہ وضاحت ہے کہ معاویہ اتباع باحسان سے خارج ہو گئے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ قاضی عیاض کتاب الشفا لکھنے پر قابل ستائش ہیں مگر اپنے استاد قاضی ابو بکر ابن عربی کے طریقہ پر چل کر اسلامی تواریخ کا مذاق اڑا کر اور معاویہ کی تعریف کر کے اہل بیت کی محبت سے دور ہو گئے انا اللہ جبکہ محبت اہل بیت فرائض سے ہے فضائل سے نہیں الشفا کے شارح خفاجی بھی قاضی صاحب کے طریقہ پر چلے اور یہ نادر شاہی فتوی صادر کیا۔ من طعن في معاویہ فھو في الھاویہ جس نے معاویہ پر طعن کیا وہ سیدھا جہنم میں گیا۔ کیا معاویہ کو جب حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر فرمایا کہ خدا اسکا پیٹ نہ بھرے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا نہ تھی۔ ملاحظہ ہو مسلم شریف۔

2 : کیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی ہلاکت اس موٹی کمر والے کے ہاتھوں سے ہو گی کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی نہ تھی۔ ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد جلد ہفتم ترجمہ عاصم لیثی۔

3 : جس وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے معاویہ کو احرام کے بجائے خوشبودار لباس پر ملامت کیا گیا یہ طعن نہ تھا۔ ملاحظہ ہو الاصابہ۔

4 : جس وقت عمار بن یاسر نے کہا کہ معاویہ باطل پر ہے اور ہم حق پر ہیں کیا یہ طعن نہ تھا۔ ملاحظہ ہو طبقات بن سعد تذکرہ عمار۔

5 : جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ہائے افسوس تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا عمار انکو جنت کی دعوت دے گا اور وہ عمار کو دوزخ کی دعوت دے گا۔ ملاحظہ ہو بخاری باب الاذان۔

6 : جب 35 میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو معاویہ کے آدمیوں نے شہید کیا اور سر کاٹ کر معاویہ کے سامنے پیش کیا تو عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے یہی حدیثمعاویہ کو سنائی

معاویہ انکار نہ کر سکا کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وعید نہ تھی کہ عاشق صادق کا قتل جہنم میں لے جانے والا فعل ہے۔ ملاحظہ ہو طبقات بن سعد تذکرہ عمار۔

7: جب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت ۳۰ سال رہے گی اسکے بعد کاٹ کھانے والی ظلم کی بادشاہت آ جائے گی۔ ملاحظہ ہو ترمذی کیا وعید نہ تھی کے معاویہ سے ظلم صادر ہوں گے اور یہی ظلم دعوت الی النار ہیں۔

8 : کیا جب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ معاویہ نے چار کام ہلاکت کے کیئے جن میں حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کا قتل اور یزید جیسے پلید کی جانشینی جو ہلاکت والے ہیں کیا یہ طعن نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو ابن اثیر۔

9 : جب امام شافعی نے فرمایا کہ معاویہ کی گواہی قبول نہیں کیا یہ طعن نہیں۔ منکر اترید۔

10 : جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے نے فرمایا کہ اے معاویہ تم نے حجر بن عدی کو محبت علی کی وجہ سے ناحق قتل کر کے خدا کے غضب کو دعوت دی ہے کیا یہ وعید نہ تھی۔

11: جب بدری صحابہ، اصحاب شجرہ رضوان والے صحابہ حضرت علی رضی اللہ کی حمایت میں معاویہ کو باغی سمجھا حضرت علی کی حمایت میں شہید ہوئے کیا وہ معاویہ کو حق پر خیال کرتے تھے۔ معاذاللہ۔

12 : کیاجب معاویہ نے حجر بن عدی اور انکے ساتھیوں کو کہا کہ تم علی پر لعنت کرو تم کو چھوڑ دیں گے انہوں نے کہا کہ ہر گز نہیں پھر ساتوں کو شہید کر دیا کیا یہ ظلم قابل طعن نہ تھا۔ ملاحظہ ہو ابن اثیر جزری۔

13 : کیاجب امام حسن علیہ السلام کی موت پر معاویہ نے خوشی منائی اور کہا کہ حسن کی موت کوئی مصیبت نہیں لہذا اس پر کلمہ ترجیع کی ضرورت نہیں اس پر معاویہ کو حضرت مقدام بن معدیکرب نے جو مسکت جواب دیے اور حسنین کی شان بیان کی جس کا معاویہ انکار نہ کرسکا کیا یہ فعل طعن اور ملامت نہ تھا۔ (ملاحظہ ہو ابوداود شریف کتاب اللباس۔

14 : پھر جب یزید کو جانشین بنانے کیلیئے رشوت دے کر ووٹ لیئے گئے اور تیس ہزار درہم سے عراقیوں کے ووٹ خریدے گئے اور کہا کہ انکا دین خریدنے کا یہ سستا سودا ہے۔ کیا معاویہ کا یہ فعل بھی قابل طعن نہ تھا۔ جب احنف بن قیس نے یہ کہا کہ معاویہ سچ بولیں تو تمہارا ڈر اور جھوٹ بولیں تو خدا کا ڈر کیا یہ طعن نہ تھا۔ (ابن اثیر جزری۔

15: جب مدینہ پاک میں مروان نے بیعت یزید پر لوگوں کو مجبور کیا تو حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر نے کہا کہ مروان تو نے بجی جھوٹ بولا ہے اور معاویہ نے بھی جھوٹ بولا ہے کیونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا جانشین اپنے بیٹوں کو نامزد نہیں کیا کیا یہ طعن نہیں تھا۔

16 : جب عبدالرحمن بن ابو بکر اور عبداللہ بن عمر کو ایک ایک لاکھ درہم پیش کئے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنا دین فروخت نہیں کریں گے اور معاویہ کو رقم واپس کر دی کیا یہ طعن نہ تھا۔(ملاحظہ ہو ابن اثیر الجزری۔

17 : جب صاحب ہدایہ نے یہ کہا کہ ظالم حکمرانوں کی ملازمت ضرورت کے وقت جائز ہے معاویہ سلطان جابر تھا صحابہ کرام نے معاویہ کی ملازمت ضرورت کے وقت کی تھی کیا یہ طعن نہ تھا۔(ملاحظہ ہو ہدایہ کتاب القاضی۔

18: کیا جب ابو بکر جصاص نے اپنی کتاب احکام القرآن پارہ اول میں ظالم حکمرانوں کے بیان میں لکھا کہ صحابہ اور حسنین کریمین وظائف معاویہ قبول کرنے کے باوجود سے اسی طرح ناراض تھے جس طرح حضرت علی کے دور میں تھے۔ کیا یہ طعن نہ تھا۔

19 : جب شاہ عبدالعزیز دہلوی نے معاویہ کے متعلق تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا کہ معاویہ اپنی مجلسوں اور مکاتب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتے اور انصار و مہاجرین کی بھی برائیاں کرتے اور شرماتے نہ تھے کیا یہ طعن نہ تھا۔

20 : جب مولانا جامی نے لکھا کہ معاویہ خطاء منکر کا مرتکب تھا کیا یہ طعن نہ تھا۔ (تحفہ اثنا عشریہ۔

21: جب امام نسائی نے فرمایا معاویہ کی فضیلت میں سوائے لا اشبع کے کوئی حدیث نہیں ہے انکو شہید کر دیا گیا یہ طعن نہیں تھا تو کیا تھا۔ کیا جب مہر علی شاہ صاحب نے فرمایا تھا کہ خطائے منکر میں نیت بد ہوتی ہے اور معاویہ خطا منکر کا مرتکب ہوا۔

22 : معاویہ نے خطائے منکر کا ارتکاب کیا کیا یہ طعن نہ تھا۔ (ملاحظہ ہو تذکرہ غوث الاعظم برخوردار ملتانی۔

یہ 21 حوالے مشت از خروار ہیں۔ ورنہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک بے شمار علماء فقہا اولیاء نے معاویہ کے مندرجہ ذیل مظالم کی مذمت کی ہے۔ ا : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت جو خلیفہ برحق تھے۔

2 : حضرت علی رضی اللہ عنہ پر منبروں پر سب و شتم جن کو آکر عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بند کیا۔

3: حجر بن عدی اور انکے ساتھیوں کا قتل صرف اس جرم میں کے وہ علی رضی اللہ عنہ لعنت نہیں کی۔

4 : زیاد کے مظالم کی تائید جس نے بے گناہوں کے ہاتھ کاٹے اور معاویہ نے نوٹس نہ لیا۔

5: یزید کو ولی عہد بنانا جس نے اہل بیت کو شہید کیا۔

6 : یزید کو وصیت کی کہ مسلم بن عقبہ کو مدینہ پر چڑھائی کے لئے بھیجنا جس سے واقع حرمین پیش آیا۔(صواعق محرقہ۔

7 : مال غنیمت سے سونا چاندی اپنے لئے کرواکے جو خیانت کی جابر اور ظالم گورنر مقرر کئے جنھوں نے اہل بیت کو چن چن کر قتل کیا۔انکے مال غصب کئے جو عمر بن عبد العزیز نے آکر واپس لوٹائے۔

8 : مروان بسر بن ارطاۃ اور زیادہ بنو امیہ اسکی مثالیں ہیں۔

9 : محکمہ قضا میں ایسے قاضی مقرر کئے جو الف بے بھی نہیں جانتے تھے۔اور پھر ان قاضیوں سے یزید کی بیعت لینے کا کام لیا جس کی مثال قاضی عابس مصری ہے۔جس نے

معاویہ کے قریبی رشتہ دار عبداللہ بن عمر بن عاص کا مکان جلانے کی دھمکی دے کر یزید کی بیعت لی(امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی۔ حسن المحاضرہ سیوطی۔

مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہوا کہ شارع شفا خفاجی کا من طعن في معاوية وهو في هاوية کس قدر درست ہے۔

دراصل قاضی عیاض ابو بکر ابن العربی کے شاگرد اور ابو بکر ابن العربی نے مروان کو فاسق کہنے والوں پر فسق کے فتوے لگائے یزید کی تعریف کی اور کہا حسین کو درست قتل کیا گیا یہ وہ اثرات تھے جو عیاض اور انکے شاگردوں میں تھے۔ شاہ عبدالعزیز نے فتاوا عزیزیہ اور تحفہ اثنا عشریہ میں مروان کو ناصبیوں کا پیشوا اور قاضی ابو بکر ابن العربی کو ناصبی لکھا ہے۔ قاضی عیاض پر ان ناصبیوں کا اثر تھا۔ قاضی ابو بکر ابن العربی کے فسادات قلبی پر روح المعانی نے سورۃ محمد میں لکھا ہے کہ ابو بکر ابن العربی کی گمراہی یزید کی گمراہی سے کم نہیں جس نے کہا کہ حسین اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوئے۔(روح المعانی پارہ نمبر 26 سورۃ محمد۔

مولنا جلال الدین رومی المتوفی 673

مولنا رومی نے مثنوی شریف لکھی ہے مثنوی میں بہت سے الحاقات بھی کیئے گئے۔رومی نے ایک جگہ لکھا کہ معاویہ خال المومنین کو شیطان نے صبح کی نماز کیلیئے جگایا کہ کل تمہاری نماز قضا ہونے سے تم نے جو توبہ کی اس پر ۷۰ نمازوں کا ثواب لکھا گیا۔میں نے تم کو جگایا تاکہ تمہارے لئے ایک نماز کا ثواب لکھا جائے ۷۰ کا نہیں یہ واقعہ اگرچہ مثنوی میں موجود ہے لیکن کتب حدیث تاریخ اور اسماء رجال اور قدیم طبقات کی کئی سو کتابوں میں نہیں لکھا مولنا رومی کی کتاب میں تمثیلی طور پر بہت سی کہانیاں لکھی گئی ہیں ہو سکتا ہے یہ بھی تمثیلی کہانی ہو۔دوسری بات یہ ہے کہ مثنوی جب دیکھی گئی تو کئی نسخوں میں واقعہ تو ہے مگر معاویہ کے نام والا شعر نہیں۔تیسری بات یہ ہے کہ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ معاویہ کو خال المومنین کہنا منع ہے یہ امام شافعی کا فتوی ہے کیونکہ اس طرح حضرت صفیہ کے والد جو یہودی تھا انکو ابو بکر کا نانا کہنا پڑے گا جو بے ادبی ہے۔معاویہ حضور کے وصال کے دو سال پہلے فتح مکہ پر مسلمان ہوئے اور اکیس سال اسلام کے خلاف جنگوں میں گزاری غزوہ احزاب اور دیگر جنگوں میں کفار کے خلاف جتنی آیات نازل ہوئیں انکے مصداق معاویہ اور ابوسفیان تھے۔ام المومنین ام حبیبہ بہت پہلے مسلمان ہو چکی تھی۔اس لئے امام شافعی نے فرمایا کہ خال المومنین کہنا بے ادبی ہے۔ملاحظہ ابن کثیر تفسیر سورۃ احزاب لہذا رومی کا حوالہ دینے سے کوئی فائدہ سائل کو نہیں مل سکتا صحابیت کے ہم بھی قائل ہیں۔مگر

له صحبة ليس له استقامة محدث دار قطنی کا یہ قول امیر معاویہ کے ایک ظالم گورنر بسر بن ارطاۃ کے لئے ہے وہی وہی تبصرہ معاویہ کے لئے ہے۔له صحبة ليس له استقامة صحابیت پر استقامت نہ ہونے کی وجہ سے آخری دور میں منافی صحابیت کام کئے، نعوذ باللہ۔

ابن حجر عسقلانی شارح بخاری المتوفی 852

ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں معاویہ کا ترجمہ لکھا ہے نسبتا صحابی لکھا ہے لیکن ساتھ ہی معاویہ کے مظالم بھی بیان کئے ہیں ابن حجر بخاری کی شرح میں صاف لکھا کہ معاویہ کی فضیلت میں ایک بھی حدیث نہیں ملاحظہ ہو پیر نصیر الدین نصیر کی کتاب نام و نسب معاویہ کی فضیلت میں صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جو ترمذی میں ہے الهم اجعله هاديا مهديا لیکن علامہ عبدالبر نے الاستیعاب میں اور علی قاری نے مرقاۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کا آخری راوی عبدالرحمن بن عمیر ہے جس کی صحابیت ثابت نہیں لہذا یہ حدیث یا ضعیف ہے یا موضوع ہے۔ بالفرض اگر صحیح بھی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ابو جہل کیلئے بھی دعائیں کیں حضور کی دعا میں فرق نہیں تھا مگر ابو جہل کی فطرت خبیثہ نے اس رحمت کی دعا کو قبول نہیں کیا۔ باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نسبت۔۔۔ در باغ لالہ روئد شود۔ شود یوم حس۔ اسکے بر عکس معاویہ کے خلاف حضور کی ناراضگی اور دعائے ہلاکت ثابت ہے۔ ويل له هلاك امتي على بهذه الاستاه اس موٹی کمر والے کے

ہاتھوں میری امت کی تباہی ہو گی اس کیلئے ہلاکت ہو طبقات بن سعد کی اس حدیث کی مکمل تخریج اور تصیح پر مکمل بحث اسی کتاب میں گذر چکی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ابن حجر نے معاویہ کے فضائل بیان نہیں کیئے بلکہ الاصابہ میں یہ واقعہ نقل کیا کہ معاویہ شام سے آئے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو چلے مکہ شریف کے قریب پہنچ کر شاہانہ لباس پہن کر خوشبو لگائی فاروق اعظم نے فرمایا ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی عاجزی لے کر بارگاہے الٰہی میں سر ننگے احرام پہن کر جاتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو اپنی شان کی خدا کے گھر نمائش کرتے ہیں۔ معاویہ نے کہا کے میں اپنے رشتہ داروں کو جو مکہ میں ہیں بتانا چاہتا تھا کہ میرا وقار کتنا ہے اور شرمندہ ہو گیا۔ ابن حجر عسقلانی اصابہ میں معاویہ کے ترجمہ میں یہ واقعہ بیان کرنا بتاتا ہے کہ اصل صحابہ کون تھے۔ اور جنہوں نے صحابیت پر استقامت چھوڑی وہ کون تھے۔

ابن حجر مکی المتوفی 971

ابن حجر مکی شافعیہ کے علماء سے ہوئے ہیں یقیناً انکی کتابوں میں اچھی باتیں بھی ہیں خصوصاً ابن تیمیہ کی تردید میں ابن حجر کی تحریریں قابل قبول ہیں لیکن آج بھی معاویہ کے جو حامی دلائل پیش کرتے ہیں وہ ابن حجر کی کتاب تطہیر الجنان سے پیش کرتے ہیں۔ اور آج سے

چار سو سال پہلے بھی اس کتاب سے حوالہ جات نقل کئے جاتے تھے جبکہ تطہیر الجنان کے آخری حصہ میں ابن حجر نے لکھا ہے کہ معاویہ نے یزید کی محبت میں اندھا ہو کر اسکو خلفائے راشدین کے بیٹوں پر فضیلت دے کر امت پر مسلط کیا۔ یہ معاویہ کی مدح نہیں بلکہ ذم ہے۔ اسلئے یہ ہمارا فرض ہے کہ ابن حجر کی کتاب تطہیر الجنان کے شبہات کا جواب دیں۔ کیونکہ آج سے چار سو سال پہلے اسماء رجال اور تاریخ کی کتابیں نہیں تھیں جو آج عام ہیں وہ اس وقت ناپید تھیں صرف مصر وغیرہ میں قلمی ملتی تھی کیونکہ یہ زمانہ پریس کا نہ تھا۔ ہندستان میں نہ طبقات بن سعد ملتی تھی نہ طبری نہ الاستیعاب دستیاب تھی نہ ابن اثیر جزری کی تاریخ کامل نہ البدایہ والنھایہ ملتی تھی نہ ابن خلدوں الغرض اسماء الرجال اور مستند تواریخ نہ ملنے کی وجہ سے ابن حجر کی کتاب تطہیر الجنان کا چرچہ ہوا۔ کیونکہ ابن حجر مکہ شریف میں تھے لہذا حجاج اس کتاب کی نقلیں مشرق مغرب میں لے گئے۔ اسی کتاب سے معاویہ کے فضائل بیان ہوتے گئے اور حقیقت کا شمس ابن حجر کے دلائل کے پیچھے چھپ گیا۔ جبکہ معاویہ کی حمایت میں ابن حجر کے دلائل تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ اس لئے ہم نے کوشش کی ہے کہ ابن حجر کے شبہات کو نقل کر کے انکے جواب دیئے جائیں۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول کر کے امت کو ناصبی فرقہ کے زہریلے پروپیگنڈہ سے محفوظ رکھے جو معاویہ اور یزید کی خلافت کو برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اقدمات حق کو غلط اور باطل قرار دے کر

ضلالت اور بغض اہل بیت کی اشاعت کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارا مقصد فتوے دینا نہیں بلکہ ناصبی فرقہ اثر سے امت کو بچانا ہے۔ اور اس وقت یہی بہت بڑی سنت کی خدمت ہے۔

مغالطہ عامۃ الورود

شبہ نمبر 1 : ابن حجر مکی نے خطبہ الکتاب میں لکھا ہے کہ تمام صحابہ کی تعظیم فرض عین ہے۔ یہ بات کتاب وسنت کے لحاظ سے غلط ہے اسلئے کہ قیامت کے دن فرشتے جن لوگوں کو عوض کوثر سے ہٹا کر جام کوثر سے محروم کریں گے ان کیلئے صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے۔

يردون على الناس من اصحابي الحوض حتى عرفتهم اختلوا دوني فاقول اصيحابي اصحابي فيقال لا تدري ما احدثوا بعدك

میرے صحابہ سے کچھ لوگ قیامت کے دن حوض کوثر پر آئیں گے فرشتے انکو دور کر دیں گے میں کہوں گا کہ یہ تو میرے صحابی ہیں کہا جائے گا کہ کیا معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کن کن بدعات کا احداث کیا۔ یعنی کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ ظالم ہیں اس لئے انکو ہٹایا جارہا ہے۔

محل استدلال یہ ہے کہ ان بد قسمت لوگوں پر آپ نے صحابی کا لفظ استعمال فرمایا معلوم ہوا کہ صحابہ کی شان میں جتنی حدیثیں ہیں وہ سب عام مخصوص البعض ہیں ورنہ تضاد لازم آئے گا۔اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور یہ فتنہ انگیزی جانتے تھے اور آپ نے صراحتا بھی ارشاد فرمایا کہ میری امت میں جو سب سے پہلے میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنوامیہ کا ایک آدمی ہوگا۔اس سے مراد یزید یا مروان نہیں بلکہ معاویہ بن سفیان ہے۔کیونکہ سب سے پہلے خلافت علی منہاج النبوہ کو ختم کر کے یزید پلید کو جانشین بنانا سنت خاتم النبین کا مکمل خاتمہ تھا جس امریت سے فتنے اور ہلاکت کے دروازے کھل گئے۔ اِنا اللہ واِنا الیہ راجعون۔

شبہ نمبر 2 : ابن حجر نے امیر معاویہ کی فضیلت میں جتنی روایات پیش کی ہیں وہ سب موضوع اور ضعیف ہیں۔سب سے زیادہ مشہور جو ترمذی میں ہے وہ الھم اجعلہ ھادیا مھدیا والی ہے۔جس کے متعلق ابن حجر عسقلانی نے الاستیعاب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس حدیث کا آخری راوی عبدالرحمن بن عمیرہ ہے جس کی صحبت ثابت ہی نہیں۔نسائی اسحاق بن راہوبہ قاضی اسماعیل المالکی نے لکھا ہے لم یصح فی فضائل معاویۃ شئ کہ معاویہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے(فتح الباری جلد نمبر 7 صفحہ 104 ابن حجر عسقلانی المتوفی 852۔

شبہ نمبر 3 :امام حسن کی صلح کے بعد معاویہ امیر المومنین بن گئے لہذا انکی تعظیم واجب ہے۔الجواب: صلح کے بعد یقینا معاویہ خلافت راشدہ پر چل کر سنت کو قائم رکھ سکتے تھے مگر افسوس کہ انہوں نے خلافت راشدہ کے خلاف کام کر کے آمریت کا دروازہ کھول دیا ۔سب سے بڑا جرم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ تھی یہ ایسی جنگ تھی جس میں معاویہ کی جماعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خداداد علم غیب کے ذریعہ داعی الی النار قرار دیا تھا۔بخاری شریف کتاب الاذان میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا

ویح عمار تقتلك الفئة الباغية تدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار.

افسوس عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا تو انکو جنت کی دعوت دے رہا ہو گا وہ تجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہوں گے۔امیر معاویہ کے حکم سے جنگ صفین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے انکا سر کاٹ کر معاویہ کے سامنے پیش کیا گیا۔یہ حدیث امیر معاویہ اور اسکے لشکر کی مذمت میں نص قطعی ہے۔اسی طرح مسلم شریف حدیث 2604 میں حضور علیہ السلام نے معاویہ کو بد دعا دی اور فرمایا لا اشبع اللہ بطنہ اللہ اس کا پیٹ کبھی نہ بھرے یہ بھی مذمت ہے مدح نہیں ہے۔اسی طرح مسلم شریف میں ہے کہ امیر معاویہ نے حضرت سعد کو حکم دیا کہ علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دو ملاحظہ ہو مسلم شریف حدیث نمبر ۲۴۰۴ جبکہ مسند احمد میں یہ روایت صحیح موجود ہے من سب عليا فقد سبني مسند

احمد جلد نمبر 6 حدیث نمبر 323 جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی یہ بھی معاویہ کی مذمت ہے۔اس لئے امام ذہبی اور امام عبدالرزاق جیسے مسند محدثین نے معاویہ کی مذمت کی ہے۔ملاحظہ ہو سیرت اعلام النبلاء جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۵۷۰ یہ اس امر کے دلائل ہیں کہ معاویہ کی تعظیم شرعاً واجب نہیں بلکہ ان احادیث کی روشنی میں اس کے افعال سے نفرت ضروری ہے ورنہ دین ہاتھ سے چلا جائیگا۔

شبہ نمبر 4 :ابن حجر نے لکھا ہے کہ معاویہ حضور کے سالے تھے حضرت ام حبیبہ ام المومنین کے بھائی تھے۔ مسلمانوں کے ماموں تھے اسلئے ان کی تعظیم ضروری ہے۔

الجواب: رشتہ داری اس وقت فائدہ دیتی ہے جب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین سے وفاداری ہو جب دین مصطفی صل اللہ علیہ وسلم اور اہل مصطفی صل اللہ علیہ وسلم سے بیزاری ثابت ہو گئی تو رشتہ داری ختم ہو گئی یہ بات معمولی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔حضرت صفیہ ام المومنین تھیں انکا والد حی بن اخطب یہودی تھا لیکن حضرت صفیہ کے والد کو یہ رشتہ داری کام نہیں آئی اسلئے کہ نسبت رسولی نہیں تھی۔

امیر معاویہ کا بغض علی رضی اللہ عنہ اور بغض حسن و حسین رضی اللہ عنہما ثابت ہے۔اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اہل البیت احد الا ادخلہ اللہ النار (صحیح ابن حبان جلد نمبر 15 حدیث نمبر 435۔)خدا کی قسم جس کے

قبضہ میں میری جان ہے ہمارے اہل بیت کے دشمن کو دوزخ میں ڈالے گا۔ ذہبی اعلام النبلاء جلد رابع صفحہ 383 میں لکھتے ہیں عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ معاویہ نے موت کے وقت یزید کو وصیت کی کہ حسین لوگوں کی نظر میں بہت شان والا ہے اسلئے اسکے معاملہ میں نرمی کرنا لیکن اگر وہ تیرے مقابلہ میں آیا تو اللہ تیری مدد کرے گا۔ جس طرح حسین کے باپ کو خدا نے قتل کیا اور اس کے بھائی کو ذلیل کیا۔ اہل بیت کی توہین امیر معاویہ نے موت کے وقت جس طرح مذکورہ وصیت میں کی اس سے پتا چلتا ہے کہ معاویہ کے دل میں کیا اہل بیت کی عزت تھی۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ معاویہ کی تعظیم کرنے سے اہل بیت ناراض ہوتے ہیں۔ اور ابن حجر مکی کی بات سو فیصد غلط ہے۔ ذہبی کی بات مخالفین کے لئے بھی حجت ہے یہ تحریر بتاتی ہے کہ معاویہ کا دل حضرت علی اور حضرت حسن و حسین رضوان اللہ علیہم کے بغض سے لبریز تھا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف مسلم شریف میں موجود ہے

لا يحبك الا مؤمن ولا يبغضك الا منافق. (مسلم شریف مناقب علی)

اے علی تیرے ساتھ محبت صرف مومن کرے گا اور تیرے ساتھ بغض صرف منافق کرے گا۔

خال المؤمنین

ابن حجر مکی نے یہ بھی لکھا ہے کہ معاویہ خال المومنین سب مسلمانوں کے ماموں تھے حالانکہ تفسیر ابن کثیر سورۃ احزاب میں النبی اولی بالمؤمنین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ معاویہ کو خال المومنین کہنا منع ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ام المومنین حفصہ کے والد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے نانا تھے یہ باطل بات ہے اسی طرح خال المومنین کہنا باطل ہے۔

شبہ نمبر 5 : ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ معاویہ کاتب وحی تھے اسماء الرجال کی کتابوں سے ثابت ہے کہ معاویہ نے صرف کتابت کی وحی لکھنا ثابت نہیں لیکن بالفرض وحی کی کتابت ثابت بھی ہو جائے تو اسکے بعد جو افعال معاویہ نے کئے وہ صحابیت اور کتابت وحی کے منافی تھے۔ سب علی رضی اللہ عنہ بھی صحابیت اور کتابت وحی کی فضیلت کے منافی تھی۔ یزید پلید کو جانشین بنانا بھی اس فضیلت کے منافی تھی گورنروں کو حکم دے کر حامیان علی کو قتل کرایا یہ بھی صحابیت اور کاتب وحی ہونے کی فضیلت کے منافی تھا بغض اہل بیت بھی منافی صحبت ہے۔ بے شمار سنتوں کو ختم کرنا یہ بھی منافی صحابیت کام تھے۔ بخاری شریف حدیث نمبر ۳۶۱۷ مسلم شریف حدیث نمبر ۲۷۸۱ حضرت انس راوی ہیں کہ ایک نصرانی نے اسلام قبول کیا اور سورۃ بقرہ اور آل عمران با قلم حاصل کیئں اور پھر کاتب وحی بنا اسکے

بعد معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور یہ بکواس کی کے محمد کو وحی کا وہی علم ہے جو میں انکے لئے لکھتا تھا باقی کوئی انکو پتہ نہیں وہ مر گیا تو اسکو زمین نے دفن کے بعد باہر پھینک دیا۔

مسند احمد باسناد صحیح جلد نمبر ۳ حدیث نمبر 120 صحیح ابن حبان جلد نمبر 3 حدیث نمبر 19 حضرت انس فرماتے ہیں ایک عیسائی مسلمان ہو گیا پھر حضور پاک کا کاتب وحی بنا پھر مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا اور پھر مردار ہو گیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو زمین قبول نہیں کریگی لہذا کتابت وحی فضیلت تب ہے جب انجام بالخیر ہو۔

شبہ نمبر 6 : ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام کا ایک مد جو صدقہ کرنا باقی لوگوں کے احد پہاڑ برابر صدقہ سے افضل ہے لہذا معاویہ کی فضیلت ثابت ہو گئی۔ الجواب : یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ مقام سابقون الاولون مہاجرین وانصار اور متعبین باحسان کا حکم ہے حکم قرآنی یہ ہے کہ طلقا اور بعد میں آنے والے خلفائے راشدین اور سابقون کے عملی طریقہ کی پیروی کریں۔ معاویہ نہ سابقون الاولون سے ہے اور نہ مہاجرین سے نہ انصار سے اور نہ متعبین باحسان سے تھے کیونکہ قرآنی حکم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ سابقون الاولون میں سے تھے اور مہاجرین سے تھے انکی اتباع معاویہ کیلئے اس وقت واجب ہو گئی جب پوری جماعت صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی

تھی۔جب معاویہ نے بغاوت کی تو اتباع باحسان سے خارج ہو گیا۔لہذا ان مناقب سے بھی محروم ہو گیا جو ان حضرات کی شان میں اللہ نے بیان کئے اتباع باحسان سے نکلنے کی سب سے بڑی دلیل دعوت الی النار ہے جو بخاری شریف سے ثابت اور فرمان حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ملاحظہ ہو بخاری شریف باب الاذان۔مولنا عبد الرشید نعمان محدث جامعہ بنوریا لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ اتباع باحسان سے خارج ہو گئے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی۔

شبہ نمبر 7 : سب صحابہ عادل تھے اور سب کی محبت فرض ہے۔

الجواب: یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ مسلم شریف کی صحیح حدیث ہے اثنا عشر من اصحابی منافقون میرے اصحابہ میں بارہ آدمی منافق ہیں۔غور کا مقام یہ ہے منافقین جو بارہ ہیں اور جن کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خذیفہ بن یمان کو بتائے ان پر لفظ صحابی کا اطلاق ہوا معلوم ہوا کہ جنہوں نے بعد میں دین کی تبدیلی کی اہل بیت سے دشمنی کی خلافت راشدہ کو ختم کیا ناپاک فاسق و فاجر کو جانشین بنا کر اہل بیت کے قتل کی راہ ہموار کی مدینہ منورہ لوٹنے کے لئے مسلم بن عقبہ کو تیار کیا اور یزید کو وصیت کی کہ اہل مدینہ کی کی طرف مسلم بن عقبہ کو روانہ کرنا۔ملاحظہ ہو الصواعق ابن حجر مکی۔لہذا یہ لوگ شرف صحبت کے باوجود استقامت علی الصحبت سے محروم ہو گئے۔جس طرح ابن عبد البر الاستیعاب میں

لکھتے ہیں کہ معاویہ کا گورنر بسر بن ارطاۃ صحابی تھا لیکن لہ صحبۃ ولیس لہ استقامۃ صحبت تھی مگر صحابیت پر استقامت نہ تھی۔ کیونکہ اس نے معاویہ کے حکم سے بے شمار مہلکات کا ارتکاب کیا۔ محدث دار قطنی نے لکھا ہے۔اور عبد البر نے لکھا ہے کہ معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو یمن بھیجا تاکہ جانثاران علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرے اور اس نے عبید اللہ بن عباس کے دو بچوں کو بڑی بے دردی سے قتل کیا کیونکہ وہ حضرت علی کے خاندان سے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بد دعا سے بسر آخری عرصہ میں پاگل ہو گیا حالانکہ بسر صحابی تھا مگر اسکی اہل بیت کی دشمنی کی وجہ سے صحبت کام نہ آئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بد دعا حاصل کی اور سنت رسول سے محروم رہا۔ یہ بات سعودی عقیفی نے بھی حصن المسلم میں لکھی ہے۔

شبہ نمبر 8 : معاویہ نسب کے لحاظ سے صحابہ سے شریف تھا اور صحابہ کے برابر تھا اور معاویہ بالاجماع جنتی ہے۔

الجواب؛ یہ قول بھی باطل ہے اس لئے تفتازانی سے شرح مقاصد جلد جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳۱۰ پر لکھا ہے کہ جو لوگ صحابی ہونے کے باوجود دشمنی عناد حسد طلب ریاست اور دنیا کی محبت میں اکابر صحابہ سے لڑے انکو خیر اور نیکی سے ہرگز حصہ نہیں دیا جائے گا۔اور بنو امیہ انہی میں سے ہیں اور رہا نسب کا معاملہ تو معاویہ نے اہل بیت سے بغض کیا اور جنگ کی اہل

بیت کے نسب سے معاویہ کے نسب کی کیا نسبت دیکھیے صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۷ ۲۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے نسب کی اعلی شان بیان کی جس پر ایمان فرض ہے۔ معاویہ کا بالاجماع جنتی ہونے کی حدیث نہیں ہے صرف عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی حدیث ہے۔ اور محبت معاویہ کیسے فرض ہو گئی جبکہ ہمارے سامنے نص ہے حب علی رضی اللہ عنہ رکھنے والا مومن اور بغض علی رضی اللہ عنہ رکھنے والا منافق ہے دیکھیے صحیح مسلم شریف اور معاویہ کا بغض علی رضی اللہ عنہ ثابت ہے۔

شبہ نمبر 9 : معاویہ فتح مکہ سے پہلے حدیبیہ کے موقع پر مسلمان ہوا تھا لہذا وہ طلقا سے نہیں کیونکہ مروہ کے پاس معاویہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی حجامت کی نیز معاویہ کو خطائے اجتہادی پر ثواب ملے گا۔

الجواب: یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں ترجمہ معاویہ میں لکھا ہے کہ یہ واقدی کی روایت ہے جبکہ صحاح ستہ میں حضرت سعد بن وقاص کا فرمان ہے کہ ہم نے حدیبیہ والے سال الشہر الحج میں عمرہ کیا جب معاویہ کافر تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا رہا مروہ پر حجامت تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے معاویہ کی بات سن کر کہا تھا کہ یہ تمہارے اوپر حجت ہے کیونکہ معاویہ دشمن اہل بیت تھا اس لئے کتابت وحی اور حجامت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ کیونکہ منافی صحبت کام کئے۔ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ

معاویہ نے اپنا اسلام اس لئے پوشیدہ رکھا ہے کہ نان نفقہ کا مسئلہ تھا۔ سبحان اللہ جن لوگوں نے مال جان اولاد وطن قربان کر دیئے ہجرت کر کے سابقون کا درجہ حاصل کیا ابن حجر معاویہ کو انکے برابر کرنا چاہتے ہیں۔ انا اللہ۔ رہا خطائے اجتہادی والا فارمولا تو یہ اسلئے بنا فاسد علی الفاسد ہے کہ اجتہاد نصوص کے مقابلہ میں باطل ہے کیونکہ نصوص یہ کہتی ہیں کہ کسی مال باطل کے ساتھ نہ کھاو جبکہ معاویہ لوگوں کے مال کو باطل کے ساتھ کھاتا تھا اور لوگوں کو ناحق قتل کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو مسلم شریف حدیث نمبر 1844 عبداللہ بن عمرو بن عاص کے سامنے عبدالرحمن نے جب یہ کہا کہ تمہارے چچا کا بیٹا معاویہ ہمیں باطل کے ساتھ مال کھانے اور ناجائز قتل کرنے کا حکم دیتا ہے تو عبداللہ بن عمرو عاص نے کہا کہ معاویہ کی اطاعت نیک کاموں میں ہے اللہ کی نافرمانی میں اسکی بات ہرگز نہ مانو اسلئے ثابت ہوا کہ معاویہ اہل اجتہاد سے نہ تھا بلکہ مہلکات کا مرتکب تھا۔

شبہ نمبر 10 : ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ فاروق اعظم کا معاویہ کو شام کا گورنر مقرر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معاویہ کا مقام بہت بلند ہے۔

الجواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو کسی لشکر کا والی بنایا انہوں نے آکر غلط بیانی کی اور ان جاء کم فاسق والی آیت نازل ہوئی اور ولید بن عقبہ کو مجرم ٹھہرایا گیا۔ عبد اللہ بن سرح کو کاتب مقرر کیا جو بعد میں مرتد ہو گیا۔ لہذا جب تک کسی کا جرم ثابت نہ ہو

اسکو کسی کام پر مقرر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ معاویہ اور اسکے بھائی کو شام کی گورنری دی گئی اس وقت ایک بات بھی معاویہ کی اسلام کے خلاف نہ تھی۔ گورنری اور بادشاہت کے بعد فاروق اعظم نے اپنی شہادت کے چند دن پہلے جو خطبہ دیا اس میں آپ نے ندامت کا اظہار فرمایا کہ یزید بن ابی سفیان اور معاویہ بن ابی سفیان کو شام کی حکومت دینا غلطی تھی۔ چنانچہ دیوبند کے عظیم محدث شیر احمد عثانی نے فتح الملھمہ شرح صحیح مسلم جلد نمبر ا صفحہ ۱۱٦ پر جو عبارت لکھی ہے اسکا ترجمہ یہ ہے کہ عمرو بن عاص نے شوری میں شمولیت کی آرزو کی تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو جہاں اللہ نے تمہیں رکھا ہے بخدا میں اس شوری میں کسی شخص کو شامل نہیں کروں گا جس نے حضور صل اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہتھیار اٹھائے یعنی طلقا۔ نیز فرمایا کہ طلقا اور طلقا کی اولاد کار حکومت کے لائق نہیں اور اگر میں موجودہ صورت حال کو پہلے جان لیتا تو یزید بن ابوسفیان اور معاویہ بن سفیان کو کبھی شام کی حکومت نہ دیتا۔ اکمال المعلم جلد نمبر 2 صفحہ 473 : الکوکب الوھاج جلد نمبر 8 صفحہ 207۔

اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی عمر کے آخری ایام میں طلقا کو عہدوں پر فائز کرنے کے اپنے عمل سے نادم تھے۔ اسلئے انکے عمل کو طلقا کے مرتبہ کی دلیل بنانا درست نہیں اور اسی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقانیت واضح ہو گئی کہ بیت خلافت کے بعد

مولی علی رضی اللہ عنہ نے طلقا کی معزولی کے آرڈر کئے جن میں معاویہ بھی تھا اس نے حکم عدولی کی اور بغاوت کر دی۔

شبہ نمبر 11 : ابن حجر نے تطہیر الجنان میں لکھا ہے طبرانی کی حدیث ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری حمایت میں لڑنے والے اور معاویہ کی حمایت میں لڑنے والے دونوں جنت جائیں گے اور یہ بھی لکھا کہ بخاری میں ہے کہ ابن عباس نے معاویہ کے متعلق کہا کہ وہ فقیہ ہے۔

الجواب: ابن حجر مکی نے جو روایت طبری کی لکھی ہے اس میں حسن بن سری العسقلانی راوی کذاب ہے ملاحظہ ہو ابن حبان، ابو داود، تہذیب الکمال کتب اسماء الرجال اسلئے یہ روایت مکذوبہ ہے اس لئے استدلال باطل ہے ابن حجر نے ابن عباس کا جو حوالہ دیا ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ ابن عباس نے معاویہ کی تعریف نہیں کی بلکہ بقول امام طحاوی فقیہ کا لفظ بطور تقیہ کیا ہے کیونکہ معاویہ سے قتل کا اندیشہ تھا بلکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ انہ فقیہ قول ابن عباس نہیں بلکہ راویوں کی تحریر ہے۔ کیونکہ شرح معانی الا آثار جلد نمبر ۱ باب الوتر امام طحاوی لکھتے ہیں کہ جب ابن عباس نے معاویہ کو ایک ایک وتر پڑھتے دیکھا تو فرمایا این تری اخذ ھا الحمار کہ اے عکرمہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اس بے وقوف یعنی معاویہ نے ایک وتر کا ثبوت کہاں سے لیا ہے۔ بالفرض اگر کوئی معاویہ کو فقیہ کہہ دے تو اسکے مہلکات

اسکی فقہ بچا نہ سکے گی۔ابن عباس خاندان بنو ہاشم میں سے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف دار تھے اور معاویہ کے مخالف تھے اور ہمیشہ دین کی پاسداری کرتے تھے معاویہ نے اپنے دور حکومت میں جب حکم دیا کہ عرفات میں بلند آواز سے تلبیہ نہ پڑھا جائے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنت کے مطابق عرفات میں تلبیہ پڑھنے کا حکم دیا تھا۔جب ابن عباس حج کو آئے تو عرفات میں دیکھا کہ لوگ تلبیہ نہیں پڑھتے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے انہوں نے کہا یخافون من معاِویہ کہ لوگ معاویہ سے ڈرتے ہیں۔اسکے بعد

خرج عباس من فسطاطه فقال لبيك الهم لبيك فانهم لعنهم الله تركو السنة من بغض علي

ان پر خدا کی مار بغض علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے تارک سنت ہو گئے۔حوالہ کیلئے دیکھئے نسائی کتاب الحج باب التلبیہ بعمرہ نسائی فی السنن الکبری، مسند احمد جلد نمبر ا ۲۱۷، صحیح ابن حذیمہ جلد نمبر 6 260 حاکم مستدرک جلد نمبر 9 464 465 .اسی طرح ابن عباس کا معاویہ کو یہ کہنا کہ حکومت کا اہل تم سے زیادہ کوئی نہیں یہ بھی بطور تقیہ ہے۔

شبہ نمبر 12 : ابن حجر مکی نے تطہیر الجنان میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ معاویہ نے شام سے آکر مدینہ منورہ میں خطبہ دیا کہ تمہارے علماء کہاں ہیں آکر میرا مقابلہ کریں اسمیں معاویہ کی شان ہے کہ انکا علم مدینہ کے علماء سے زیادہ تھا۔

الجواب: اسمیں معاویہ کی کوئی شان نہیں کیونکہ معاویہ نے لوگوں کو ڈرا دھمکا کر 51 ہجری میں اہل مدینہ سے یزید کی بیت لی تھی یہاں تک کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کی دھمکی دی تھی اور انہوں نے اہل مدینہ اور اپنی جان بچانے کیلئے حامی بھری ملاحظہ ہو بخاری شریف حدیث 6108 اسی طرح جابر بن عبد اللہ کے ساتھ ہوا عبد اللہ بن عمر کو معایہ نے کہا کہ تم اور تمہارے باپ سے میرا بیٹا بہتر ہے معاویہ نے یزید کو وصیت کی کہ اہل مدینہ کی سرکوبی کیلئے خبیث مسلم بن عقبہ کو بھیجنا خود ابن حجر مکی نے بھی معاویہ کا مسلم بن عقبہ کے متعلق یزید کو وصیت کرنا لکھا ہے کہ معاویہ نے کہا کہ اگر اہل مدینہ سے کوئی خطرہ ہو تو مسلم بن عقبہ کو بھیجنا لاحول ولا قوۃ الا باللہ چنانچہ یہی وہ خبیث ہے جس نے مدینہ پاک کو لوٹا اور برے انجام کو پہنچا اور پاکدامنوں کی عزت لوٹی ملاحظہ ہو فتح الباری جلد نمبر 13 صفحہ 70 تاریخ اسلام ذہبی جلد نمبر 4 صفحہ 150 حادثات ۵۱ ہجری لہذا اہل مدینہ کو ڈرانا اور یزید کیلئے بیعت لینا معاویہ کی عظمت نہیں بلکہ یہ دلیل ہے کہ وہ اتباع سنت اور احترام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم تھے۔

شبہ نمبر 13: ابن حجر مکی تطہیر الجنان میں امیر معاویہ کا ایک خطبہ نقل کیا گیا ہے جس میں معاویہ کا یہ جملہ نقل کیا گیا ہے لولا ھواي في یزید لا بصرت قصدی اگر یزید کو جانشین بنانے کی میری دلی خواہش نہ ہوتی تو ضرور میں سیدھے راستے پر قائم رہتا۔

خود ابن حجر نے اس کی تفسیر بیان کی ہے جس میں ابن حجر مکی کہتے ہیں فیہ غایۃ التسجیل علی نفسہ بان حبہ لیزید اعمت علیہ طریق الھدیٰ معاویہ نے اپنی اس بات پر خود مہر تصدیق ثبت کر دی کہ یزید کی محبت میں معاویہ نے صراط مستقیم کو ترک کر دیا اور راہ راست سے نابینا ہو کر اس فاسق کے حوالہ حکومت کر کے امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاکت میں ڈالا اور آگے ابن حجر کہتے ہیں کہ تقدیر میں یہی لکھا تھا یہ عذر گناہ بد تر از گناہ ہے۔ آج اگر کوئی قاتل عدالت میں یہ بیان دے کہ میں نے فلاں شخص کو جان بوجھ کر قتل کیا ہے کیونکہ میں شیطانی اغوا سے اندھا ہو گیا تھا لیکن میں کیا کرتا تقدیر میں ہی ایسا لکھا تھا۔ لیکن کیا تقدیر کا بہانہ اسے عند اللہ اور عند الناس سزا سے بچا سکتا ہے یا کوئی عدالت اس بہانے سے اسے معاف کر سکتی ہے، ہر گز نہیں ورنہ سارا نظام شریعت ہی معاذ اللہ باطل قرار پا جائے۔ اسی طرح کی تاویلوں سے ابن حجر مکی نے معاویہ کے مظالم کو نیکیاں ظاہر کر کے دیکھایا اور اسی لئے یہ مضمون ہم نے لکھا ہے کہ فرقہ ناصبہ بنو امیہ کے مظالم کو نیکیاں سمجھ کر اہل بیت کی توہین کرتا ہے معاذ اللہ خذلھم اللہ۔

شبہ نمبر 14 : ابن حجر مکی نے تطہیر میں معاویہ کی فضیلت میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے معاویہ سے احادیث روایت کی ہیں اس طرح دوسرے لوگوں کے بھی معاویہ استاد ٹھرے۔

الجواب: عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہیں بھی ثابت نہیں کہ یہ کہا ہو کہ یہ حدیثیں ہم نے معاویہ سے لی ہیں لہذا وہ مظالم جو اس نے کئے ہیں اس پر اس کے گرفت نہ کی جائے۔ کیونکہ وہ راویان حدیث ہے۔ اور اہل بیت کی جو توہین کی ہے وہ جائز ہے۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عرفات میں معاویہ اور اسکی جماعت پر لعنت کے الفاظ نسائی نے کتاب الحج میں نقل کئے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کی دھمکی دے کر بیعت لی بخاری میں ہے۔ اور ابن عمر نے ندامت ظاہر کر کے یہ کہا کہ کاش میں صفین کی جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں معاویہ سے لڑائی کیوں نہ کی۔ ابن عبد البر نے با لاسناد الاستیعاب میں نقل کیا ہے لہذا ابن حجر کی اس بات کی کوئی حقیقت نہیں۔

علاوہ ازیں اسماء الرجال اور رواۃ کے ناقدین علماء اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجروحین سے ثقات نے روایات لیں یہاں بھی معاویہ توہین اہل بیت اور ابطال خلافت راشدہ کی وجہ سے مجروحین سے ہو گیا۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ ثقات سے ہو گئے۔ لہذا اصول حدیث سے روایات لینے سے معاویہ کا مجروح ہونا ختم نہیں ہوتا۔ جس زمانہ میں معاویہ نے دربار رسالت میں تھوڑے سے خطوط لکھنے کی خدمت کی اسی زمانہ میں یہ احادیث سنی اور آگے روایت کیئں کیونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد کل دو سال معاویہ دربار رسالت میں موقعہ ملا جبکہ علی رضی اللہ عنہ اول المومنین ہیں لہذا معاویہ کے اس دور کو دور عدل کہا جائے گا۔ لیکن توہین اہل بیت کے بعد جب

صحابیت ختم ہو گئی تو کیسی عدالت اور کیسی سند رہی۔ محدثین نے بھی دور اول کی روایت درج کیئں ہیں۔ لیکن ملعون یزید کو جانشین بنا کرامت اور اہل بیعت کی تباہی کے بعد وہ حثیت ختم ہو گئی۔ معاویہ والی احادیث دوسرے صحابہ سے بھی مروی ہیں ورنہ معاویہ کی شان میں جعلی احادیث کا تومار ہے۔

شبہ نمبر 15 : یزید اور مروان کی وکالت

:ابن حجر مکی نے تطہیر الجنان میں یزید اور مروان کی وکالت ہے کہ یزید کے کرتوت اور فسق سے معاویہ اگاہ نہ تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ باقی صحابہ کرام تو یزید کے کرتوتوں سے اگاہ تھے مگر معاویہ کو پتہ نہ تھا۔ جبکہ خود ابن حجر نے لکھ دیا کہ یزید فاسق کی محبت نے معاویہ پر راہ ہدایت مسدود کر دیا لولا ھوای فی یزید لوجدت القصد۔ یہ عذر گناہ بدتراز گناہ ہے کہ فاسق یزید کی وکالت کی جائے ابن حجر نے مروان رئیس النواصب کی بھی وکالت کی ہے حالانکہ کہ اس حدیث کو جو مسند احمد کی صحیح روایت ہے مخالفین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ مروان کو اس کے والد کی پیٹھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون فرمایا لعن الحکم و بالولد مجمع الزوائد ہیثمی جلد 5 حدیث 241 مسند احمد شاہ عبدالعزیز مسند البزار جلد نمبر 6 حدیث نمبر 159. امام ذہبی سیر اعلامہ النبلا جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر 477 میں لکھتے ہیں کہ مروان حضرت عثمان کا سیکٹری تھا اس کے پاس انکی مہر تھی اس نے غلط مہر لگا کر خیانت کی جس کی

وجہ سے حضرت عثمان کی شہادت ہوئی مسلم شریف حدیث نمبر 2409میں ہے کہ مروان نے سعد بن وقاص کو حکم دیا کہ حضرت علی کو گالیاں دو انہوں نے انکار کیا۔

مروان نے کہا کہ اگر تم علی رضی اللہ عنہ کا نام لے کر گالیاں نہیں دیتے تو ابو تراب کہہ کر گالیاں دو حضرت سھل نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے پیارا نام ابو تراب تھا کیونکہ یہ نسبت انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی۔ایسے ملعون مردود کی وکالت ابن حجر کر رہے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔اسی ملعون نے سارا فساد برپا کیا یہ معاویہ کے حکم سے منبر نبوی پر حضرت حسن علیہ السلام کو فحش گالیاں دیتا تھا اسی کی سازش سے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا۔

شبہ نمبر 16 : معاویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خود برا نہیں کہا۔

الجواب: معاویہ کی اہل بیت سے دشمنی اہل سنت کی کتابوں سے واضح ہے۔مولیٰ علی کو معاویہ نے گالیاں دینے کا حکم دیا یہ تو مسلم شریف سے ثابت ہے۔اور خود بھی معاویہ نے توہین اہل بیت کا ارتکاب کیا اسکا ثبوت ملاحظہ ہو مسند ابو یعلیٰ جلد نمبر 12 صفحہ 135،136 طبرانی معجم کبیر جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۸۵ مجمع الزوائد جلد نمبر ۲۴۰ صفحہ جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۲۷ ان سب کتب میں روایات صحیحہ میں

معاویہ کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں انتم اھل بیت ملعونون معاذ اللہ اہل بیت کو معاویہ نے ملعون کہا ابن حجر مکی نے معاویہ کے حق میں ابن عمر کا قول بھی نقل کیا ہے جو موضوع روایت ہے جبکہ ابن عمر کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ قتل کی دھمکی دے کر معاویہ نے اہل مدینہ سے بیعت لی جب کہ یہ بیعت ضلالہ تھی ابن عمر سے بھی جبری بیعت لی گئی۔

شبہ نمبر 17 : ابن حجر مکی کی تطہیر میں معاویہ کی فضیلت میں یہ وصیت بھی لکھی ہے کہ میری موت کے بعد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن مبارک میری آنکھوں پر رکھ دینا اور مجھے اللہ کے حوالے کر دینا جس سے معاویہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے

الجواب: یہ روایت ناخنوں والی موضوع یا ضعیف ہے کیونکہ راوی محیون نے معاویہ کو نہیں دیکھا اور محیون حضرت علی کے مخالفین میں سے تھا امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ محیون نے ابن حزام سے ملاقات ہی نہیں کی یہی ابن قائم کا قول ہے لہذا معاویہ کی فضیلت میں اسکی بات ناخنوں والی معتبر نہیں ہے بلکہ جھوٹ ہے۔

معاویہ کی تین وصیتیں

جب مستند تاریخ کی کتابیں اسماء الرجال دیکھتے ہیں تو ہمیں معاویہ کی موت کے وقت تین وصیتیں نظر آتی ہیں ایک ناخن والی موضوع اور دو درست وصیت نمبر ا اعلام النبلا جلد نمبر

4 حصہ 383 میں ذھبی نے معاویہ کی یزید کو آخری وصیت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت تک معاویہ نے بغض اہل بیت کو ترک نہیں کیا تھا۔

لما احتضر معاوية دعا يزيد فاوصاه فقال انظر حسينا فانه احبا الناس الى الناس فصل رحمه و ارفق به فان يك منه شيئ فسيكفيك الله بمن قتل اباه و خذل اخاه

جب معاویہ کی موت کا وقت آیا تو یزید کو معاویہ نے بلا کر وصیت کی کہ حسین کا خیال کرنا کیونکہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اس سے نرمی کرنا اور صلہ رحمی کرنا لیکن پھر بھی اس نے کوئی حرکت کی تو جس طرح خدا نے اس کے باپ علی کو قتل کیا اور اسکے بھائی حسن کو ذلیل کیا اسی طرح حسین کے ساتھ بھی ہو گا۔ نعوذ ربی کیا کسی مسلمان کی زبان یہ گوارا کرتی ہے کہ وہ جنت کے سردار امام حسین علیہ السلام اور مولی علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسی زبان ایسی زبان استعمال کرے کیا معاویہ کو پتہ نہ تھا کہ درود ابراہیمی میں آل محمد سے کیا مراد ہے۔

معاویہ کی دوسری وصیت : علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 70 پر معاویہ کی آخری وصیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابو بکر بن حیثمہ نے اپنی سند صحیح کے ساتھ جویریہ بن اسماء سے روایت کیا ہے کہ میں نے مدینہ پاک کے بزرگوں سے سنا ہے

ان معاوية لما احتضر دعا يزيد فقال ان لك من أل المدينة يوما فان فعلوا فارسل اليهم بمسلم بن عقبة .فاني عرفت نصيحته

اگر تجھے اہل مدینہ سے فکر ہو تو مسلم بن عقبہ کو بھیجنا اس کے بعد ابن حجر نے یزید کا مسلم بن عقبہ کو مدینہ منورہ پر چڑھائی کا حکم دینا اور مسلم بن عقبہ کا یزید کے حکم پر مدینہ منورہ کے بے شمار افراد کو قتل کرنا اور اور مخدرات کی بے حرمتی کرنے کا ذکر کیا ہے اور مدینہ منورہ کو تباہ کرنے کا سارا واقعہ بیان کیا ہے۔

طبرانی کی وضاحت

اسی طرح امام طبرانی نے محمد بن سعید بن امانہ سے معاویہ کی آخری وصیت نقل کی ہے اسکے الفاظ ملاحظہ کریں۔

ان معاوية حضره الوفاة قال ليزيد قد وطاعت لك البلد و مهدت لك الناس و لست اخاف عليك الا اهل الحجاز فان رابك منهم لك فوجه اليهم مسلم بن عقبه فاني قد جربته و عرفت نصيحته

معاویہ نے موت کے وقت یزید کو کہا کہ میں نے تیرے لئے سب ممالک کو تابع کر دیا ہے اور لوگوں کو تیرے پاؤں میں ڈالا ہے۔مجھے صرف اہل حجاز یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں سے ڈر ہے اگر ان سے تجھے کوئی فکر لاحق ہو تو انکے مقابلہ میں مسلم بن

عقبہ کو بھیجنا کیونکہ مسلم بن عقبہ کو میں نے آزمایا ہے وہ ہمارا خیر خواہ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری جلد نمبر ۳ صفحہ ۷۷ اپر لکھتے ہیں۔ قلت یوم الحرہ قتل نقبه من انصار من لا یخفی عدده و هجمت المدینة الشریفة و بذل فیها السیف ثلاثة ایام و کان ذالك في ایام یزید بن معاویة حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری حدیث نمبر 1877 کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

لا یکید اهل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح في الماء

جو بھی اہل مدینہ کو پریشان کرے گا جس طرح پانی میں نمک پگل جاتا ہے اس طرح خدا اسکو پگلا کرر کھ دے گا۔ اور یہی انجام مسرف بن عقبہ اور یزید کا ہوا۔

دعوت فکر: قارئین غور کریں معاویہ کی ایک نمبر وصیت ہے کہ حسین اگر مقابلہ کرے گا جس طرح اسکا باپ علی اور حسن ذلیل ہوئے حسین بھی ذلیل ہو گا نعوذ باللہ یہ معاویہ کے موت کے وقت کے الفاظ ہیں کیا س وصیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ معاویہ کا بغض اہل بیت موت کے وقت تک موجود تھا۔

نمبر 2 : معاویہ کی یزید کو دوسری وصیت کی کہ دشمن خدا مسلم بن عقبہ جس کو محدثین مسرف بن عقبہ لکھتے ہیں کو اہل مدینہ کے مقابلہ مین بھیجا اور پھر جو مسرف بن عقبہ نے اہل

مدینہ سے کیا وہ تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ معاویہ آخر تک اہل مدینہ، مہاجرین، انصار، اور آل ہاشم کا دشمن تھا۔ اور آخر معاویہ کی موت کے وقت یہ وصیت۔

وصیت نمبر 3: کہ میری آنکھوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن مبارک رکھنا کیسے درست ہے وہ اہل بیت کا بھی دشمن اہل مدینہ کا بھی دشمن۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے حدیث صحیح متواتر ہے یا اللہ جو علی کا دشمن ہے تو بھی اسکا دشمن بن جا جو علی کا دوست ہے تو بھی اسکا دوست بن جا۔

اللهم وال من والاه وعاد من عاداه (مستدرک للحاکم).

قارئین غور کریں ہم نے معاویہ کی تینوں وصیتیں باحوالہ نقل کی ہیں اب ناخنوں والی وصیت کی قدر واضح ہو جاتی ہے کہ یہ سارا افسانہ ہے۔ حقیت میں معاویہ اہل مدینہ کا دشمن تھا۔ بالفرض اگر حضور کے بال مبارک یا ناخن مبارک آنکھوں پر رکھنے کی معاویہ کی وصیت بھی ہو اور یہ روایت درست بھی ہو تو حضور علیہ السلام کے ان تبرکات کا نافع ہونا مشروط ہے اہل بیت کی محبت کے ساتھ۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے من اذی علیا فقد اذانیجس نے علی کو دکھ دیا اس نے مجھے دکھ دیا اور یا اللہ جس نے علی سے محبت کی تو بھی اس سے محبت کر اور جس نے علی سے دشمنی کی تو بھی اس سے دشمنی کر یہ سعودیہ کا محدث

البانی الحدیث الصحیحہ میں لکھتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور درجہ تواتر کو پہنچی ہے اور ابن تیمیہ کارد کیا ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے کفن کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتا عطا فرمایا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی چونکہ یہ آپ کا گستاخ تھا اس لئے اگر آپ اس کے لئے ۷۰ بار معافی طلب کریں پھر بھی اسکی بخشش نہیں ہو گی۔ ابن ابی کو کرتے نے اسلئے نفع نہ دیا کہ وہ دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ یہاں بھی معاملہ اسی طرح کا ہے کہ بغض اہل بیت وصیت کے وقت عیاں ہے ہم نے پوری دیانت داری سے معاویہ کی موت کے وقت تینوں وسایا کا تذکرہ کیا ہے اب یہ قارءین کے ایمان پر ہے کہ وہ کیا نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تبرکات کے احترام والی وصیت افسانہ ہے اللہ تعالی بغض اہل بیت سے اور بغض رسول سے محفوظ رکھ کر انجام بالخیر فرمائے آمین۔

شبہ نمبر 18 : مسلم شریف میں امیر معاویہ کے لئے جو ناراضگی کی یہ بد دعا ہے اسے ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ دعا بن جائے گی۔ کیونکہ لا اشبع اللہ بطنہ کے ارشاد کے بعد معاویہ کئی بکرے کھا کر بھی سیر نہ ہوئے تھے۔

الجواب: یہ یقینا ایسی بد دعا ہے کہ اسکا اثر ظاہر ہوا کیونکہ زیادہ کھانے کی وجہ سے امیر معاویہ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر دیا کیونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ

وسلم خطبہ کھڑے ہو کر دیتے اور معاویہ بیٹھ کر دیتا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے آ کر اس بدعت کو ختم کیا آج بھی جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر سنت کے مطابق دیا جاتا ہے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ عید کا خطبہ بھی سنت کے خلاف بجائے بعد کے مقدم کر دیا تھا کیونکہ لوگ حضرت علی کیلیئے سب شتم کو تیار نہ تھے۔ عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے آ کر اس سنت کو بھی زندہ کیا کہ عید کا خطبہ عید کے بعد دیا جائے گا۔

شبہ نمبر 19 : چونکہ امیر معاویہ صحابی تھا اس ل ء ے اسکی تعظیم واجب ہے۔

الجواب: قیامت کے دن جو لوگ حوض کوثر سے ہٹائے جائیں گے ان پر بھی لفظ صحابی بولا گیا ہے اور مسلم شریف میں ہے ۱۲ آدمیوں سے آٹھ جو دوزخ میں جائیں گے ان پر بھی لفظ صحابی بولا گیا ہے۔ لہذا صحابی اصطلاح شرع میں صرف وہی حضرات نے جنہوں نے اہل بیت کی تعظیم کی اور شفاعت سے محروم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اہل بت سے دشمنی کی ۔اہل بیت کا احترام کرنے والے کئی لاکھ صحابہ کرام ہیں اور اہل بیت کی توہین کرنے والے نواصب اور خوارج ہیں۔ناصبیوں کا پیشوا مروان ہے ملاحظہ ہو تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور مروان نے ناصبیت کا سبق اور اہل بیت کی گستاخی امیر معاویہ سے سیکھی تھی۔

ابن حجر مکی کا اعتراف

ابن حجر مکی نے تطہیر الجنان میں صفحہ ۴۳۷پر اعتراف کیا ہے کہ یزید کی محبت نے معاویہ کو اندھا کر دیا اور سورج کی طرح اسکے کھلے گناہ اور فسق وفجور معاویہ کو نظر نہ آئے عبارت یہ ہے۔

كا استخلاف معاوية لولده يزيد فان يزيد محبة الولد زين له رويت كما له و اعمى عنه روية عيوبه التي هي اوضح من الشمس في رابعة النهار.

آگے ابن حجر کہتے ہیں کہ اب کسی نے اگر اسی طرح معاویہ کی اتباع کی تو وہ دوزخ میں جائے گا لیکن معاویہ معذور تھا کیونکہ مجتہد تھا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم کہتے ہیں صرف یزید کی محبت ہی نہ تھی بلکہ دنیا کی اپنے خاندان مین حکومت کی محبت اور اہل بیت اور اہل مدینہ کی دشمنی تھی جیسے پہلے بیان ہوا۔ ہم نے ابن حجر کی کتاب پر تفصیلی تنقید اس لئے کی ہے کہ چار سو سال پہلے معاویہ کے متعلق ابن حجر کی ہی کتاب محل حجت بنی تھی اور بہت بزرگوں کو مغالطہ لگا۔

علی القاری المتوفی 1014

سائل نے علی القاری الھروی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بھی معاویہ کو صحابی مانتے تھے۔

الجواب: یہ بات تو ہم پہلے کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ ہم بھی صحابیت کے قائل ہیں لیکن یہ صحابیت مہاجرین والی صحابیت نہ تھی جو سابقون الاولون ہیں یہ صحابیت انصار والی بھی نہ تھی جنہوں نے بالاتفاق حضرت علی کی بیعت کی اور سابقون الاولون تھے۔ جنہوں نے بعد میں معاویہ اور یزید کی بیعت کو بیعت ضلالہ کہا یہ صحابیت وہ صحابیت نہ تھی جو اصحاب بدر، اصحاب احد، اصحاب شجرہ کو حاصل ہوئی۔ یہ صحابیت وہ صحابیت نہ تھی جو والذین التبعو ھم باحسان کو نصیب ہوئی کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کر کے انکے خلاف قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا جھوٹا الزام لگا کر اتباع باحسان سے خارج ہو گئے۔ یہ صحابیت اصحاب جمل کی صحابیت بھی نہ تھی کہ وہ سب نادم ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں طلحہ اور زبیر اگر اس آیت کے مصداق نہیں تو کوئی بھی نہیں و نزعنا ما فی صدورھم من غل یہ حضرات جنگ جمل میں اپنی اجتہادی غلطی سے شریک ہوئے اور شہید ہوئے نیز ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق محبوبہ رحمۃ اللعالمین نے بھی اظہار ندامت فرمایا لہذا معاویہ کی صحابیت صحابہ کے کسی گروپ میں شامل نہیں یہی وجہ ہے کہ مولنا عبد الرشید نعمانی محدث جامعہ بنوریہ کو لکھنا پڑا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کر کے معاویہ اتباع باحسان سے خارج ہو گئے (علی اور قتل عثمان) اب پھر وہی دار قطنی محدث والا فارمولہ چلے گا جو اس نے معاویہ کے ایک ظالم گورنر بسر بن ارطاۃ جس کی صحابیت کا محدثین نے اقرار کیا ہے۔ اسکے مظالم کے پیش نظر دار قطنی کہتے ہیں لہ صحبہ و

لیس لہ استقامۃ اگر معاویہ کے ظالم گورنر بسر ،ابو غادیہ ،زیاد بن ابیہ ،مروان کے مطالم کی وجہ سے صحابیت سے خارج ہو سکتے ہیں تو معاویہ جس نے ان گورنروں کو سب علی رضی اللہ عنہ پر لگایا اور حامیان علی کے قتل پر لگایا اور حامیان علی کی مستورات کو کنیزین بنایا وہ کیسے صحابی کے درجہ پر رہ سکتا ہے۔

علی قاری کے حوالہ جات

علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حضرت حسن علیہ السلام اور معاویہ کی صلح کے بعد حضرت حسن علیہ السلام نے جو خطبہ دیا اسکے الفاظ علی قاری کی مرقاۃ صفحہ ۵۹۷ طبع بیروت سے نقل کئے جاتے ہیں

و في رواية ان الحسن قال في خطبته يا معاوية ان الخليفة من ساره سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم و عمل بطاعته و ليس الخليفة من دان بالجور و عطل السنة و اتخذ الدنيا اما و ابا.

اے معاویہ سن خلیفہ حقیقتا وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلے اور آپ کی اطاعت پر عمل کرے خلیفہ وہ نہیں جو ظلم کو اپنائے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرے۔اور مال و دولت اور حکومت کو اپنا ماں باپ بنالے۔یہ اس حدیث کی کتنی عمدہ تفسیر ہے کہ خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی اسکے بعد ملوکیت ہو

گی۔ حضرت حسن بصری نے بصیرت نوری سے معاویہ کے ۲۰ سالہ دور کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا۔ علی قاری ثم تکون ملکا کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ملاحظہ ہو مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ٦٣٤ جلد نمبر ۵ علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں الجنۃ تشتاق الی ثلاث علي و عمار و سلیمان (رواہ الترمذي) جنت تین ہستیوں کی مشتاق ہے وہ علی عمار اور سلمان فارسی ہیں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

فلعل الوجه الاختصاص ان عليا و عمارا و قعابين طائفة غريبه من اهل البغي والفساد و التحدي و الفساد فقاتلا على طريق اسداد حتى قتلا حين قتل من عباد و سلمان في الغروة ورد كثير في زمن وابتلى با لعود ولمحن

حضرت علی اور عمار کی خصوصیت کہ جنت انکی مشتاق ہے اس وجہ سے ہے کہ یہ دونوں ایک باغی گروہ فسادی گروہ ظلم اور زیادتی والے گروہ کے نرغہ میں پھنس گئے۔ پھر انہوں نے صراط مستقیم پر قائم رہتے ہوئے ان باغیوں سے جہاد کیا اور یہاں تک کہ راہ حق میں جان دے دی۔ اور حضرت سلمان فارسی کی خصوصیت کہ جنت انکی مشتاق ہے اس لئے کے سرکار کے وصال کے بعد انہیں بہت مصائب برداشت کئے اور مسافری میں جان دی۔ علی قاری جس گروہ کو یہاں حضرت عمار اور حضرت علی کا دشمن کہکر ان کو باغی ،طاغی ،ظالم اور اہل فساد کہ رہے ہیں یہ معاویہ کا وہی گروہ ہے جس کے ہاتھ سے حضرت

عمار کی شہادت ہوئی۔ جن کے متعلق بخاری باب المسجد میں ہے کہ حضرت عمار انٹیں اٹھا رہے تھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا

ویح عمار تقتلک الفئة الباغیةتدعوهم الی الجنة ویدعونك الی النار.

افسوس اے عمار تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گاتوانکو جنت کی طرف دعوت دے رہاہو گا اور وہ تجھے دوزخ کی طرف بلارہے ہوں گے۔ چنانچہ طبقات بن سعد اور تمام کتب طبقات میں ہے کہ عمار بن یاسر کو معاویہ کی پارٹی کے ایک آدمی ابو غادیہ نے شہید کر کے انکا سر مبارک کاٹ کر معاویہ کے سامنے پیش کیا۔

اسپر جن صحابہ کرام کو شبہ تھا وہ بھی لشکر علی میں آملے کیونکہ ہر زبان پر یہ حدیث تھی کہ عمار باغی گروہ کے ہاتھوں سے شہید ہوں گے جو گروہ داعی الی النار ہو گا اس کی تفصیل اور حولہ جات پہلے گزر چکے ہیں۔ الغرض علی قاری نے معاویہ کے گروہ کو اہل فساد اہل ظلم اہل بغاوت اہل عناد سب کچھ اس عبارت میں لکھدیا ہے اور ہمارا بھی اتنا ہی موقف ہے۔ اور تکفیر کے ہم بھی قائل نہیں ہیں۔

ظلم کبیر اور توہین اہل بیت پر ہم معاویہ کے مظالم کو خطائے منکر سمجھتے ہیں اور سخت نفرت کرتے ہیں اور اسکے مظالم کو خطائے اجتہادی قرار دینے والے بزرگوں کو معذور خیال کرتے ہیں کیونکہ انکے پاس دلائل نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے ایسا کہا کیونکہ ان تک

مظالم معاویہ کی تفصیلات نہیں پہنچی لیکن حسن بصری اور مولنا جامی حی سب نے خطائے منکر کہا ہے۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلعی، محدث راہویہ، محدث نسائی، محدث عبد البر، مفسر ابو بکر جصاص، میر سید شریف جرجان، نقارانی، صاحب ہدایہ نے مظالم معاویہ کی تصدیق کی ہے۔

حدیث شہادت عمار پر علی قاری کا تبصرہ

بخاری شریف کی حدیث میں شہادت عمار کی پشنگوئی اور علی قاری کی اس پر شرح ۔ضروری نوٹ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ فرمائی ایک اس وقت جب آپ مسجد نبوی کی تعمیر فرما رہے تھے اور حضرت عمار بن یاسر انٹیں اٹھا رہے تھے یعنی جنگ صفین سے ۳۵ سال پہلے اور دوسری پیش گوئی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تین سال پہلے جب غزوہ خندق میں خندق کھودی جا رہی تھی چنانچہ بخاری شریف باب التعاون علی بناء المسجد حدیث نمبر ۹۴۸ میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے

عن عكرمه قال لى ابن عباس ولابنه على انطلقا ابى سعيد فاسمعا من حديثه فانطلقنا فاذا هو فى حائط يصلحه فاخذ رواه فاحتبى ثم انشأ يحدثنا حتى اتى على ذكر بناالمسجد فقال كنا نحمل لبنه لبنه و عمارا لبنتين لبنتين فرأه النبى ﷺ فينفض التراب عنه وقال ويح عمار تقتلك الفئة الباغية تدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار .قال يقول عمار اعوذ بالله من الفتن .

دوسری حدیث بخاری شریف کتاب الجہاد باب لمسح العناد عن الراس فی سبیل اللہ حدیث نمبر2812۔

عن عكرمه عن ابن عباس قال له و لعلى ابن عبدالله ائتيأ ابا سعيد فاسمعا من حديثه فأتيا و هو و اخوه في خائط يسقيانه فلما رأنا جاء فاحتبى و جلس و قال كنا ننقل لبن المسجد لبنه لبنه و عبارا ينقل لبنتين لبنتين فرأه النبى ﷺ و مسح عن رأسه الغبار وقال ويح عمار لتقتله فئة الباغية عمار يدعوهم الى الله و يدعونه الى النار .

ان دواحادیث کا ترجمہ: حضرت عکرمہ بن عباس کے شاگرد فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس نے مجھے اور اپنے بیٹے علی کو حکم دیا کہ تم ابو سعید کے پاس جاؤاور ان سے سنو کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ ہم دونوں گئے تو حضرت ابو سعید ایک باغ میں کام کر رہے تھے پھر اپنی چادر کو لپیٹ کر بیٹھ گئے اور پھر ہمارے سامنے حدیث بیان کرنے لگے۔ یہاں تک مسجد نبوی شریف کا تذکرہ آگیا ابو سعید بولے کہ ہم لوگ مسجد نبوی شریف کی تعمیر کیلئے ایک ایک انٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر دو دو انٹیں اٹھاتے تھے انکو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت مین دیکھا تو عمار کے جسم سے مٹی اپنے ہاتھ سے دور ہٹائی اور زبان فیض ترجمان سے فرمایا افسوس عمار تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا تو ان لوگو کو جنت کی طرف بلا رہا ہو گا اور وہ لوگ تجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہوں گے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمار فرماتے تھے اعوذ باللہ من الفتن میں اللہ کی

پناہ مانگتا ہوں فتنوں سے۔ یہ بخاری شریف حدیث نمبر 447 باب بناء المسجد کا ترجمہ ہے۔
اب بخاری شریف کتاب الجہاد حدیث نمبر 2812 کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے مجھے اور اپنے بیٹے علی کو حکم دیا کہ ابو سعید کے پاس جاؤ اور اس سے حدیث سنو پس ہم دونوں حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس گئے حضرت ابو سعید اس وقت اپنے بھائی کے ہمراہ اپنے باغ کو پانی دے رہے تھے۔ حضرت عکرمہ کا بیان ہے کہ ہمیں دیکھ کر حضرت سعید ہمارے پاس تشریف لائے اور چادر اوڑھ کر ہمارے پاس بیٹھ گئے، اور بیان فرمایا کہ ہم لوگ مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے وقت ایک ایک انٹ اٹھارہے تھے اور حضرت عمار دو دو انٹیں اٹھارہے تھے، ان کے پاس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور انکے سر سے غبار دور فرمایا اور فرمایا افسوس عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا عمار انکو جنت کی دعوت دے رہا ہوگا اور وہ باغی گروہ عمار کو دوزخ کی طرف دعوت دے رہا ہوگا۔

مشکوۃ المصابیح باب المعجزات میں حدیث نمبر ۱۱ غزوہ خندق مین حضرت عمار بن یاسر کا ذکر ہے چنانچہ مرقاۃ المصابیح شرح مشکوۃ المصابیح جلد نمبر ۵ صفحہ ٤٤٧ میں یہ حدیث اس طرح ہے

وعن ابي قتاده ان رسول الله ﷺ قال العمار حين يحفرالخندق فجعل يمسح رأسه بؤس ابن سميه تقتلك الفئة الباغية . رواه مسلم.

یہ حدیث مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خذری کی روایت سے حدیث نمبر 2915 اور حدیث نمبر 2916 حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا ام المومنین سے روایت ہے حضرت ام سلمہ کی روایت میں یا و یح ابن سمیہ کے الفاظ نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلم امام احمد میں اور بخاری میں و یح کا لفظ ہے ہائے افسوس اور مسلم کی روایت میں بؤس کا لفظ ہے یعنی مشکل حالات ہوں گے جب عمار بن یاسر کو باغی شہید کریں گے بخاری اور مسند احمد دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ ہیں یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار عمار انکو جنت کی طرف دعوت دیتے ہوں گے اور وہ اسے دوزخ کی طرف دعوت دیتے قتل کریں گے۔

ملا علی قاری کی دو احادیث شہادت عمار رضی اللہ عنہ پر شرح :

ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد نمبر ۵ صفحہ ٤٤٧ طبع بیروت میں اس حدیث کی جو شرح لکھی ہے وہ ملاحظہ کریں۔

1: بؤس ابن سميه تقتلك الفئة الباغية .

ہائے افسوس سمیہ کے بیٹے تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ افسوس کا حکم ہے۔

2: قال الطیبی ترحم علیه بسبب الشدالتی یقع فیها عمار من قبل فئة الباغیه یرید به معاویه و قومه فانه قتل یوم صفین .

طبّی شارح مشکوۃ وہ کہتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کی شہادت پر رحم فرماتے ہوئے یہ کلمہ ارشاد فرمایا و تح افسوس کیونکہ حضور دیکھ رہے تھے اس سختی اور مصیبت کو جس میں عمار بن یاسر کو باغی گروہ نے شہید کیا اور اس باغی گروہ سے مراد معاویہ اور اسکی پارٹی ہے جس نے صفین میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

3 : وقال ابن الملك اعلم ان ان عمار قتله معاويه و فئة فكانو طاغين باغين بهذا الحديث لان عمار كان في عسكر علي و هو المستحق لامامة فامتنعوا عن بيعته .

ابن الملک شارح کا بیان ہے کہ عمار بن یاسر کے قاتل معاویہ اور اسکی پارٹی تھے لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ طاغی اور باغی تھے۔ طاغی کا معنی شرع کی حد سے بڑھنے والا اور باغی کا معنی شر و فساد پھیلانے والا کیونکہ عمار بن یاسر امام بر حق کے ساتھ تھے اور باغیوں نے امام بر حق کی بیعت سے انکار کر دیا تھا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے۔

4 : و الحاصل ان هذا الحديث فيه ثلاث معذزات احدها انه سيقتل.وثانيها انه مظلوم و الثالث ان قاتله باغ من البغاة والكل صدق و حق .

حاصل کلام یہ کہ اس حدیثپاک میں تین معجزات ہیں ایک یہ کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا جائے گا۔دوسرا یہ کہ وہ مظلوم ہوں گے اور تیسرا یہ کہ حضرت عمار کا قاتل باغی گروہ ہو گا۔اور یہ تینوں معجزات حق اور سچ ہیں۔

5 : قلت فاذا كان الواجب عليه ان يرجع عن بغيه باطاعة الخليفة و يترك المخالفة و طلب الخلافة المبقة فظهر بهذا انه كان في الباطن باغيا مستنهر بدم عثمان مراعيا مراعيا في هذالحديث عليه ناعيا وعن عمله ناهيا لكن كان ذالك من الكتاب مسطود فصار عنده من القرآن والحديث مهجورا .

میں کہتا ہوں یعنی علی قاری کہتے ہیں معاویہ پر واجب تھا کہ وہ اپنی بغاوت سے باز آتا اور امام برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اطاعت اختیار اور مخالفت اور جبری خلافت حاصل کرنے کے طریقہ کو ترک کر دیتا اس سے وضح ہوا کہ وہ باطن میں باغی تھا۔اور ظاہر میں حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کرنے میں لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے یہ نعرہ لگایا تھا۔یہ حدیث معاویہ کے افعال پر مصیبت بن گئی اور اس کے اعمال سے روکنے والی ناھی بن گئی لیکن تقدیر کا لکھا ہوا واقع ہوا۔اور قرآن و حدیث کے سب حکم معاویہ نے چھوڑ دیئے۔

6 : وحكى عن معاوية انه كان يؤل معنى الحديث ويقول نحن فئة لطلب دم عثمان و هذا كما تحريف اذ معنى طلب الدم غير مناسب هنا لانه صلى الله عليه و سلم ذكر الحديث في اظهار فضيلة عمار وذم قاتله لانه جاء في طريق ويح قلت ويح كلمة يقال وقع في هلكة لا يستحقها فيرحم عليه بخلاف ويل فانه كلمة عقوبة يقال للذي يستحقها ولا يرحم عليه و في البخاري عن ابي سعيد مرفوعا ويح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة و يدعونه الى النارو هذا كاالنص الصريح في المعنى الذي المتبادر من البغي المنصوص في القرآن في قوله تعالى و ينهى عن الفحشاولمنكر والبغي آيةُ نمبر ١٤ سوره النحل .

ترجمہ: امیر معاویہ کے متعلق روایت ہے کہ وہ اس حدیث تقتلک الفئۃ الباغیۃ معنی یہ کرتے ہیں کہ خون عثمانی کے طالب ہیں یعنی وہ بغاوت کا مشہور معنی بدل کر اپنے مطلب کا معنی لیا یہ کھلی تحریف ہے اس لئے خون کا مطالبہ یہاں بلکل غیر مناسب ہے کیونکہ یہ حدیث عمار بن یاسر کی تعریف اور فضیلت میں آئی ہے اور عمار بن یاسر کے قاتل کی مذمت میں آئی ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں یہ صحیح حدیث موجود ہے۔ قاتل العمار وسالبہ فی النار عمار کا قاتل اور اسکا سامان چھیننے والا دوزخی ہیں اور حضرت عمار کے لئے حدیث میں کلمہ ویح کا استعمال ہوا ہے یہ اس شخص کیلئے بولا جاتا ہے جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ اسکا مستحق نہ ہو۔ لہذا اس پر رحم کرنے کیلئے اظہار غم کرنے کیلئے کلمہ ویح بولا جاتا ہے لیکن کلمہ ویل اس شخص کیلئے بولا جاتا ہے جو کسی سزا کا مستحق ہو اور اسپر رحم نہ کیا جائے یہ کلمہ ہلاکت اور بد دعا ہے جبکہ بخاری کی صحیح حدیث ہے

ويح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة و يدعونه الى النار. وهذا كا النص الصريح في المعنى المتبادر من البغي المطلق في القرآن

لہذا یہ حدیث نص صریح ہے بغاوت کے مشہور معنی کی طرف جو قرآن کی اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ و ينهى عن الفحشاوالمنكر و البغي پارہ نمبر ۱۴ سورہ النحل۔ اور اللہ تعالی منع فرماتا ہے بے حیائی برے کاموں اور بغاوت سے۔

معاویہ کے لیئے زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلمہ ویل کا استعمال :

طبقات ابن سعد کے حوالہ سے پہلے اسی کتاب میں ہم نے تحقیق کر کے عاصم لیثی کی حدیث ذکر کی ہے طبقات میں ہے کہ حضور پاک نے معاویہ کے متعلق کوئی بات منبر پر ناراض ہو کر فرمائی اور صحابہ نے فرمایا کہ نعوذ باللہ من غضب بااللہ وغضب رسولہ عاصم لیثی نے پوچھا کیا ہوا تو لوگوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ کے متعلق ایک بات کی ہے جس سے بگڑ کر ابو سفیان اپنے بیٹے معاویہ کو لے کر مسجد سے نکل گیا اس مقالہ میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ عاصم لیثی سے یہی حدیث طبرانی نے اوسط میں روایت کی جس کی توثیق دار ابن تیمیہ مصر نے کی یہی حدیث عاصم لیثی سے شرح السنہ میں بغوی نے اسی سند سے روایت کی یہی حدیث ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں لیثی سے

روایت کی ان سب میں ہے - قال رسول الله ﷺ ويل لهذا لامة من فلان ذي الاستاه اس امت کی ہلاکت فلاں موٹی کمر والے کے ہاتھ سے ہو گی امت کی تباہی معاویہ کے ہاتھ سے ہو گی لہذا ویل کا کلمہ معاویہ کے لئے استعمال ہوا۔

اسی طرح حجر بن عدی کے قتل کے موقع پر حضرت حسن بصری نے جو کلمات کیسے وہ سند صحیح کے ساتھ یہی ہیں ویل لمن قتل حجر واصحاب حجر تباہی ہو اس کیلئے جس نے حجر اور اصحاب حجر کو قتل کیا حضرت حجر بن عدی کا قاتل مع چھ افراد کے معاویہ تھا جبکہ اصحاب حجر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعن سے انکار کر دیا تھا ملاحظہ ہو تاریخ الکامل ابن اثیر الجزری المتوفی 630 اس سے ثابت ہوا کہ ویح کا کلمہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کیلئے کیونکہ وہ مظلوم تھے اور ویل کا کلمہ معاویہ کے لئے کیونکہ انہوں نے ظلم کیا زبان رسالت سے صادر ہوتے ہیں۔

علی قاری کا اصیحابی والی حدیث پر تبصرہ

متفق علیہ حدیث ہے۔

و ان الناس من اصحابِ يوخذ بهم ذات الشمال فاقول اصيحابي اصيحابي فيقل انهو لن يزالوا مرتدين على اعقابهم منذ فارقتهم .

میرے صحابہ کی ایک چھوٹی جماعت کو پکڑ کر دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا میں کہوں کا کہ یہ تو میرے صحابی ہیں جواب ملے گا کہ انہوں نے آپ کے بعد دین سے انحراف کیا تھا۔

علی قاری کہتے ہیں کہ اہل فقہ کے نزدیک صحابی کا لفظ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والے مہاجرین اور انصار کیلئے بولا جاتا ہے۔یعنی جن پر نسبت رسولی صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ چڑھا یوا ہو۔اور لغت میں ہر وہ شخص جس نے حضور کی صحبت کی اور دیدار کیا اگرچہ ایک بار ہی حاضر خدمت ہوا ہو یہ محدثین کی اصطلاع سے بعض لوگوں نے اس حدیث میں مرتدین سے مراد وہ اہل عرب ہیں جو مرتد ہو گئے تھے۔لیکن صوفیہ کے نزدیک وہ لوگ جو دیدار کے باوجود حضور صل اللہ علیہ کی سنت کے تارک ہوئے اور صدق واخلاص کو دنیا کی محبت میں ترک کر دیا اس حدیث میں یہی لوگ مراد ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے صدق واخلاص کو ترک کر دیا اور وہ کون لوگ تھے جنھوں نے ظلم کو اپنا پیشہ بنایا، اور وہ کون لوگ تھے جنھوں نے دنیا کی دولت کو اپنی ماں باپ بنایا۔یہ بنوامیہ تھے جن کی نشاندہی امام حسن علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں معاویہ کے سامنے نہایت جرأت سے فرمائی تھی۔

یا معاویة انما الخلیفة من ساره سیرة الرسول صلی اللہ علیه وسلم و عمل بطاعته و لِس الخلیفة من دان بالجود و عطل السنة و التخذالدنیا اما و ابا.

اے معاویہ خلیفہ وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر چلے اور آپ کی مکمل اطاعت کرے خلیفہ وہ نہیں جو ظلم کو اپنا پیشہ بنائے خلیفہ وہ نہیں ہے جو سنت کو معطل کر دے خلیفہ وہ نہیں ہو سکتا جو دولت اور حکومت دنیا کو اپنا ماں باپ بنا لے۔ علی قاری کی مذکورہ شرح اور امام حسن علیہ السلام کا معاویہ کے سامنے کلمہ حق بیان کرنا اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ ہوں گے جن کو اصحاب الشمال میں شامل کیا جائے گا۔ نعوذ باللہ من اصحاب الشمال۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی المتوفی 1034 صفر المظفر

سائل نے جن بزرگوں کے نام لے کر لکھا ہے کہ ان بزرگوں نے معاویہ کو صحابی شمار کیا ہے ان میں گیارہواں نمبر حضرت مجدد الف الثانی ہے۔ ہم نے مکتوبات شریف کا بااستعاب مطالعہ کیا ہے مکتوبات شریف کے تینوں دفاتر میں امیر معاویہ کی صحابیت کا ذکر ہے اور بار بار عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو معاویہ کے گھوڑے کی غبار سے کم لکھا گیا ہے اور حوالہ ابن مبارک کا ہے۔ اسکا جواب عبد اللہ بن مبارک کے حالات میں تحریر ہو چکا ہے کہ یہ بات عبد اللہ بن مبارک سے ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو یہ عبد اللہ

بن مبارک کی لغزش ہو گی کیونکہ بالا جماع علمائے اہل سنت چار خلفائے راشدین کے بعد پانچویں خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز ہیں مگر معاویہ خلفائے راشدہ کی مخالفت کر کے صحابہ سے خارج ہو گیا۔اور عمر بن عبدالعزیز سنت رسول اور سنت خلفاء کو زندہ کر کے صحابہ میں شامل ہو گئے لہذا صحابیت کا شرف سنت پر عمل سے عمر بن عبدالعزیز کو مل گیا۔

معاویہ کے خلاف سنت اقدامات سے مجدد صاحب کی عدم واقفیت کی وجہ : آج سے چار سو سال پہلے معاویہ کے حق میں ابن حجر مکی نے کتاب تطہیر الجنان لکھی وہی کتاب مجدد صاحب کے سامنے تھی۔ابن حجر شافعی بزرگ ہیں مگر ان سے یہ بہت بڑی غلطی ہوئی کہ انہوں نے آنکھیں بند کر کے مروان اور معاویہ کے متعلق وہی لکھ دیا جو ابو بکر ابن عربی نے العواصم میں لکھا تھا۔چونکہ ابو بکر ابن عربی ناصبی تھا اس لئے اس نے مروان اور معاویہ کی تعریف کے پل باندھے۔صاحب روح المعانی علامہ آلوسی المتوفی 1227 ھجری نے ابو بکر ابن عربی المالکی کو دل کا اندھا لکھا ہے ملاحظہ ہو تفسیر سورۃ محمد روح المعانی جلد نمبر ۹ کیونکہ ابن عربی الاندلسی نے لکھا ہے کہ حسین اپنے نانا کی تلوار سے قتل ہوئے۔ابن عربی کی یہ بکواس یزید کی حمایت میں ہے حالانکہ مجدد صاحب نے یزید پلید کی مذمت کی ہے۔اور کافر سے

بد تر لکھا ہے۔ لہذا ابن عربی کا حوالہ مکتوبات شریف میں آنا اس بات کی دلیل ہے کہ معاویہ کے اقدمات کا انکو پتہ نہ تھا ورنہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص یزید کی حمایت میں امام حسین علیہ السلام کی توہین کرے اسکے حوالہ جات مکتوبات شریف میں درج کیئے جائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مجدد صاحب نے معاویہ کی خطا کو خطاء اجتہادی لکھا ہے جبکہ شاہ عبد العزیز صاحب نقشبندی مجددی تھے انہوں نے مولنا جامی کے موقف کی اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں حمایت کی کہ معاویہ کی خطا اجتہادی نہیں بلکہ خطائے منکر تھی جو کبیرہ گناہ اور فسق ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب مجددی سلسلہ کے بزرگ ہیں انکی تحقیق کے مطابق ہم بھی معاویہ کو ے مرتکب کبیرہ اور مرتکب فسق جانتے ہیں۔ اگر شاہ عبد العزیز صاحب مجدد صاحب سے اس اختلاف کی وجہ سے سلسلہ مجددیہ سے خارج نہیں ہوئے تو ہم بھی مکمل احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اس اختلاف کے باوجود اسی سلسلہ میں داخل ہیں۔ حضرت مجدد صاحب نے اکبر اور جہانگیر کی خرافات اور بدعات کا مکمل خاتمہ کیا اس لئے وہ ہزار سالہ مجدد ہیں ہم انکی خاک پا بھی نہیں مگر احترام ملحوظ رکھنے کے باوجود اختلاف جائز ہے ۔مندرجہ ذیل مسائل میں سلسلہ نقشبندیہ مجددی کے صوفیہ اور علمائے مجدد صاحبسے اختلاف کیا ہے۔

1 : مسئلہ بدعت

مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہو سکتی جبکہ مجدد صاحب سے پہلے امام غزالی احیاء العلوم میں بدعت حسنہ کی تعریف کر چکے ہیں۔اسی طرح مجدد صاحب کے بعد انکے متعبین نے بھی بدعت حسنہ کو سنت حسنہ قرار دیا ہے۔

2 : مسئلہ رفع سبابہ

مجدد صاحب نے نماز میں رفع سبابہ کو منع لکھا ہے جبکہ مجدد صاحب سے پہلے اور انکے خلفا اور متعبین نے مجدد صاحب سے اختلاف کر کے رفع سبابہ کو سنت لکھا ہے کیونکہ صحیح احادیث اور فقہ حنفیہ سے رفع سبابہ کی تائید میں ہے۔

3 :ذکر بالجہر

ذکر بالجہر کو مجدد صاحب نے پہلے منع لکھا ہے اور پھر صرف رخصت لکھا ہے جبکہ مجدد صاحب سے پہلے خواجہ علاؤالدین خواجہ احرار اور خواجہ بو علی فارمدی اور خواجہ عارف اور خواجہ محمود اور خواجہ عارف جن کے نام سلسلہ مجددیہ کے شجرہ میں میں ہیں وہ سب ذکر بالجہر کے عامل تھے حضرت مجدد صاحب کے پیر بھائی شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی ذکر بالجہر کو سنت کہا ہے ملاحظہ ہو الشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ لہذا اس مسئلہ ذکر بالجہر میں جمہور کا مسلک انکے خلاف ہے۔

4 : اس طرح مجدد صاحب نے غوث پاک کے اس ارشاد کو قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ کو انکے زمانہ کے ساتھ خاص کیا ہے جب کہ جمہور اولیاء اللہ کا مسلک یہ ہے کہ یہ ارشاد پاک غوث پاک سے پہلے بزرگوں اور انکے بعد قیامت تک آنے والے ولیوں پر نافذ ہے۔

بزرگوں سے اختلاف دلائل کے ساتھ کرنا بے ادبی نہیں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے شوال کے چھ روزے مکروہ لکھے ہیں۔اسی طرح عقیقہ کو مکروہ لکھا ہے جبکہ حنفی علماء ان دونوں چیزوں کو سنت سے اور حدیث سے ثابت کیا ہے۔اور اسی پر امت کا عمل ہے۔اس اختلاف سے امام صاحب کی بے ادبی نہیں ہوئی ۱۵۰ مسائل میں صاحبین نے امام صاحب سے اختلاف کیا ہے۔آج کل ہر جگہ دیہات میں جمعہ پڑھایا جاتا ہے یہ امام صاحب کے نزدیک ناجائز ہے اور دیگر اماموں کے نزدیک جائز ہے۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شان علی رضی اللہ عنہ میں حدیث بیان کرنا :

صحاح ستہ اور پوری تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ معاویہ نے یہ بدعت سئیہ رائج کی تھی کہ منبروں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجی جائے خود معاویہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ لیکن حضرت مجدد صاحب نے یہ حدیث مکتوبات شریف میں بیان کی ہے کہ جس نے علی کو گالیاں دیں اس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور جس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان دیں اس نے اللہ کو گالیاں دیں۔ ایک طرف کتب تواریخ صحیحہ سے ثابت ہے کہ معاویہ اور اسکے پیروکاروں کا منبروں پر مولی علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے رہے اور عمر بن عبدالعزیز نے آکر اس خبیث حرکت کا خاتمہ کر کے آیت ان اللہ یأمر بالعدل کو خطبہ میں رکھا جو آج تک رائج ہے اور قیامت تک انشاءاللہ رائج رہے گا یہی مجدد صاحب کا عقیدہ ہے۔

چنانچہ مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب نمبر 36 میں مجدد پاک نے یہ حدیث تحریر فرمائی ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من احب عليا فقد احبني من ابغض عليا فقد ابغضني من آذى عليا فقد آذاني من آذني فقد اذى الله .

جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علی کو دکھ دیا اس نے مجھ کو دکھ دیا اور جس نے مجھ کو دکھ دیا اس نے اللہ کو دکھ دے کر ناراض کیا۔اب بات واضح ہے کہ ایذائے رسول دینا اور ایذائے رب دینا عظیم جرم ہے۔ہم نے اپنے مقالہ میں صحیح روایات اور مستند حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ معاویہ نے اپنے خبیث بیٹے کو حضرت حسین علیہ السلام کے مقابلہ میں جانشین بنا کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا۔اور معاویہ نے منبروں پر لعن علی کا حکم دے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا۔معاویہ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹا کر رسول پاک کو دکھ دیا رہا صحابی لکھنا صحابی سے مگر وہ صحابہ کی آخری لڑی سے بھی خارج ہو گئے کیونکہ والذی اتبعوھم باحسان سے خلافت کو ختم کر کے یزید کو جانشین بنا کر اہل بیت کو دکھ دے کر اور یزید کو قتل اہل بیت اور قتل اہل مدینہ کی وصیت کر کے اس شرف سے محروم ہو گئے۔ چنانچہ مولنا عبد الرشید نعمانی جامعہ عالمیہ بنوریہ کے سابق شیخ الحدیث نے بھی یہی لکھا ہے کہ معاویہ اتباع باحسان سے بھی خارج ہو گیا۔ان مختصر گذارشات کے بعد امید ہے کہ مجدد پاک کا مؤقف اچھی طرح واضح ہو جائے گا

شاہ عبد الحق محدث دہلوی المتوفی 1052

بارہویں نمبر پر شیخ محقق کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بھی معاویہ کو صحابی مانتے تھے۔

الجواب: شاہ عبدالحق صاحب کی مشہور کتاب ماثبت بالسنہ فی ایام السنہ مطبوعہ ہے اور عام ہے۔ماہ محرم کے واقعات میں لکھتے ہیں اس کتاب میں شاہ عبدالحق نے امیر معاویہ نے یزید کی بیت کیلئے کعبہ شریف کے سامنے جو جھوٹ بولا اس کا ذکر کیا ہے اور امام حسین علیہ السلام عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر جو جبر کیا کہ اگر نفی یا اثبات میں تم نے کوئی بات کی تو گردن اڑا دوں گا اور پھر صحن کعبہ میں جھوٹ بول کر یزید کیلئے بیعت لی اور کہا یہ سب واقعات جو الکامل فی التاریخ میں جزری نے لکھے ہیں وہ شیخ محقق نے لکھ کر لکھا ہے کہ معاویہ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کیا اور یزید کو جانشین بنایا لہذا ثابت ہوا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بھی معاویہ کو خطا منکر کا مرتکب جانتے تھے۔اور مولنا جامی رحمۃ اللہ کا اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا جو مؤقف ہے ہمارا بھی وہی موقف ہے۔

ایک مختصر مقالہ

حضرت علی کرم اللہ وجہ کو کس نے گالیاں دیں

امیر معاویہ نے حضرت سعد کو کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تم گالیاں کیوں نہیں دیتے حضرت سعد نے معاویہ کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے پھر

امیر معاویہ نہ مانا حوالہ کیلئے مسلم شریف کتاب فضائل صحابہ فضائل علی رضی اللہ عنہ ملاحظہ کریں۔

2 : خود امیر معاویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو ابن کثیر کی تاریخ البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۳٤۱ .

3 : مسند امام احمد مروِات ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں یہ حدیث بالاسناد موجود ہے کہ معاویہ کے حکم سے مدینہ میں مروان منبر رسول پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ خبیث خدا اور رسول خدا کو گالیاں دیتا ہے میں نے خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی۔

4 : اہل سنت کے تمام مسالک کے نزدیک مستند تاریخ امام ابن جزری کی الکامل فی التاریخ ہے جس میں سند کے ساتھ یہ بات کھول کر بیان کی گئی ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ کے درمیان صلح ہوئی تو امام حسن علیہ السلام نے جو شرائط امیر معاویہ کے سامنے رکھیں تھیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ امیر معاویہ اور انکے گورنر حضرت علی کو گالیاں نہیں دیں گے امیر معاویہ مان گئے لیکن بعد میں پھر امام حسن علیہ السلام کے سامنے حضرت علی کو گالیاں دینے لگا ملاحظہ ہو الکامل فی التاریخ جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۰۹۔

5: نسائی شریف کتاب الحج باب التلبیہ فی العرفات میں یہ حدیث ہے کہ عرفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد سعید بن جبیر سے پوچھا کہ سعید لوگ عرفات میں بلند آواز سے تلبیہ کیوں نہیں پڑھتے۔انہوں نے کہا کہ لوگ معاویہ کے ڈر سے تلبیہ نہیں پڑھتے اس پر حضرت ابن عباس نے اونچی آواز سے لبیک پڑھ کر فرمایا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جنہوں نے حضرت علی کے بغض میں آکر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کیا اور تلبیہ چھوڑ دیا نوٹ: جو لوگ ابن عباس کو معاویہ کا طرف دار کہتے ہیں وہ اس حدیث کو غور سے پڑھیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کس پر لعنت بھیج رہے ہیں؟

6 : فتح الباری شرح بخاری ابن حجر عسقلانی کتاب مناقب علی میں ہے کہ معاویہ کے حکم سے اسکے گورنر حضرت علی کو گالیاں دیتے تھے۔

7 : پیر کرم شاہ صاحب کے استاد ابو زہرہ مصری اپنی کتاب مذاہب اسلامیہ میں لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ نے برا طریقہ نکالا تھا کہ منبروں پر حضرت علی رجی اللہ عنہ کو گالیاں دی جاتی تھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ راشد خامس نے آکر اس برے طریقہ کو ختم کیا۔

8 : کتاب سیرت عمر بن عبد العزیز مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی میں بدعت معاویہ کے عنوان سے ایک پورا باب ہے کہ منبروں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کی غلیظ اور بری بدعت امیر معاویہ نے رائج کی تھی حضرت عمر بن عبد العزیز نے آکر اس بدعت غلیظہ کو ختم کر کے قرآن پاک سورۃ النحل پارہ نمبر ۱۶ کی یہ آیت خطبہ میں رکھی جو آج تک ہر خطیب خطبہ جمعہ میں پڑھتا ہے۔ ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان آخر تک۔

9 : حوالہ جات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معاویہ نے جو گالیاں دی بے شمار ہیں سر دست یہ آٹھ حوالے پڑھنے کے بعد اب آخر میں ترمذی باب مناقب علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی پڑھیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی لا یحبك الا مؤمن ولا یبغضك الا منافق. اے علی تیرے ساتھ صرف مومن ہی محبت کرے گا اور تیرے ساتھ صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔

امام حسن علیہ السلام کی بے ادبی اور گستاخی

10 : ابو داود شریف کتاب اللباس میں ہے کہ حضرت مقدام معاویہ کے پاس آئے اور امیر معاویہ نے کہا کہ تمہیں پتہ ہے کہ حسن فوت ہو گیا ہے انہوں نے انا للہ و انا الیه راجعون پڑھا تو معاویہ نے کہا کہ حسن کی موت کوئی مصیبت نہیں تم انا للہ کیوں پڑھتے

ہو۔اور معاویہ کے ایک خوشامدی نے کہا کہ حسن ایک چنگاری تھا جسے اللہ نے بجھادیا اس پر حضرت مقدام نے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں صحیح حدیث بیان کی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن میری شبیہ ہے اور حسین علی کی شبیہ ہے۔اسکے بعد مقدام نے کہا کہ معاویہ تمہارے گھر مین رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں عمل کئے جاتے ہیں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

1 : تمہارے گھر میں مرد ریشم پہنتے ہیں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کیلیئے ریشم منع فرمایا ہے۔

2 : تمہارے گھر میں مرد سونے کے زیورات پہنتے ہیں جبکہ رسول خدا نے مردوں کیلیئے سونا پہننا حرام فرمایا ہے۔

3 : تمہارے گھر میں ریچھ شیر اور دیگر درندون کی کھالیں استعمال ہوتی ہیں جبکہ رسول خدا نے درندوں کی کھالوں پر بیٹھنا اور انکو استعمال کرنا منع کیا ہے۔معاویہ یہ سن کر خاموش ہو گیا اور لاجواب ہو گیا۔حضرت مقدام نے یہ بحث حضرت حسن کی بے ادبی کرنے کی وجہ سے معاویہ سے کی۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی توہین

: ہر مسلمان کی وفات کی خبر سن کر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنے کا حکم ہے امیر معاویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے وفات پر کہا کہ یہ کلمہ مصیبت کے وقت پڑھا جاتا ہے اور حسن کی موت کوئی مصیبت نہیں کیا یہ بغض اہل بیت نہیں ؟ وہ لوگ جو ہر وقت کہتے ہیں کہ معاویہ امام حسن علیہ السلام کو بہت عزت دیتے تھے وہ یہ بھی شواہد النبوت مین ضرور پڑھیں مولنا جامی نے لکھا ہے کہ امام حسن کو یزید نے نہیں بلکہ معاویہ نے زہر دلائی تھی جامی کون جامی عاشق رسول اور سنیوں کے امام ہیں۔ جن کی لکھی ہوءی نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ مولنا شمس الحق کی شرح عون المعبود میں ابوداود کی عربی شرح میں بھی امیر معاویہ پر افسوس کیا گیا ہے کہ اس نے ریحانۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر خوشی منائی نعوذ باللہ من ذالک۔

قتل ناحق اور باطل کے ساتھ لوگوں کے مال کھانا

قرآن مجید پارہ نمبر 5 سورہ النساء آیت نمبر 29 کی تفسیر میں ابن کثیر بحوالہ مسلم شریف کتاب الامارہ یہ مستند حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تمہارا بھائی معاویہ ہم کو حکم دیتا ہے کہ ہم لوگوں کو ناجائز قتل کریں اور لوگوں کے مال باطل اور حرام طریقہ سے کھائیں۔ حضرت

عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ معاویہ کی بری بات ہر گز نہ مانو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ امیر معاویہ نے اپنے گورنروں کو حکم دیا تھا کہ تم کو جہاں بھی حضرت علی کی حمایت والے لوگ ملیں انکو قتل کر دو۔ چنانچہ بے شمار عاشقان اہل بیت کو امیر معاویہ کے گورنروں نے قتل کیا۔ یہ بات اہل سنت کی مستند کتابوں سے ثابت ہے حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو الاستیعاب فی اسماء الاصحاب علامہ ابن عبد البر المتوفی 460 علامہ طبری۔ تاریخ الامم والملوک المتوفی 320۔ علامہ ابن اثیر الجزری الکامل فی التاریخ المتوفی 630 .

تمت بالخیر

(کچھ لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کیلئے، اور اہل بیت کی محبت میں اس کتابچہ کو لکھا گیا اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہماری ادنٰی سی یہ کاوش اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے آمین)

کمپوزر: خاکپائے مرشدی ابوالزھیر قاری محمد زبیر رشیدی

المآخذ

1 : القرآن الکریم

2 : البخاری

3 : المسلم

4: الترمذی

5: النسائی

6 : ابوداود

7 : الطحاوی

10 : الکامل فی التاریخ

11: تاریخ الرسل والملوک

12: الاستیعاب

13: فتح الباری

14:الهدایہ

15 : شواہد النبوۃ

16 : ابن ابی شیبہ

17 : مسند امام احمد بن حنبل

18 : مسند سعید بن منصور

19 : کشف المحجوب

20 : مکتوبات مجددیہ

21 : ماثبت بالسنۃ

22 : تحفہ اثنا عشریہ

23 : میزان الکتب

24 : تبیان القرآن

25 : شرح صحیح مسلم

26 : مرقاۃ شرح مشکوۃ

27 : شفا قاضی عیاض

28 : شرح شفا خفاجی

29 : العوصم من القواصم

30 : الموضوعات

31 : منہاج السنۃ

32 : الملہم شرح مسلم

33 : فتح الملہم

34 : تطہیر الجنان

35 : الصواعق المحرقہ

36 : البلازری

37 : سر الشہادتین

38 : غنیۃ الطالبین

39 : الاصابہ فی تمیز الصحابہ

40 : اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ

41 : کتاب الام

42 : مثنوی مولانا روم

43 : تفسیر ابن کثیر

44 : الکامل للمبرد

45 : مشکوۃ المصابیح

46 : شرح السنۃ

47 : طبرانی

48 : طبقات ابن سعد

49 : تفسیر احکام القرآن جصاص

50: مجموعۃ الاحادیث الصحیحہ

51 : جامع صغیر السیوطی

52 : مذاہب الاسلامیہ

53 : جعفر صادق

54 : البدایہ والنہایہ

55 : عقائد الاسلام

56: تاریخ ابوالفداء

57 : اشعۃ اللمعات

58 : احیاء العلوم

59 : فتاویٰ رضویہ

60 : سیر اعلام النبلا

61 : الحق الجلی

62 : روح المعانی

دیگر تصانیف

1 : ترجمہ و تفسیر کشف الاسرار

2 : شرح اوراد نظیریہ شریف وتذکرہ بزرگان سلسلہ نسبت رسولی صلی اللہ علیہ وسلم

3 : مقالات مجددی جلد اوّل، جلد دوم

4 : تذکرہ خواجہ عبداللہ الفارسی ہروی۔

مصنف: الحاج حکیم علامہ محمد عبدالخالق مجددی

مبلغ نسبت رسولی ﷺ یورپ خلیفہ مجاز مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف تحصیل کوہ مری ضلع راولپنڈی